صلح کل کے مریضوں کے لئے نسخہ کیمیا

آئینہ حقیقت

کا

جدید ایڈیشن

مولانا انیس عالم سیوانی

مکتبۃ الحجاز ۷، ہرن پارک، چوک، لکھنؤ

صلح کل کے مریضوں کے لئے نسخہ کیمیا

آئینۂ حقیقت

کا

جدید ایڈیشن

ناشر: مکتبہ الحجاز ۷/ہرن پارک چوک لکھنؤ

ابتدائیہ

☆

کیا جوابِ جرم دو گے تم خدا کے سامنے

☆

آئنیۂ صلح کلیت نے رئیس القلم کو کیا بدحواس

☆

دلّی کے کانا دجّال کا دجل وفریب

☆

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

☆

دورِ حاضر کا فتنۂ اکبر یعنی ندوی یٰس اختر (اول، دوم)

☆

مکتوب گرامی حضور محدث کبیر

☆

حلفیہ مکتوب سے شبہات اور گہرا گئے

☆

جماعت کے اہم مسائل پر محدث کبیر سے بات چیت

☆

حضور تاج الشریعہ کے بیان سے مضطرب ہونے کی بجائے

☆

متفق علیہ مسائل کو مختلف فیہ بنانے کی مذموم کوشش

حسب فرمائش

شہزادۂ حضور سراج ملت مولانا منہاج رضا ہاشمی

دارالعلوم فیضان مفتی اعظم، پھول گلی، ممبئی

بموقعہ عرس رضوی ۱۴۳۶ھ

مطابق ۱۷، ۱۸، ۱۹ دسمبر ۲۰۱۴ء

نام کتاب : آئینۂ حقیقت کا جدید اڈیشن

مرتب : انیس عالم سیوانی

زیر اہتمام : امام احمد رضا فاؤنڈیشن لکھنؤ

طبع اول : شوال المکرم ۱۴۳۵ھ مطابق اگست ۲۰۱۴ء

ناشر : مکتبۃ الحجاز، ۷ ہرن پارک، چوک لکھنؤ

ابتدائیہ

باسمہ تعالی

آج جی بھر کے مجھے آنسو بہا لینے دو
ضبط کرتا ہوں تو تکلیف بہت ہوتی ہے

شیخ سعدی نے صحیح فرمایا ایک من علم کے لیے چالیس من عقل چاہئے۔ تکبر اور خودسری انسان کو بے راہ رو بنا دیتی ہے، جب تک توفیق الہٰی شامل حال نہ ہو علم نفع نہیں پہونچاتا بلکہ بغیر فضل مولی علم گمرہی اور فساد وعناد میں مبتلا کر دیتا ہے، ہدایت اور توفیق اللہ کی طرف سے ہے وہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے، یہ اسی کی شان ہے کہ اس نے بلال حبشی، عمار بن یاسر، سلمان فارسی کو منزل مقصود تک پہونچایا اور یہ بھی اسی کی حکمت ہے کہ ابو جہل اور ابولہب جیسے علم وعقل اور سرداری کا تمغہ رکھنے والوں کو اپنی معرفت سے محروم کر دیا۔

بڑے بدنصیب اور کور بخت ہیں وہ لوگ جو اپنے علم وعقل اور صلاحیت کا غلط اور بے محل استعمال کرتے ہیں، بعضوں کی شکل مکروہ ہوتی ہے لیکن بعض لوگوں کی شکل وعقل دونوں ہی مبغوض ومغضوب ہوتی ہے،

علم کا فائدہ اہل کو پہنچتا ہے نااہلوں کو علم فائدہ نہیں پہونچاتا ہے۔ مفید علم وہ ہے جو انسان کو صحیح اور غلط میں تمیز پیدا کرنے کی قوت بخشے، قبول حق کے جذبے کو بیدار کرے اور وہ علم جو حرص وہوس دنیا، نفس پرستی، تکبر اور فساد کو بڑھاوا دے اسے نہ علم نافع کہا جا سکتا ہے نہ وہ علم دین ہے اور نہ عقل ودانش کا تقاضہ بلکہ فطرت سلیمہ کے منافی ایک مہلک مرض ہے جو لاعلاج ہے، اس مرض کے شکار افراد پر کوئی دوا نہیں اثر کرتی۔ جسم بیمار ہو جائے تو زیادہ سے زیادہ ایک آدمی اپنی زندگی سے محروم ہو سکتا ہے لیکن کسی کی عقل خبط ہو جائے یا بازاری فطرت کا عادی ہو جائے تو اس کا

خمیازہ تنہا اسے نہیں بھگتنا پڑتا بلکہ اس کی زد میں کئی لوگ آسکتے ہیں۔ ایسے بیمار ذہنوں اور جاہ پرستوں سے لوگوں کو باخبر رہنا چاہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ اپنی خواہش نفس کی تکمیل کے لئے معاشرہ اور سماج کی تباہی و بربادی کا یہ سبب بن جائیں۔ یہ کتابچہ ایسے نفس پرستوں اور حرص وطمع کے پجاریوں کی تنبیہ کے لئے شائع کیا جارہا ہے، درحقیقت پچھلے کئی سالوں سے نام نہاد سواد اعظم کے ٹھیکیداروں نے اہل سنت و جماعت کے علما، مشائخ، خطبا، شعرا، اور با اثر شخصیات اور مرکز کی تضحیک وتحقیر کی تحریک شروع کررکھی ہے، کئی سال پیشتر سے مخالفین و معاندین متفرق طور پر تحریر و تقریر کے ذریعہ انتشار پسندی کی کوشش کررہے ہیں جس کی باضابطہ افرادی طور پر اشرفیہ مبارکپور کے بعض پرانے فسادی، فتنہ پرداز مدد کررہے ہیں۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی لاابالیوں کے رئیس مولانا یٰسین اختر کی کتاب ''عرفان مذہب و مسلک ''تھی، اس کتاب کی اشاعت سے یہ روزروشن کی طرح عیاں ہوگیا کہ علما اور مشائخ کے درمیان اختلافات کی تخم ریزی سے لیکر پروان چڑھانے تک کا فریضہ مولانا یٰسین اختر اور اشرفیہ کے شرپسند عناصر کررہے ہیں، اس بدنام زمانہ کتاب نے رئیس القلم کی قلعی کیساتھ ساتھ اشرفیہ مبارکپور کے بعض افراد کے چہروں سے بھی نقاب الٹ دیا، یہ بھی ایک قابل غور امر ہے کہ موجودہ اختلاف کا تعلق جماعت کے اندرونی معاملات سے ہے، اس کیلئے مولانا یٰسین اختر اور ان کے حواریوں کے پاس اتنا سرمایہ کہاں سے آرہا ہے، کہ تخریب کاری کے لیے ہزاروں کی تعداد میں کتابیں چھپوا کر بلاقیمت عوام وخواص اور طلبہ میں تقسیم کررہے ہیں، بعض مبصرین کا خیال ہے کہ اس طبقۂ فسادیہ کے سربرآوردہ حضرات کے روابط آر۔ ایس۔ ایس اور اسرائیلی سفارت خانہ سے مضبوط ہوئے ہیں۔ عالمی پیمانہ پر مسلمانوں کے استحصال کی

یہودی کوششیں جاری ہیں، اسلامی دیشوں میں جہاد کے نام پر وہابی دہشت گردوں کے ذریعہ یہودی لابی مسلمانوں میں انتشار پھیلا رہی ہے اور ہندوستان جیسے ملک میں اصلاح کے نام پر کچھ مولوی نما اشخاص اسرائیل کے لیے کام کررہے ہیں، خدا نہ کرے کہ ایسا ہو، لیکن کچھ بعید بھی نہیں۔ ''عرفان مذہب ومسلک'' میں جس ڈھٹائی ،غیر شائستگی اور بدتمیزی کا مظاہرہ کیا گیا ہے، وہ مخفی نہیں، اکابر، علما، مشائخ کی توہین و استہزا کا جو انداز اختیار کیا گیا ہے اس کی امید کسی سڑے، بدبودار، بدمذہب سے بھی نہیں کی جاسکتی، ایسے طواغیت اور سرکش لوگوں کو لگام دینے کے لیے راقم نے آئینۂ صلحکلیت لکھی تا کہ جماعت کے اندرونی حالات سے دلچسپی رکھنے والے لوگ یہ جان جائیں کہ ہر دو چار سال میں مدارس اور خانقاہوں میں اختلاف کی بہار کن ادیبوں، دانشوروں اور مولویوں کے دم قدم سے آدھمکتی ہے، ''آئینہ صلحکلیت'' کے چھپتے ہی جتنے چھپے فسادی تھے ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگے۔

مختصر مدت میں آئینہ صلحکلیت کے نو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ مذکورہ کتاب کی علما، مشائخ نے امید سے بڑھ کر پذیرائی کی، اس کتاب کے شائع ہونے کے بعد سناٹا چھا گیا، جو اعتراضات کیے گئے، تخریب کاروں کے احوال دلائل کیساتھ پیش کیے گئے، صلحکلیت کا عرفان آئینے کی چمک میں اپنی پہچان کھو بیٹھا، کئی مہینے منہ چھپائے رہے، کچھ نہیں بن سکا تو مجبورو بے بس طلبہ کے ذریعہ مبائل پر گالیاں دلوائیں لیکن وہ سلسلہ دیر تک قائم نہیں رہ سکا اس لے کہ جلد ہی طلبہ کو احساس ہو گیا کہ ان کا ناجائز استعمال ہورہا ہے، کئی مہینے کی خاموشی کے بعد نوخیز چوزوں اور نابالغ ایڈیٹروں نے ضمناً اوباشی کے فن دکھائے پھر شکست خوردوں کے حواس باختہ امیر نے دل ودماغ یکجا کیا، تمام نئے پرانے سپاہی گلے شکوے دور کر کے مصیبت کی اس گھڑی میں سر

جوڑ کر بیٹھے، کسی کے حصے میں یہ سعادت آئی کہ کسی طرح آئینہ کی چمک کو کم کرنا ہے، کسی نے فتنوں کی نئی شاہراہ تیار کرنے کی ذمہ داری لی، غرضکیہ ایک کتاب ''آئینہ حق وصداقت'' کے نام سے کسی منی لال یا چھیدی لال کے سپوت نے تیار کیا اور کسی نورالہدیٰ نام کے عجوبے کے نام سے شائع کیا، ایک اور مفصل مضمون مہمان اداریہ کے طور پر شہر آشوب کے عنوان سے جام نور شمارہ مارچ 2014 میں چھپا ایک اور کتاب ''عرفان حقیقت'' کے نام سے شائع ہوئی، ہم قسط وار سب کا آپریشن کریں گے، سردست مؤخرالزکر دونوں عناوین کی مرہم پٹی آئندہ صفحات میں آپ ملاحظہ کریں گے، ہم نے پہلے بھی یہ ذکر کیا ہے کہ بناوٹی رئیس القلم ایک ہی چیز کوئی طرح سے پیش کرنے کا ہنر رکھتے ہیں، کبھی مضمون کبھی کتابچہ کبھی کتاب اس طرح کثرت تصانیف کا شرف حاصل کرتے ہیں ''عرفان حقیقت'' کا بھی یہی حال ہے، ۱۴ر فروری ۲۰۱۴ء سے ۲۷ر مارچ ۲۰۱۴ء تک پانچ مضامین واٹ شاپ کے ذریعہ پھیلائے گئے، پھر انہیں مضامین کی کاپیاں سواد اعظم کے جنگجوؤں نے اشرفیہ مبارکپور میں تقسیم کیا پھر کچھ دنوں بعد انہیں پانچوں مضامین کو ٹائٹل پیج کے اضافے کے ساتھ کتابچہ بنا کر فری تقسیم کرایا جا رہا ہے، اس فتنہ پرور جماعت کی افترا پردازی اور فسادی تحریک کے سد باب کے لیے الگ الگ کئی مضامین لکھے گئے تاکہ سادہ لوح لوگ ان کی گمرہی کے شکار نہ ہو جائیں، ان مضامین میں وہی لب ولہجہ، انداز اور رقت وشدت اختیار کی گئی ہے جس کے مجرمین حقدار ہیں، ان پاپیوں کی سرکوبی اور ان کے جبری افکار کا قلعہ قمع کرنا ہمارا اولین فریضہ ہے، ہم نے نہ کوئی زیادتی کی ہے نہ کسی کے ساتھ تفریق برتی ہے، جو جس لائق تھا اس کے انجام کو پہنچا دیا ہے۔

''کیا جوابِ جرم دو گے تم خدا کے سامنے''

ایمان سوز فتنہ انگیز عاقبت تباہ کرنے والی کتاب معروف بہ ''عرفان مذہب ومسلک'' ارباب دولت کو ورغلا کر منصوبہ بند طریقہ سے مختلف مقامات سے چھپوا کر تقسیم کی گئی جس سے جگہ جگہ فتنہ وفساد کا ایک نیا دروازہ کھلا اور اہل سنت و جماعت میں اختلاف وانتشار کی فضا پیدا ہوئی۔

اس کتاب سے اہلسنت و جماعت کے دور اندیش، مستقبل شناس دیندار اور امت کے خیر خواہ علماء وعوام میں سخت برہمی اور بیزاری محسوس کی گئی۔ علاوہ ایک مخصوص طبقہ کے جن کا مشن فکری آوارگی اور شرعی حدود کی پامالی کا ماحول پیدا کرنا اور جماعت کے معتمد و مستند اور محتاط علمائے کرام کے خلاف زہر افشانی کر کے ان کی عظمت ووقار کو مجروح کرنا ہے۔

کتاب کی اشاعت کے بعد اس کی شرعی خامیوں کے ساتھ ساتھ اس مخصوص طبقہ کے کچھ اندرونی حالات بھی بنام ''ابراق بریلی'' اور ''آئینۂ صلح کلیت'' منظر عام پر آئے جیسے ہی ان مدعیان علم وحکمت کی قلعی کھلی اور غلاف کعبہ میں چھپے ان ازدہوں کو لوگوں نے دیکھا ہر چہار سمت ان کی مذمت ہونے لگی۔ دیانت داری اور خدا ترسی کا تقاضہ تو یہ تھا کہ ان کتابوں میں بیان کئے گئے واقعات وحالات اگر غلط تھے تو ان سے اپنی برأت ظاہر کرتے اور اگر صحیح تھے اور یقیناً صحیح تھے تو اپنی شرعی بے اعتدالیوں سے توبہ ورجوع کر کے خوف آخرت وخشیت ربانی کا مظاہرہ کرتے مگر افسوس!

ع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

مثل مشہور ہے کھسیانی بلی کھمبا نوچے! کچھ یہی حال جناب مولانا یٰسین اختر

مصباحی صاحب کا ہوا کہ جب ''آئینۂ صلح کلیت'' اور ''ابراق بریلی'' میں اٹھائے گئے سوالات واعتراضات کا کوئی جواب نہ بن پڑا اور ادھر جواب کیلئے ہر طرف سے فون کی بوچھار ہونے لگی تو اپنی جان چھڑانے کیلئے انصاف و دیانت اور علمی معیار کے سارے تقاضوں کو پس پشت ڈال کر جھوٹ اور افتراء کا ایک معجون مرکب بعنوان ''احتساب شرعی......الخ'' انٹرنیٹ پر ڈال دیا۔

مولانا یٰسین اختر صاحب اپنے اس بیان میں ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ جنہوں نے اپنے مخصوص ہدف کے تحت..............الخ مولانا یٰسین اختر صاحب کے ان جملوں میں کون تحریکیں اور ادارے مراد ہیں اسے حالات سے آگاہ افراد خوب سمجھ رہے ہیں۔

مولانا آپ کو قسم ہے رب ذوالجلال کی جس کی ہیبت سے ایک مومن کا کلیجہ لرز اٹھتا ہے۔آپ بتائیے کہ جن تحریکوں اور اداروں کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے ان کی کارستانیاں ''آئینۂ صلح کلیت'' اور ''ابراق بریلی'' میں مذکور ہیں یا نہیں اور ان کرتوت کی بناء پر ان تحریکوں اور اداروں کے متعلق جو کہا گیا ہے وہ شرعی اعتبار سے درست ہے یا محض ان کو بدنام کرنے کیلئے کہا گیا ہے؟ آپ پر لازم ہے کہ مذکور دونوں کتابوں میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں ان کے متعلق صفائی دیں یا پھر اپنی غلط حرکتوں اور تحریروں سے توبہ کریں ورنہ یاد رکھئے

اس سادگی پر کون نہ مر جائے اے خدا!

قارئین کرام! مولانا یٰسین اختر صاحب نے اپنے بیان میں لکھا کہ ۱۳ر ربیع الاول مطابق ۱۵ر جنوری سے بذریعہ موبائل اور میسج بار بار تقاضے کے باوجود اب تک عرفان مذہب و مسلک میں کوئی شرعی خامی نہیں بتائی جا سکی۔

راقم نے اس کی حقیقت جاننے کیلئے مختلف حضرات سے رابطہ کیا تو پتہ چلا

کہ آنجناب نے شہزادۂ تاج الشریعہ حضرت مولانا عسجد رضا قادری صاحب سے گفتگو کی ہے، شہزادۂ تاج الشریعہ سے راقم نے جب بات کی تو آپ نے فرمایا کہ ''جی ہاں مولانا یٰسین اختر صاحب کا فون آیا تھا تقریباً ایک گھنٹہ ان سے بات ہوئی ہے۔ دوران گفتگو میں نے مولانا یٰسین اختر صاحب سے کہا کہ آپ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ''جو لوگ باطل فرقوں مثلاً وہابیوں دیوبندیوں اور قادیانیوں کے پیشواؤں کو اپنے بیان وخطاب میں بار بار کافر اور خبیث اور مردود کہتے ہیں وہ قلت علم ومطالعہ اور ناقص تجربہ ومشاہدہ والے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ بد مذہبوں کے پیشواؤں پر لگائے گئے حکم شرعی کو بار بار دہراتے ہیں وہ آپ کے نزدیک قلت مطالعہ اور ناقص تجربہ ومشاہدہ رکھتے ہیں آپ نے اس تحریر میں ان علماء کی توہین کی ہے یا نہیں۔ اس پر مولانا یٰسین اختر صاحب کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکے۔

خبیث مردود کہنے والے علماء وخطباء کی شان میں آپ نے توہین کی ہے یا نہیں اور حکم شرعی کو بار بار بتانے والوں کا مذاق اڑایا یا نہیں اور توہین علماء کرنے والے پر توبہ واستغفار اور تجدید ایمان کا حکم ہے یا نہیں؟

آپ تو ماشاء اللہ اپنے کو بہت بڑا مدبر، مفکر، دانشور و وسیع المطالعہ اور کامل تجربہ کار تصور کرتے ہیں کیا آپ کو یہ عبارت یاد نہیں ہے۔ ''الاستخفاف بالأشراف والعلماء كفر'' (مجمع الأنهر ج ۱/ص ۶۹۵)۔

کیا آپ نے فتاویٰ رضویہ کی یہ عبارت کبھی نہ دیکھی کہ یہ لفظ کہ ''مولوی لوگ کیا جانتے ہیں؟'' اس سے ضرور علماء کی تحقیر نکلتی ہے اور علمائے دین کی تحقیر کفر ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ ج ۴/ص ۲۴۴)

آپ علمائے اہلسنت سے ثبوت شرعی کا مطالبہ کر رہے ہیں آپ جیسے

دانشور کو تو اولین نظر میں اپنی شرعی خامیاں معلوم ہو جانی چاہئے تھی مگر بات یہ ہے

ع اللہ جسے توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں

مصباحی صاحب! آپ کو سمجھ لینا چاہئے کہ اکابرین اہل سنت نے آپ کی کتاب پر جو کچھ تبصرہ فرمایا ہے وہ بلا ثبوت شرعی نہیں ہے بلکہ اس پر شواہد موجود ہیں جس کا صرف ایک نمونہ آپ کے لئے پیش کیا گیا ہے۔ اور جب کسی کتاب یا فرد یا تنظیم سے لوگوں کے درمیان گمراہی اور آزادروی کو بڑھاوا ملے تو علماء پر فرض ہے کہ اس کی قباحتوں سے لوگوں کو روشناس کرائیں۔ اس لئے کہ ثبوت شرعی کے بعد احتساب شرعی ضروری ہے۔

راقم الحروف سے علامہ عسجد رضا صاحب نے بتایا کہ ۱۹/ یا ۲۰/ فروری کو مصباحی صاحب سے اس موضوع پر گفتگو ہوئی تھی پھر اس کے بعد بھی دو تین مرتبہ ان کا فون اور میسیج آیا۔ میں نے ان کے پاس جوابات بھی میسیج کیا اور پھر چند سوالات بھی کئے مگر انہوں نے میرے سوالوں کا کوئی جواب نہ دیا میں نے ان سے کہا کہ آپ بریلی شریف تشریف لائیں۔ تفصیل سے گفتگو ہو جائے مگر وہ ابھی تک نہ آسکے۔

قارئین کرام! آپ نے انٹرنیٹ پر مصباحی صاحب کی تحریر پڑھی ہوگی جس میں انہوں نے بڑی چابکدستی سے نہایت زہریلی تیر ونشتر چلا کر اکابرین اہل سنت کو زخمی کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے اور دیانتداری کی تمام حدود کو توڑنے کا ریکارڈ قائم کر دیا ہے۔ مصباحی صاحب نے مولانا عسجد رضا صاحب سے ہوئی تمام گفتگو کو ہضم کر لیا اور جھوٹ کا سہارا لیکر قوم کو فریب دہی کا حسین کارنامہ انجام دے ڈالا۔

راہ سیدھی چل کہ اک عالم تجھے اچھا کہے

بے صداقت آبروائے بے بصر ملتی نہیں

مصباحی صاحب! اگر آپ کے اندر ذرا بھی ملت کا درد ہے تو فوراً اپنی غلط حرکتوں سے تائب ہوکر جماعتی انتشار کو ختم کیجئے۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ اپنے مخصوص طبقے کے ساتھ ایک متعین ذاتی مفاد کیلئے کبھی پیغام عمل اور کبھی عرفان مذہب و مسلک چھاپ کر کیا کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کی مختصر ٹولی نے چند برسوں میں جماعت اہل سنت کو کس قدر انتشار میں ڈال رکھا ہے اور اپنے ذاتی مفادات کی جھوٹی شہرت زر اندوزی اور جاہ طلبی کیلئے پوری جماعت کا شیرازہ منتشر کرنے میں کیا کیا رول ادا کیا ہے اگر آپ لوگ ان ذلیل حرکات سے باز نہیں آتے تو تاریخ کبھی آپ حضرات کو معاف نہیں کرے گی اور آپ کی ان تحریروں اور بیانوں کے سبب جو لوگ جماعت اہل سنت سے بدظن ہوکر غیروں کی جھولی میں جائیں گے سب کا خمیازہ آپ لوگوں کو بھگتنا پڑے گا۔

ع کیا جواب جرم دوگے تم خدا کے سامنے

آپ کی ٹولی نے غالباً اب طے کر لیا ہے کہ اکابرین اہل سنت اور جماعت اہل سنت کو ہم سکون سے ہرگز نہ بیٹھنے دیں گے اور آپ اپنی ہر تحریر و تقریر میں تضحیک اور رد علمائے اہل سنت اور رد جماعت اہل سنت ہی کریں گے۔

خدارا آپ اپنی حالت پر رحم کھائیے اور جلد از جلد آئینۂ صلح کلیت اور ابراق بریلی میں بیان کئے گئے واقعات و سوالات کا جواب دیجئے اور جماعت کے شیرازہ کو مزید منتشر کرنے سے باز آیئے ورنہ خوب سمجھ لیں

پیدا کبھی جو آہ میں تاثیر ہوگئی
کہئے گا ہاتھ جوڑ کے تقصیر ہوگئی

شفیع الرحمٰن نعیمی، رائے بریلی 15.03.2014

آئینہ صلحکلیت نے رئیس القلم کو کیا بدحواس

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

کئی مہینے کی خموشی کے بعد نام نہاد خود ساختہ رئیس القلم جو ہیں درحقیقت رئیس الفتن اچانک کوما سے باہر آگئے ہیں، بدنام زمانہ کتاب (عرفان مذہب ومسلک) کے ذریعہ جس طرح انہوں نے جماعت اہل سنت میں شرور وفتن کا طوفان برپا کیا، اس سے ہرسنی حیران وپریشان ہوا تھا، غلط فہمی کے شکار افراد کہنے پر مجبور ہوئے۔

جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

عرفان مذہب ومسلک نے ہر خانقاہ ودرسگاہ کے لوگوں کو چونکا کر رکھ دیا، اس مجموعۂ خرافات کے ذریعہ پھیلائے جارہے فتنوں کو رفع کرنے کے لیے علمائے کرام نے اپنے اپنے طور پر مختلف کتابیں لکھیں جن میں مفتی شمشاد حسین رضوی بدایوں کی کتاب (مذہب ومسلک کا حقیقی عرفان) شرف الدین صاحب کی ابراق بریلی، **اور راقم کی آئینۂ صلحکلیت جس نے تمام صلح کلی مولویوں کے بناوٹی چہروں کی حقیقت کھول کر رکھ دی، دن کے اجالے میں لوگوں نے عیار، مکار اور اس دور کے یزیدیوں کو پہچاننا شروع کردیا، آئینہ کی چمک نے بہتوں کے چراغوں کی روشنی مدھم کردی، صاحب کتاب، سراپا فتنہ وفساد خود ساختہ رئیس القلم کئی ماہ تک بدحواسی کے عالم میں کھوئے رہے، ان کے گروہی حواس باختہ ہوگئے، انہوں نے اپنے اعتبار سے آخری اور نہایت سدھا ہوا حملہ کیا تھا، لیکن آئینۂ صلحکلیت نے ایسا دندان شکن**

اور منہ توڑ جواب دیا کہ ان کی پوری ٹیم میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑی ہوئی، آئینۂ
صلح کلیت میں جو سوالات کیے گئے اور جو الزامات عائد کیے گئے ابھی تک کما حقہ
جواب دینے کی کسی فتنہ گر نے ہمت نہیں کی، رئیس القلم صاحب پینترا بدلیے اور نہ
چالبازی سے کام لیجئے جس طرح آپ کو آئینہ دکھایا گیا ہے اور آپ کے بے بنیاد،
غیر مربوط خدشات کا تصفیہ کر کے آپ کی بخیہ ادھیڑی گئی ہے۔اسی طرح آپ پر ان
الزامات کا جواب دینا فرض ہے اگر آپ اور آپ کے گروہی جواب نہ دے سکیں تو
اپنی نسلوں کو وصیت کر کے جایئے گا ورنہ قبر میں بھی وہ سوالات پریشان کریں گے
آپ نے جن پہ بھروسہ کیا ہے وفاداری ان کو چھو کے نہیں گزری ہے، وہ کب کس
کے خاک قدم کو سرمۂ نگاہ بنائیں گے اور کب کس کے جبہ و دستار اور علم و فضل کے
وقار کو اپنے پیروں سے روند دیں گے یہ کسی کو پتہ نہیں، وہ چڑھتے سورج کی پوجا
کرتے ہیں ان کی عقیدت اور جبیں سائی کسی سیاسی لیڈر کی وفاداری سے زیادہ
حیثیت نہیں رکھتی، وہ کب کس بات کو پروانۂ نجات کی سند بخشیں اور کب کس بات کو
حرام کی کھونٹی میں ٹانگ دیں یہ ان کے لیے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے آپ کی تحریریں
ببانگ دہل یہ اعلان کر رہی ہیں کہ آپ کے دل میں اہل بدعت کے لیے تو ہمدردی
ہے لیکن اہل سنت کے لیے نہیں اب تک جو آپ نے پچیس تیس کتابیں ادھر ادھر
سے جمع کی ہیں ان کو ایک بار پھر پڑھئے اور بتایئے کہ آپ کس کی طرف داری
کر رہے ہیں اور کس کے خلاف محاذ آرائی کیے ہوئے ہیں، کیا آپ نے اپنی خرافاتی
طبیعت کے سبب اشرفیہ کے وقار کو مجروح نہیں کیا؟ کیا آپ نے علما کے اندر ایک نئی
تقسیم کی بدعت نہیں پیدا کی؟ آپ کی جس کتاب نے اہل سنت میں ایک ہنگامہ بپا

کیااس کے لکھنے کی شرعی، اخلاقی کون سی ضرورت تھی؟ سوائے یہ کہ بدمذہبوں سے کچھ فائدے حاصل ہو جائیں، آپ نے چند نئے صفحات جامعہ اشرفیہ کے طلبہ اور اساتذہ میں تقسیم کروائے ہیں حالانکہ پہلے آپ پر فرض تھا کہ آپ اپنے اوپر عائد الزامات کی صفائی دیں لیکن آپ جواب کیا دیں گے جواب دینے کے لیے حق قبول کرنے والا دل چاہیئے اور آپ اس سے محروم ہیں، آپ کے تازہ ترین صفحات بالکل ویسے ہی ہیں جیسے دیوبندیوں کی کفریہ عبارات کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے تو وہ اپنے اکابر کا کفر اٹھانے کی بجائے میلاد و فاتحہ اور سلام و قیام کا ثبوت طلب کرتے ہیں۔

آپ نے اپنے مضمون میں خود یہ اعتراف کیا ہے کہ آپ فقہ و مسائل سے نابلد ہیں پھر بھی آپ نے چلتی ٹرین کے مسئلہ پر اظہار خیال فرما دیا یہ صرف اسی لیے نہ کہ شرانگیزی اور فتنہ پروری میں کہیں آپ تنہا نہ رہ جائیں، چلتی ٹرین میں نماز کے مسئلے پر اظہار خیال کر کے خیر گروہ مصباحیان اور مفتی نظام الدین صاحبان کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش ہی تو ہے اس لیے کہ اب تو اشرفیہ کی چہار دیواری کے اندر بھی چہ می گوئیاں ہونے لگی ہیں کہ بلاوجہ مولوی یٰسین اختر نے کتاب لکھ کر اشرفیہ کے خلاف لوگوں کو بھڑکا دیا، آپ کی کتاب بہت مقبول ہوئی لیکن کن لوگوں میں وہ آپ ہی کے ہم خیال وہم مزاج لوگ ہیں، ایک پروفیسر صاحب نے آپ کی کتاب کی تائید فرمائی تھی تو ان کے دینی احوال سے بواسطۂ آئینۂ صلحکلیت عوام وخواص واقف ہو چکے ہیں، آپ اپنی ہی زبان سے اپنی پزیرائی کرتے نہیں تھکتے، بقول آپ کے ایمان افروز مستقبل ساز کتاب ہے، بلاشبہ ہے جب آپ کا مستقبل

آپ کے ماضی سے جدا ہے تو ضرور آپ اور آپ کے ہمنواؤں کے لیے کسی مستقبل ساز دستور کی ضرورت ہے لیکن الحمد اللہ اہل سنت کو اس قسم کی انحرافی کتاب کی ضرورت نہیں اس لیے کہ ہمارا مستقبل ہمارے ماضی سے وابستہ ہے، ہمیں کسی نئی پگڈنڈی کی قطعاً ضرورت نہیں۔

آپ بلا وجہ اشرفیہ کا نام استعمال نہ کریں اشرفیہ قوم کا ادارہ ہے، وہ ایک تعلیمی ادارہ ہے اپنی گمراہ روش اور غیر اسلامی افعال واقوال کے لیے اس کو ہتھکنڈا نہ بنائیں، اس قسم کی خبریں سن کر بڑا قلق ہوتا ہے کہ ادھر چار پانچ سالوں سے اشرفیہ کے بعض ناسمجھ اساتذہ طلبہ کے ذہن کو خراب کرنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں، علما کے مابین علمی مسائل میں اختلاف رائے معیوب نہیں لیکن علمی اختلافات کو لیکر طلبہ کے اذہان کو مسموم کرنا، ان کو خانقاہوں، مراکز اور دیگر مدارس اہل سنت اور اکابرین امت کے خلاف بھڑکانا نہایت درجہ شرانگیزی اور قوم کے ساتھ نفاق کا برتاؤ ہے۔

حال ہی میں مولانا یٰسین اختر ندوی صاحب نے ”احتساب شرعی سے پہلے ثبوت شرعی، عرفان مذہب ومسلک کی دو حقیقت افروز عبارتیں، جماعت اہل سنت کا فتنہ کبیر، مروانی سیاست کا نمونہ کبیر، چلتی ٹرین میں نماز کا مسئلہ پانچ متفرق مضامین ای میل اور واٹ شاپ کے ذریعہ عوام میں پھیلائے نیز ان مضامین کو جامعہ اشرفیہ کی آفس سے تمام طلبہ میں تقسیم کیا گیا۔ اس کا مقصد صرف اور صرف یہ تھا کہ مولانا یٰسین اختر، مفتی نظام الدین اور مولانا محمد احمد بھیروی کے اکابر علمائے کرام سے جو اختلافات ہیں اس سلسلہ میں طلبہ اور اشرفیہ کے جملہ اساتذہ بہر صورت ان حضرات کی طرفداری کریں، ظاہر ہے سادہ لوح مجبور طلبہ اور روزی روٹی سے

وابستہ ملازمین اگر پرنسپل صاحب کے جبری احکام کی پیروی نہ کریں تو طلبہ اخراجی کا روائی کا سامنا کریں اور اساتذہ معطل ہونے کیلئے تیار رہیں اس لئے کون جائے صحیح غلط میں تمیز کرنے، پڑھنا پڑھانا ہے تو ان کی ہاں میں ہاں ملا لو، اس لئے کہ یہاں تو بڑے بڑوں کو نہیں بخشا گیا چھوٹوں کی کیا گنتی۔

عرفان مذہب ومسلک سے جس قدر اختلاف وانتشار برپا ہوا، جتنے ہنگامے ہوئے وہ نا قابل بیان ہیں۔ اس کتاب کے اہل سنت مخالف نظریات کی تردید میں کئی کتابیں لکھی گئیں، علما نے تقریروں میں اس کے مفاسد بیان کئے، آئینہ صلحکلیت میں مذکورہ کتاب کے اقتباسات کے ساتھ خامیوں کو شمار کرایا گیا ان سب کے باوجود اسی انداز کے نئے مضامین لکھ کر پھیلانا نہایت درجہ بددیانتی اور لادینی نہیں تو اور کیا ہے؟۔ شہزادۂ تاج الشریعہ مولانا عسجد رضا خان صاحب کے ذریعہ بار بار بریلی شریف آکر مسائل مختلفہ کے سلسلے میں گفتگو کی دعوت پر توجہ نہ دینا اور افترا پردازی، اہانت علما، بدمذہبوں سے میل جول کی وکالت آخر کون سی دینی خدمت ہے؟ آپ ثبوت شرعی دریافت کرتے ہیں حالانکہ آپ کو شریعت اور احکام سے دور کا بھی واسطہ نہیں لیکن اتمام حجت کیلئے اپنی کتاب عرفان مذہب ومسلک ص ۲۹ر کا آخری پیراگراف پڑھیے ”آج کل بعض لوگ قلت علم ومطالعہ الخ، ظاہر ہے آپ کی مراد وہ علما ہیں جو بدمذہبوں کی تکفیر کرتے رہتے ہیں، کیا آپ کا یہ پیراگراف توہین علما نہیں؟ ضرور ہے، اسی عبارت کو حضور تاج الشریعہ نے اپنے بیان میں ذکر کرکے آپ کی کتاب کو بدنام زمانہ فرمایا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ بدمذہبوں کی بار بار تکفیر قرآن اور حدیث کے مطابق ہے، توہین علما کی بابت اعلیٰ حضرت نے کیا

لکھا'' جو کسی عالم سے بغیر کسی سبب ظاہری کے عداوت رکھتا ہے اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۱ ص ۱۲۸) بغیر نام ذکر کیئے کسی عالم، مضمون نگار کا آپ نے اپنی کتاب کے ص ۶۰ / پر لکھا ہے۔ ایسے شرانگیز و فتنہ خیز جھنڈا برداروں کا صحیح جواب یہی ہے۔ ص ۵۹ / پر ہے ''ایک صاحب جو آج کل مسلک اعلیٰ حضرت کے نامی گرامی جھنڈا بردار ہیں'' اب آپ بتائیں کیا یہ جملے کسی عالم دین یا مومن کی شان بیان کرنے کیلئے لکھے ہیں یا توہین کی غرض سے، صاف ظاہر ہے کہ مقصود اہانت ہے اور مسلک اعلیٰ حضرت کے نعرۂ مستانہ سے کھلی عداوت، اب پھر پڑھیے اعلیٰ حضرت کا فتویٰ کے جو کسی عالم سے بغیر کسی سبب ظاہری کے عداوت رکھتا ہے اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔ آپ نے اپنے مضمون ''جماعت اہل سنت کا فتنہ کبیر'' کے ص ۳۰ / پر بہار شریعت ص ۵۵ / کا حوالہ دے کر عوام تو عوام مدرسے کے علما، طلبہ کو بھی دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے، میں حیران ہوں کہ مولانا یٰسین اختر کے اندر کی خصلتیں جو ابھر کر آرہی ہیں وہ سب یہودیوں اور وہابیوں والی خصلتیں ہیں۔ ثبوت کے لئے بہا شریعت کی عبارت پڑھیئے ''اس زمانہ میں بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ میاں جتنی دیر اسے کافر کہو گے اتنی دیر اللہ اللہ کرو یہ ثواب کی بات ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ہم کب کہتے ہیں کہ کافر کافر کا وظیفہ کرلو مقصود یہ ہے کہ اسے کافر جانو اور پوچھا جائے تو قطعاً کافر کہو۔ نہ یہ کہ اپنی صلح کل سے اس کے کفر پر پردہ ڈالو'' (بہار شریعت اول ایمان وکفر کا بیان اخیر سے چند سطر پہلے) یہ عبارت تو خود مولانا یٰسین اختر اور ان کے ہمنواؤں کو صلحکلی بتارہی ہے اور صدرالشریعہ یہ فرمارہے ہیں کہ صلحکلی کافروں کو کافر کہنے سے روکنے کیلئے اللہ اللہ کہنے یا نماز،

روزہ، اصلاح وغیرہ کی بات کرتے ہیں۔
آپ نے اپنے ان خرافاتی وانتشاری مضامین میں جہاں ایک طرف اپنے دادا استاد حضور صدر الشریعہ کے جانشین علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب کی توہین کی ہے وہیں دبے لفظوں میں جانشین سرکار مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں ازہری مدظلہ العالی پر بھی نشانہ سادھا ہے، آپ کہتے ہیں علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب حضور ازہری میاں صاحب کا چہرہ دکھا کر فائدہ حاصل کرتے ہیں، کیا اس کا صاف مطلب یہ نہیں ہے کہ مرکز اور حضور ازہری میاں کا کوئی علمی وفکری اور قومی سوچ وفکر نہیں ہے بس آپ کا خوبصورت چہرہ دکھا کر علامہ لوگوں کو بیوقوف بناتے ہیں اور فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ اس جگہ آپ نے مکمل طور پر اپنی رذالت کا ثبوت دیا ہے۔ سچ فرمایا گیا کہ نااہلوں کو علم نہ دیا جائے، کیا آپ نے بیک جنبش قلم تاج الشریعہ، محدث کبیر اور عوام اہل سنت سب کی کھلّی نہ اڑائی؟ لیکن آپ کیلئے یہ کوئی بڑی بات نہیں، اس لئے کہ آپ کے لغت میں عزت وذلت کا ایک معنی ہے اس کا نام پیسہ ہے۔ آپ نے محدث کبیر کو مروان اور عیار مکار، مروانی سیاست کا نمونہ کبیر اور جماعت اہل سنت کا فتنہ کبیر لکھا ہے، یہ آپ کا قصور نہیں ہے آپ کی پرورش جس ماحول میں ہوئی ہے اور جن لوگوں کے ساتھ آپ کا اٹھنا بیٹھنا ہے اس کے یہی ثمرات ہو سکتے تھے ورنہ آدمی لاکھ جاہل بے بہرہ، بیہودہ اور کمینہ ہو اس قسم کی باتیں کم از کم اپنے دادا استاذ کے جانشین کے بارے میں تو نہیں کہہ سکتا، اب اس کے جواب میں آپ کو ابی ابن سلول کہا جائے یا یزید پلید یا شمر سے مخاطب کیا جائے؟ آپ نے لکھا ہے کہ علامہ نے آپ کو کہا کہ کبھی اس پارٹی کبھی اس پارٹی میں گئے اس پہ آپ نے بہت اکڑ کر

چیلنج کیا کہ علامہ کسی دو پارٹی کا نام بتادیں، ہم کہتے ہیں کہ آپ دو پارٹی میں گئے یا کئی پارٹیوں میں یہ بڑا مسئلہ نہیں، بڑا مسئلہ یہ ہے کہ جس طرح آپ تقریباً دس سال تک احمد حسن صاحب کے پیچھے پیچھے لگے رہے، سماج وادی پارٹی، احمد حسن اور ملائم سنگھ کے فضائل لکھ کر ماہنامہ کنز الایمان کے صفحات کو گندہ کرتے رہے کیا دینی او رمذہبی بنیاد پر! نہیں بلکہ آپ کو لالچ تھی کہ عبید اللہ اعظمی کی طرح ایم پی نہ سہی ایم ایل سی وغیرہ بنادیئے جائیں گے لیکن احمد حسن اور ملائم سنگھ نے آپ کو گاجر مولی کے برابر بھی بھاؤ نہیں دیا اسلئے کہ وہ جانتے تھے کہ آپ کیا ہیں؟ آپ بکثرت دماغین کا استعمال کریں آپ کا قوت حافظہ بالکل خبط ہو چکا ہے بھلا سوچئے آپ سے علامہ کہیں گے کہ آپ (یٰسین اختر) احمد حسن صاحب سے کہہ کر مولانا فداء المصطفیٰ کیلئے انتظام کرادیجئے تاکہ وہ انتخابی جلسوں میں تقریریں کریں، جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو اور آپ اس وقت سب سے زیادہ اس کے حقدار ہیں، اس قسم کی بات علامہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے آپ کو شرم آنی چاہئے تھی لیکن ہوتب تو! احمد حسن صاحب سے براہ راست علامہ کے بہت اچھے تعلقات ہیں، علامہ ہی کی سفارش پر مفتی معراج القادری صاحب مفتی جامعہ اشرفیہ کو سماج وادی پارٹی میں ذمہ داری ملی تھی، رہ گیا مسئلہ مبین خان کے الیکشن کے لئے بشمول آپ کے چند مولویوں کا تقریریں کرنا اور دعوتیں اڑانا اور ان کے پیچھے پیچھے گھومنا تو نہ علامہ کے کہنے سے یہ سب مولوی گئے تھے اور نہ کسی نے علامہ سے اجازت لیا تھا، مبین خاں کی حمایت میں مولانا فداء المصطفیٰ صاحب نے تقریر کی جبکہ آپ نے اور جامعہ اشرفیہ کے ایک ذمہ دار استاد نے اسی موقع پر دیوبندی کی دعوت بھی کھائی اور جلسے میں شرکت بھی

کی، مولانا فداء المصطفیٰ یا کسی اور مولانا مولوی کے اس طرح کے کسی فعل کے ہم حامی نہیں لیکن آپ اس کا کیا جواب دیں گے کہ جس ادارہ کے آپ رکن مجلس شوریٰ ہیں اس کے ایک مدرس مولانا مسعود صاحب برکاتی کی بہن وہابی سے بیاہی ہے آج بھی مولانا کا آنا جانا برقرار ہی نہیں ہے بلکہ پورے خلوص کے ساتھ رشتہ داری نبھائی جاتی ہے، باوثوق ذرائع سے موصول خبروں کے مطابق اور بھی کئی ایسے استاذ ہیں جن کی رشتہ داریاں وہابیوں دیوبندیوں کے یہاں ہیں، مولانا عبدالحق صاحب مصباحی کے اخلاق وکردار اور اختلاط بدمذہباں کیلئے تو کسی دلیل وثبوت کی ضرورت ہی نہیں، چونکہ یہ سب پر ظاہر ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ان بداطوار لوگوں کے ذمہ دار مولانا محمد احمد بھیروی یا مولانا مفتی نظام الدین مصباحی یا سربراہ اعلیٰ یا مجلس شوریٰ کے ارکان ہیں لیکن کیا اتنی بھی حمیت دینی نہیں کے ایسے لوگوں کے غیر شرعی افعال سے اظہار بیزاری کیا جاسکے۔

آپ نے قاضی القضاۃ اور نائب قاضی القضاۃ کے انتخاب پر بھی خوب نشانہ سادھاہے ،اولاً تو آپ نے مثال پیش کی ہے وہابی مولوی حبیب الرحمٰن اور دیوبندی مولوی اسعد مدنی کی اوران دونوں کے بالمقابل حضور ازہری میاں اور علامہ کو پیش کیا، کافروں مرتدوں سے تاج الشریعہ اور علامہ کی مثال دے کر جانے انجانے میں اپنی بے راہ روی کا آپ نے مظاہرہ کیا۔ آپ کہتے ہیں کہ اشرفیہ کے لوگوں نے یہ پلان کیا تھا کہ پورے ملک میں قاضیوں کی تقرری کریں گے لیکن جلد ی جلدی میں تاج الشریعہ کو قاضی القضاۃ اور علامہ کو نائب اعلان کرکے اس منصوبے کو درہم برہم کردیا گیا، اب آپ ہی بتایئے، حضور تاج الشریعہ، مفتی

عبدالمنان اعظمی، علامہ عاشق الرحمن، مفتی جلال الدین احمد امجدی، مفتی محمد ایوب نعیمی، مفتی شبیر حسن، علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری، علامہ مدنی میاں، سید امین میاں، سید غیاث میاں، سید اویس مصطفیٰ میاں، سید گلزار میاں، مولانا غلام محمد حبیبی دھام نگر شریف، مفتی مجیب اشرف، علامہ سید حسینی میاں، علامہ غلام عبدالقادر علوی او ران کے علاوہ ملک کے پچاسوں اکابر کو نظر انداز کر کے ایک مدرسے کی چہار دیواری کے اندر ملک کے طول وعرض میں قاضیوں کی تقرری کا منصوبہ ایک خوبصورت مذاق نہیں تو اور کیا ہے؟ تاج الشریعہ کو بادل نخواستہ ہی سہی فیصل بھی مانتے ہیں بریلی کو مرکز بھی کہتے ہیں پھر جانشین مفتی اعظم کے قاضی القضاۃ اور علامہ کے نائب قاضی ہونے پر پلان خاک میں ملنے کا گریاں کرتے ہیں۔

آپ نے علامہ سید حسینی میاں صاحب کے ممبئی کے بیان کو فتوی کا نام دے کر جہالت کا مظاہرہ کیا ہے۔ مقرر جلسے میں فتوی نہیں دیتا ہے تقریر کرتا ہے اتنی بات تو ایک ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے لیکن آپ کو ہر منظر ہی الٹا نظر آ رہا ہے۔ سچ کہا

وحشت میں ہر اک نقشہ الٹا نظر آتا ہے
مجنون نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

سید حسینی میاں صاحب بھی جامعہ اشرفیہ کے فارغ التحصیل اور حافظ ملت کے شاگرد ہیں، آل رسول ہیں، کم از کم نسبت کا تو خیال رکھنا تھا لیکن آپ کے نزدیک ہر رشتہ پیسے کے سامنے ہیچ ہے، سید حسینی میاں صاحب اگر صاحب ثروت سید ہوتے تو آپ جیسے لوگ ان کے فضلات کا بھی ادب بیان کرتے، پیسہ نہیں تو سید ہونا کس کام کا، اس دنیا میں صرف وہ سید مخدوم ہے جو چندہ دینے کی قدرت رکھتا ہے۔

آپ نے علامہ مفتی محمد شعیب رضا صاحب کے تعلق سے لکھا ہے کہ داماد ازہری ہونے کے علاوہ کوئی فضیلت نہیں، بلاشبہ یہ فضیلت تو بہت اہم ہے لیکن آپ نے یہ کہہ کر صرف مولانا شعیب رضا کی توہین نہیں کی بلکہ خانوادۂ رضویہ کی بھی توہین کی کہ یہ حضرات کسی بھی گرے پڑے کے یہاں رشتہ کر لیتے ہیں۔

مولانا شعیب رضا کا نسب خلیفۂ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ وہ صدیق اکبر کے آل سے تعلق رکھتے ہیں، ایک متمول گھرانے کے فرد ہیں، تعلیم یافتہ، مہذب، وجیہ اور صاحب فتویٰ ہیں، آپ سے کئی مرتبہ ان کی گفتگو ہو چکی ہے ایک دفعہ انہوں نے الکافی شرح اصول بزدوی کے مسئلہ پر بات کی تھی لیکن آج تک آپ سے جواب نہ بن سکا ایک مرتبہ طلاق کے ایک مسئلہ پر گفتگو کی تو آپ نے کہہ دیا کہ کتابوں سے مراجعت کروں گا آج تک نوبت نہیں آئی، اسی سال بقرعید سے قبل دہلی میں دیوبندیوں سے مناظرہ کے سلسلے میں آپ سے کہا اور یہ بھی کہا کہ اس میں مولانا محمد احمد مصباحی صاحب اور مولانا نظام الدین صاحب کو بھی بلالیں تو آپ نے یہ کہہ کر پلہ جھاڑ لیا کہ ہم لوگ مناظرے کے آدمی نہیں، جب قاضی عبدالرحیم صاحب بستوی کا انتقال ہوا تو علامہ ازہری میاں صاحب نے مرکزی دارالافتا کا صدر مفتی شعیب رضا صاحب کو نامزد فرمایا لیکن آپ نے اسفار کی مشغولیات کے سبب اس منصب کو مفتی مظفر رضوی کی طرف منتقل کر دیا پھر بھی حضور تاج الشریعہ کے حکم سے نائب صدر مرکزی دارالافتا بریلی شریف مقرر کیا گیا۔ کیا اب بھی آپ یہی کہیں گے۔

بنا ہے شہ کا مصاحب، پھرے ہے اتراتا
وگرنہ شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے؟

ایک طرف تو آپ یہ کہتے ہیں کہ داماد تاج الشریعہ ہونا ایسی فضیلت ہے کہ مزید تبصرہ آپ مناسب نہیں سمجھتے پھر بھی آپ نے غالب کا مذکورہ شعر بیان کیا۔ لیجئے ایک شعر غالب کا اور یاد کر لیجئے کہیں کام آئے گا۔

بیوقوفوں کی کمی نہیں غالب

ایک ڈھونڈو ہزار ملتے ہیں

آپ نے بارہا یہ اظہار کیا کہ آپ کا تعلق فقہ وافتا سے نہیں ہے پھر بھی آپ نے چلتی ٹرین میں نماز کے مسئلہ پر مضمون لکھ دیا اسے کیا کہا جائے آپ کی جرأت بیجا یا محقق مسائل جدیدہ کے لئے ہمدردی وحمایت

قارئین کو غور کرنا ہوگا کہ ان اختلافات کے پس پردہ کون لوگ ہیں ان کے نظریات کیا ہیں؟ کسی اختلافی مسئلے پر فوراً اظہار خیال کرنا اسے کتابچہ یا کتاب کی شکل میں شائع کر کے عوام میں عام کرنا، رسائل میں شائع کرانا، اکابر علما، مشائخ اور خانقاہوں کے سلسلے میں بیہودہ بدتمیز اور بُری نسل کے نابالغ مضمون نگاروں اور مدیروں کا طعن تشنیع کرنا کیا یہی اتحاد کا طریقہ ہے؟

کسی اختلافی مسئلہ پر کتاب یا مضمون چھاپنے سے پہلے مدارس اہل سنت کے بڑے مفتیان کرام اساتذہ اور بالخصوص مرکز کے ذمہ دار مفتی اور اعلیٰ حضرت کے علوم کے وارث وامین علامہ اختر رضا خان ازہری میاں مدظلہ العالی سے استصواب رائے کرنا ضروری ہے جب تک اتفاق رائے نہ ہو جائے اختلافی مسئلے نہ شائع کئے جائیں اور اگر بالفرض شائع کیئے جائیں تو جانب مخالف کے آرا اور دلائل کو بھی مکمل دیانت داری کے ساتھ شائع کیا جائے تاکہ علما، طلبہ اور عوام کی گمراہی کا اندیشہ نہ رہے۔

ہماری قوم تو دور علما طلبہ ہی نماز سے کافی دور ہیں پہلے تو اس بات کی تبلیغ کی اشد ضرورت تھی کہ سب لوگ نماز باجماعت پڑھیں، اپنے علاقے کی مسجدوں کو دیوبندیوں وہابیوں سے بچائیں، لوگ گھر میں، مولوی مدرسے میں رہ کر نماز نہیں پڑھتے اکثر جماعت کی پابندی نہیں کرتے اور آپ چلتی ٹرین میں مسئلہ بیان کر کے رہے سہے اتحاد کا بھی جنازہ نکال رہے ہیں۔ عوام کی پسند اور آسانی کا خیال کر کے حرام اور ناجائز کو رخصت اور اباحت کی قطار میں کھڑا کرنا مفتی اور ذمہ دار عالم کے شان کے لائق نہیں، مولانا یٰسین اختر صاحب ''جماعت اہل سنت کا فتنہ کبیر'' میں لکھتے ہیں ''اسی طبقے کی فاسد اور تخریبی ذہنیت کا شاخسانہ یہ ہے کہ اس نے منصوبہ بند طریقے سے اہل سنت کی عظیم درسگاہ الجامعہ الاشرفیہ کو مسلسل اپنے خفیہ واعلانیہ حملوں کا نشانہ بنا رکھا ہے اور ایک دوسری معروف درسگاہ دارالعلوم علیمیہ جمد اشاہی ضلع بستی کے اندر علیمی و رضوی کا خودساختہ، تنازعہ کھڑا کر کے اسے زبردست اختلافات کا شکار بنا دیا ہے۔ مصباحی صاحب نے اپنی فطرت کے مطابق فساد کو بڑھاوا دینے کے لئے جامعہ اشرفیہ کے ساتھ دارالعلوم علیمیہ کا نام بھی جوڑ دیا، حالانکہ یہ بات سبھی جانتے ہیں کہ دارالعلوم علیمیہ میں کمیٹی والوں کا آپسی اختلاف ہے نہ یہ کہ علیمی رضوی یا کسی سلسلے کا اختلاف ہے۔ مروان والا کا کام خود کر رہے ہیں اور الزام دوسروں کو دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب کو ملکر مولانا یٰسین اختر کیلئے دعا کرنا چاہئے کہ کم از کم ان کا خاتمہ اسلام پر ہو ورنہ تو حال ان کا اتنا برا ہے کہ

ایسی ضد کا کیا ٹھکانہ دین حق پہچان کر
ہم ہوئے مسلم تو وہ مسلم ہی کافر ہو گیا

اب ہم بتا رہے ہیں کہ اختلاف کہاں کہاں ہے اور کون ان خنلافات کو ہوا دے رہا ہے حقیقت یہ ہیکہ مولانا یٰسین اختر مصباحی جیسے چند لوگ ہیں جو عرصہ سے اس تاک میں تھے کہ بڑے لوگوں کا جنازہ جلد سے جلد اٹھے، دنیا پرست لوگ مذہب وملت کے لیڈر بنیں، پھر بے راہ روی کا دور دورہ ہو، مدارس اہل سنت کا الحاق ندوی مدارس سے ہو اس لئے کہ یہ ساری خرافات ندوی پلان کا حصہ ہیں اور اس کام پہ مولانا یٰسین اختر اور ان کے جیسے لوگ لگائے گئے ہیں، سچ کہوں تو موجودہ بعض مولویان اشرفیہ کی استعماری اور ارہابی ریشہ دوانیوں کے سبب ایک ہی مدرسے میں اختلاف نہیں ہوا کتنے گھر تباہ ہوئے، سب سے پہلے سربراہ اعلیٰ حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب اور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب کو ایک دوسرے سے دور کرانے والے مولانا یٰسین اختر کے گروہ کے لوگ ہیں یہاں سے اختلاف کی شروعات کی گئی، یہی مولانا یٰسین اختر وغیرہ کی جب سے دارالعلوم علیمیہ، دارالعلوم وارثیہ، مدرسہ حنفیہ ضیاء القرآن لکھنؤ میں آمد شروع ہوئی ان تینوں مدرسوں میں اختلاف کی بیج بونے سے لے کر گورنمنٹی عدالتوں تک پہونچانے میں انہیں لوگوں کا رول ہے۔ یہ نہیں چاہتے کہ کوئی مدرسہ چلے، اور اہل ثروت کسی سنی ادارے کا تعاون کریں، خفیہ پلان کے تحت دیگر مدارس اہل سنت اور نظما کو بدنام کرنا اور یہ ثابت کرنا کہ پورا کا پورا اسلام اس صدی میں اصحاب کہف کی طرح اعظم گڑھ کے ایک مدرسہ میں روپوش ہے یہ ان شریوں فسادیوں کا نہایت خطرناک منصوبہ ہے۔ یہ مدارس کو چلنے نہیں دینا چاہتے اور نہ خانقاہوں کی عظمت انہیں گوارہ ہے۔ ان چند لوگوں کا جہاں جہاں آنا جانا شروع ہوا وہاں اختلاف بھڑکا، گدھ نام کا ایک نہایت

منحوس، مردہ خور پرندہ ہوتا ہے، یہ جس پیڑ پر بیٹھنے لگتا ہے وہ سوکھ جاتا ہے یہی حال کچھ ان لوگوں کا ہے،

جو مدارس کسی طرح چل رہے ہیں نہایت چلاکی سے ان کو یہ اپنی نوآبادت میں شامل کرنے کے فراق میں رہتے ہیں لیکن اللہ نے ہر جگہ ان کو ذلیل ورسوا کیا لوگوں کواحساس ہوگیا کہ ان سے دور ہی رہنے میں دین ودنیا کی بھلائی ہے، اس وقت ان سے سنیت کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے۔ مولانا یٰسین اختر صاحب نے بوڑھاپے میں جو تحریک شروع کی ہے اس کا انجام اچھا نہیں ہوگا۔ یہاں احساس ہو نہ ہو بروز حشر تو یقین ہو ہی جائے گا

ندامت ہوئی حشر میں جن کے بدلے

بوڑھاپے کی دو چار نادانیاں ہیں

مولانا یاسین اختر اور ان کے حواریوں کو یہ نہ بھولنا چاہئے کہ۔ منہ میں ہم بھی زبان رکھتے ہیں۔

سو بار تیرا دامن ہاتھوں میں میرے آیا

جب آنکھ کھلی دیکھا اپنا ہی گریباں ہے

انیس عالم سیوانی

امام احمد رضا فاونڈیشن لکھنؤ

۲۳/۳/۲۰۱۴ء

ترکی بہ ترکی

دلّی کے کانا دجّال کا دجل وفریب

حضرت صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ نے اپنی مشہور کتاب بہار شریعت میں تحریر فرمایا نا اہلوں کو علم نہ پڑھائے اور جو اس کے اہل ہوں ان کی تعلیم سے انکار نہ کرے کہ نا اہلوں کو پڑھانا علم کو ضائع کرنا ہے نا اہل سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی نسبت معلوم ہے کہ علم کے حقوق کو محفوظ نہ رکھ سکیں گے، پڑھ کر چھوڑ دیں گے۔ جاہلوں کے سے افعال کریں گے یا لوگوں کو گمراہ کریں گے یا علماء کو بدنام کریں گے (بہار شریعت حصہ ۱۶/ص ۱۴۶ اناشر فرید بکڈ پو) حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لا یستخفف بحقّھم الا منافق۔ علما کو ہلکا نہ جانے گا مگر منافق ہے دوسری روایت میں ہے ان کے حق کو ہلکا نہ سمجھے گا مگر کھلا منافق تیسری روایت جابر بن عبد اللہ انصاری سے ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لیس من امتی من لم یعرف لعالمنا حقہ، جو ہمارے عالم کا حق نہ پہچانے وہ میری امت سے نہیں۔ جو کسی عالم سے بغیر کسی سبب ظاہری کے عداوت رکھتا ہے اس کے کفر کا اندیشہ ہے (فتاویٰ رضویہ مترجم ج ۲۱ ص ۱۲۸/۱۲۹) مفتی ابرار احمد امجدی فتاویٰ فقیہ ملت حصہ دوم ص ۳۵۶ پر لکھتے ہیں اگر عالم سے بے سبب رنج رکھتا ہے تو مریض القلب خبیث الباطن ہے اور اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔ ہر دور میں جاہ پرست، طالب دنیا اور قوم ملت کا نام لیکر عوام الناس کو بیوقوف بنا کر روزی روٹی حاصل کرنے والے لوگ رہے ہیں یہ زمانہ بھی ایسوں سے خالی نہیں ہے یہ اندازہ کرنا بڑا مشکل ہے کہ لباس

علما میں کون شخص حق پرست اور ایثار پسند ہے اور کون اپنی ذات اور پیٹ کے لیے حق کو باطل سے ملانے والا ہے، ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق و انتم تعلمون ،اور حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور حق کو نہ چھپاؤ جان بوجھ کر (القرآن) علما کے لباس میں آج بھی بہت سارے نا اہل، نکمّے ،حریص الطبع اور گستاخ دریدہ دہن موجود ہیں جو جماعتی نظام اور اتحاد کو پارہ پارہ کر دینا چاہتے ہیں، تا کہ بدعمل، بدکردار، ذوالوجھین فطرت کے لوگ بلا روک ٹوک من مانی کرسکیں، فتنہ وفساد برپا کرنے اور قوم سے پیسہ لیکر عیش کرنے سے تو بہتر تھا کہ اس مزاج کے مولوی نما اشخاص جنرل اسٹور یا سبزی وغیر کی دوکان کر لیتے ،وہ جرم بھی کرتے تو بس اتنا کہ مخصوص خریداروں کو ٹھگتے یہ تو اسلام، قرآن، مسجد و مدرسہ اور خانقاہ کے نام پر ملت کو بیچ رہے ہیں، ادھر آٹھ دس سالوں سے فتنہ گروں کے سرخیل، سازیشیوں کے میر کارواں، رئیس الاشرار، ام الفتن نام نہاد رئیس القلم یزیدی کردار و عمل کو بروے کار لانے کے لیے اپنی لشکر کے ساتھ میدان عمل میں کود پڑے ہیں، ان کا انداز اتنا جارحانہ ہے کہ اہداف تک پہنچنے کے لیے وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں اور کسی حد تک جا سکتے ہیں اس دور کے یزید نے حکومت دنیا کے حصول کے لیے سبط پیمبر کو بے آب وگیاہ میدان میں قتل کر دیا تھا اور امام حسین اور ان کے رفقا اور جانثاروں نے دین حق کے تحفظ کے لیے گردن تو کٹا دیا تھا مگر ناموس اسلام کو فاسقوں فاجروں کے ہاتھ نہ بیچا، یہ تاریخ ہمارے سامنے ہے۔آج کے دور کا یزید بھی پوری شان وشوکت، افرادی قوّت، مادی وسائل، میڈیائی طاقت کے ساتھ حق کا سر قلم کر دینا چاہتا ہے ایک طرف یزیدی طاغوت ہے تو دوسری طرف حسینی کردار کے حامل اہل حق کا گروہ، ظالموں اور جاہ پرستوں کا ہمیشہ سے یہ

شیوہ رہا ہے کہ وہ حق کا گلہ گھوٹنے کے لیے ظلم وجبر میں ابن زیاد، ابن سعد اور شمر کے نقش قدم کو اختیار کرتے رہے ہیں، جہالت وہٹ دھرمی میں ابوجہل، شرارت نفس اور گستاخئ بزرگاں میں ابولہب کے پیروکار ثابت ہوئے ہیں، آج کے دور میں بھی ان سارے کرداروں کو آپ اپنے گردوپیش کے ماحول میں محسوس کرسکتے ہیں۔
حال ہی میں ایک خودساختہ رئیس القلم نے جماعت کے اندرون خانہ اختلافات کو مزید بھڑکانے کے لیے جلتے پرتیل ڈالنے کا کام کیا، مختلف لوگوں کے ای میل اور واٹ شاپ پر نہایت دل خراش غیر شائستہ تحریریں ارسال کی، ان میں سے ایک کی ہیڈنگ ہے۔ احتساب شرعی سے پہلے ثبوت شرعی، دوسری، عرفان مذہب ومسلک کی دو حقیقت افروز عبارتیں، تیسری، چلتی ٹرین میں نماز کا مسئلہ، چوتھی مروانی سیاست کا نمونۂ کبیر، پانچویں ہیڈنگ ہے، جماعت اہل سنّت کا فتنۂ کبیر۔ چوتھی اور پانچویں دو تحریروں میں بالخصوص حضور محدث کبیر استاذ الاساتذہ شہزادۂ صدرالشریعہ علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ قادری اور علامہ مفتی شعیب رضا نعیمی کے خلاف زہرافشانی کی ہے۔نام نہاد رئیس القلم نے مراونی سیاست کا نمونۂ کبیر، عیار، مکار اور مخالفین اشرفیہ کا قائد، حضور تاج الشریعہ کا چہرہ دکھا کر منفعت حاصل کرنے والا ، جماعت میں انتشار پھیلانے والا اور فتنہ گر جیسے مہذب ، مثقف ،شائستہ حلم وبردباری سے بھرپور القاب والفاظ سے جلالۃ العلم حضور حافظ ملت کے استاذ زادہ، جامعہ اشرفیہ کے سابق شیخ الحدیث وصدرالمدرسین اور بیشتر اساتذۂ اشرفیہ ومفتیان اشرفیہ کے استاذ ومربی ومحسن کے بارے میں لکھا ہے،
قیامت کیوں نہیں آتی الٰہی ماجرا کیا ہے؟
علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب کا قصور بس صرف یہ ہے کہ ایسے لوگوں پر آپ کڑی تنقید

فرماتے ہیں جو لوگ بلا ضرورت شرعی کے تحقق کے وہابیوں، دیوبندیوں اور شیعوں وغیرہ کے جلسے جلوس میں شرکت کرتے ہیں، چونکہ بعض اساتذۂ اشرفیہ اور خودساختہ رئیس القلم بنفس نفیس اس بلا میں گرفتار ہیں، موجودہ اہل اشرفیہ اور مولانا یاسین اختر جیسے لوگ اپنی بے راہ روی اور بدعملی پر پردہ ڈالنے کے لئے محدث کبیر کو نشانہ بنارہے ہیں معلوم نہں تبرا کا مرض روافض کی دوستی کے بعد پیدا ہوا یا پہلے ہی سے تھا ۔کیا میں مصاحبیت کے جھنڈا برداروں سے پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کے قانون کی کتاب کے باب التعظیم والتکریم میں صرف ادب واحترام کی تلقین تین ہی حضرات کے لیے کی گئی ہے ۔۔ بغرض معلومات بھی مفتی اشرفیہ یا جامعہ کے پرنسپل یا مجوزہ جامعہ کے برانڈ امبیسڈر ندوی صاحب سے متعلق کوئی سوال کیا جاتا ہے تو آپ کی پیشانیاں شکن آلود ہو جاتی ہیں، آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا ہے، شاید آپ کو معلوم نہیں کہ جتنی قدر و قیمت موجودہ مفتی و پرنسپل اور خودساختہ رئیس القلم کی آپ کے نزدیک ہے اس سے ہزاروں گنا زائد اہمیت، حیثیت اور عزت واحترام حضور محدث کبیر کے لیے امت کے دل میں ہے، آپ جن کے لیے سر دھڑ کی بازی لگانے کے لیے تیار ہیں اور جن کی خاطر بزرگوں کی پگڑیوں کی قیمت آپ کی نظر میں ارزاں ہوگئی ہے کبھی وہ سب کے سب دوزانو سر جھکائے اور نگاہیں نیچے کر کے محدث کبیر کے حضور حاضر ہوتے تھے، خیر آپ جیسوں سے اس کے سوا امید بھی کیا کی جاسکتی ہے یہ تو پرانی ریت ہے اور دنیا والوں کا پرانا دستور کہ چڑھتے سورج کی پوجا کی جاتی ہے اور ڈوبتے سورج کو پوجے کون گڈبائے کہنے کو بھی کوئی تیار نہیں ہوتا ،اس نگری میں ایک سابق شیخ الحدیث اور پرنسپل اور بزرگ عالم دین کی بے حرمتی کا ہم کیا شکوہ کریں ۔ملت کے دامن میں اس طرح کے نہ معلوم کتنے بزرگ ہیں جو

آپکی بیوفائیوں اوراحسان فراموشیوں کی صلیب پر قربان ہو چکے ہیں۔آج جس یتیم خانہ کو بےعقلوں اورنااہلوں نے خدائی عرش کا نائب اعظم سمجھ لیا ہے پوچھو اپنے ضمیر سے کہ تمہاری زبان شیخ المشائخ حضور اشرفی میاں، حضور محدث اعظم ہند، علامہ قاضی شمس الدین جونپوری، علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی، بحرالعلوم مفتی عبدالمنان مبارک پوری، قاضی محمد شفیع مبارک پوری، علامہ عبداللہ خاں عزیزی، قاری محمد یحییٰ مبارک پوری کے حق میں کیوں گنگ ہو جاتی ہے؟ کیا ان کی قربانیاں نہیں ہیں کیا ان سے زیادہ قابل اور عقل مند لوگ اس وقت پیدا ہونے لگے ہیں یا یہ سب لوگ حافظ ملت کی تحریک کے مخالف تھے، یا پھر ان کا علمی رتبہ کسی سے کم تھا؟ جو کچھ آپ پہلوں کے ساتھ کرتے آئے ہو وہی قریب ماسبق والوں کے ساتھ کر رہے ہو، مصباحی مصباحی کا وظیفہ پڑھنے والوں ہمیں اس وظیفے یا اس جیسے کسی اور وظیفے پر کوئی اعتراض نہیں، فرائض سے فارغ ہو کر باقی تمام وقتوں میں اسی وظیفے کی گردان کرو۔لیکن اتنا یاد رکھو کہ اگر سچے مصباحی ہو تو حافظ ملت کو نہ بھولو، ان کے مسلک اور تعلیمات کو بدنام نہ کرو، حافظ ملت مسلک اعلیٰ حضرت کے اتنے بڑے شیدائی تھے کہ حب اعلیٰ حضرت اور مسلک اعلیٰ حضرت کو انہوں نے اشرفیہ کی بنیاد میں شہزادۂ اعلیٰ حضرت سرکار مفتیِ اعظم کے ہاتھوں نصب کرا دیا ہے تم اسے اکھاڑ کر نہ پھینکو ،تمہاری ان حرکات شنعیہ سے اعلیٰ حضرت اور مفتیِ اعظم کا کچھ تو نہ بگڑے گا ہاں یہ ضرور ہے کہ تمہاری یہ حرکتیں حافظ ملت کو قبر میں بے چین کر رہی ہوں گی۔

بات کہاں سے کہاں پہنچ گئی میں یہ کہہ رہا تھا کہ ملک شام کے یزید نے آل رسول اور ان کے رفقا کو کربلا کے میدان میں ظلم وستم کا نشانہ بنایا تھا اور مئو کا یزید دلّی میں بیٹھ کر سچے نائبین رسول اور ان کے عقیدت کیشوں پر نشانہ سادھنے کی کوشش کر رہا

ہے، لیکن نہیں معلوم کہ یزید دھر کی مدت حیات کل بھی مختصر تھی اور آج بھی مختصر ہے، یزید اور یزیدیوں کو یہ خوشخبری مبارک ہو، تمہاری قسمت میں کل بھی رسوائی تھی اور آج بھی، اس دور کا یزید شاید تمہیں دیکھتا تو شرما جاتا، اس نے اپنی ذات کی خاطر بعض محرمات کو حلال کر لیا تھا۔ لیکن تم نے تو حرام وحلال کا فرق ہی مٹا ڈالا، حرام و حلال کی کیا مجال وحیثیت تم نے تو کفر واسلام کے امتیاز کو مٹانے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔

صلیب ودار پہ رکھتے چلو سروں کے چراغ
جہاں تلک یہ ستم کی سیاہ رات چلے

یاد رکھو ہمیشہ کربلا میں حسین ہی نہیں شہید ہونگے تمہں بھی بلیدان کے لیے تیار رہنا چاہیے

ہمارے شہر میں فرعون کیسے کیسے ہیں
ذرا نیل سے کہہ دو کہ رخ ادھر کر لے

شہزادۂ صدر الشریعہ علامہ ضیاء المصطفٰی صاحب قبلہ اور حضرت علامہ مفتی شعیب رضا نعیمی صاحب قبلہ کو نشانہ بنانے والے ملت فروش، عاقبت نا اندیش، عقل وبصیرت سے بے بہرہ لوگوں کو نہ بھولنا چاہیئے کہ آپ نشانہ سادھو اور ہم خموش تماشائی بنیں رہیں گے۔ ہم گھر تک پہونچانا جانتے ہیں۔ **آپ اگر کسی کو مروان کہیں گے تو ضرور وہ آپ کو یزید اور شمر کہے گا بلکہ حق تو یہ ہے کہ وہ آپ کو کانا دجّال کہے گا،** محدث کبیر نے یہ کہہ دیا کہ **"کبھی اس پارٹی میں کبھی اس پارٹی میں گئے"** تو آپ اس جملے پر اس قدر چراغ پا ہو گئے کہ اپنے والد اور اساتذہ کی صف کے ایک بزرگ عالم کو مروان بنا دیا، آخر اس میں انہوں نے کیا غلط کہدیا، مانا کہ آپ پوری وفاداری کے ساتھ ایک ہی پارٹی کے لیے کام کرتے رہے، تقریباً دس سالوں تک ملائم سنگھ اور سماج وادی پارٹی کی قصیدہ خوانی کرتے رہے، بھلا ہو، ماہنامہ کنز الایمان دہلی کے مالک جناب حافظ قمر الدین

رضوی کا کہ انہوں نے آپ کو ایک پڑھا لکھا اور دیانت دار مولوی سمجھ کر کنزالایمان کا مدیر با معاوضہ بنایا تھا لیکن ان کے خواب وخیال میں بھی یہ بات نہ رہی ہوگی کہ آپ اداریہ کے نام پر سیاسی منصب حاصل کرنے کے لیے کنزالایمان کے صفحات کو سیاہ کریں گے، جب آپ کو یہ یقین ہوگیا کہ احمد حسن اور ملائم سنگھ آپ کو کچھ نہیں دینے والے، تب آپ ان سے دور ہوئے ہیں، دوسری پارٹی میں آپ کے جانے کا مسئلہ ہی نہیں تھا، سیاست کی دنیا میں کسی چاک وچوبند آدمی کی ضرورت ہوتی ہے آپ جیسوں کی نہیں، آپ کی باتوں سے ایسا لگتا ہے کہ ملائم سنگھ یا احمد حسن آپ سے پوچھ کر لوگوں کو وزارت کی کرسی دیتے ہیں، حالانکہ اب تو آپ کو بھی یقین ہوگیا ہوگا کہ ملائم سنگھ کے نزدیک آپ کے کنونش کا کوئی مطلب نہیں تھا، کنونش کی اگر کوئی وقعت تھی تو اس سبب سے کہ کنونش کا تعلق دارالعلوم وارثیہ سے ہے یہی وجہ ہیکہ جن دو حضرات کو منصب وزارت یا اس جیسا کوئی منصب بخشا گیا ہے تو یہ صرف اور صرف بریلویت کے نام پر اور وہ بھی دارالعلوم وارثیہ کے سابق سرپرست علامہ سید مظفر حسین کچھوچھوی کے فرزند اور وہاں کے ایک مدرس کو۔ یہ وہی کرسی ہے جو چند ہفتوں جناب توقیر رضا بریلوی صاحب اور عابد رضا بریلوی کی عزت بڑھاتی رہی تھی۔ جب ان دونوں نے رخصت اختیار کی تو بریلویوں کا منصب ایک بریلوی مدرسے کے دو اشخاص کو حکومت نے دے دیا، اگر کنونش کا کوئی مطلب سماج وادی میں ہوتا تو ضرور آپ کو ترجیح حاصل ہوتی لیکن شاید اہل حکومت بھی آپ کو دو ناؤ کا سوار سمجھتے ہیں۔

محدث کبیر نے سیاست کی بنیاد پر کوئی حکم شرع نہیں عائد کیا تھا ممکن ہے کسی کے ذریعہ یہ خبر پہنچی ہو کہ آپ کئی پارٹیوں کی خدمت کر چکے ہیں اور اس طرح کی خبر پر آدمی اسلئے چھان بین کی کوشش نہیں کرتا کہ یہ کوئی شرعی مسئلہ نہیں ہے کہ آپ کس پارٹی کا جھنڈا اٹھائے پھریں، سماج وادی میں تھے تو صرف اس لیے کہ شاید احمد

حسن کے توسط سے نہ ایم پی تو کم از کم ایم ایل سی ہی بن جائیں گے، لیکن آپ کی آرزوئیں تکمیل کو نہ پہنچیں۔

آپ نے مدرسہ شمس العلوم گھوسی کے مدرس مولانا فداء المصطفیٰ صاحب کے بارے میں لکھا ہے کہ مبین خاں کے لیے انہوں نے انتخابی جلسوں میں تقریریں کیں، آپ نے اس واقعے کی مختصر رپورٹ شائع فرمائی ہے، پوری رپورٹ مجھ سے سن لیجئے ۔جس انتخابی جلسے میں مولانا فداء المصطفیٰ نے شرکت کی اس میں آنجناب اور آنجناب کے بہت بڑے جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے ایک بہت بڑے مفتی نے بھی شرکت فرمائی تھی، مولانا فداء المصطفیٰ صاحب نے تو صرف تقریر کی تھی اور چلے آئے تھے لیکن جناب نے دیوبندی کے دسترخوان پہ ساتھ بیٹھ کر کھانا بھی تناول کیا تھا، آپ کے پاس واپسی کا کوئی انتظام نہ تھا اس لیے راستے میں کھڑے ہوکر کبھی اِس گاڑی والے کبھی اُس گاڑی والے کو ہاتھ دیتے تاکہ کوئی بیٹھا لے۔ جناب جب کوئی واقعہ بیان کیجئے یا کوئی فتویٰ نقل کیجئے تو پورا۔کاٹ چھانٹ کرنا اچھی بات نہیں! حقیقت حال کے کھلنے پر بڑی رسوائی ہوتی ہے، آپ پڑھے لکھے آدمی ہیں اتنی تو معلومات ہوگی ہی کے اللہ تعالیٰ کے یہاں ہر بالغ اپنے عمل کا حساب دیگا، باپ کے فعل کے عذاب وثواب کا حقدار بیٹا یا بیٹے کے جرم وخطا کا حقدار باپ نہیں ہوگا۔آپ کو تو براہ راست محدث کبیر کے بجائے مولانا فداء المصطفیٰ صاحب سے پوچھنا چاہیئے تھا کہ آپ نے دیوبندی امیدوار کے حق میں یا کسی سیاسی جلسے میں کیوں شرکت کی؟ افسوس ہے آپ کی سوچ پر ایک گناہ گار اپنے گناہ سے توبہ ورجوع کرنے کی بجائے یہ کہہ رہا ہے کہ فلاں کے باپ یا بھائی نے بھی گناہ کیا ہے، محدث کبیر سے اللہ تعالیٰ ان کے عمل کے بارے میں سوال کریگا، بیٹوں بھتیجوں اور رشتہ داروں کے بارے میں نہیں، مروانی سیاست کا نمونہ کبیر میں

آپ نے لکھا ہے کہ محدث کبیر نے آپ (مولانا یٰسین اختر) سے کہا کہ آپ احمد حسن صاحب سے کہہ کے انتظام کرادیجئے کہ مولانا فداء المصطفیٰ صاحب انتخابی جلسوں میں تقریریں کریں گے اور سماج وادی کے لیے اپیل کریں گے۔

افسوس ہے آپ پر۔ جھوٹ بولنے کی بھی حد ہوتی ہے،

قارئین نام نہاد خود ساختہ رئیس القلم کی کذب بیانی کا نمونۂ اکبر ملاحظہ فرمائیں، پہلے تو یہ لکھا کہ علامہ کے بھائی مولانا فداء المصطفیٰ صاحب نے مبین خاں کے لیے انتخابی جلسے میں شرکت کی اور تقریر کر کے لوگوں سے اپیل کی کہ سماج وادی امیدوار کو ووٹ دیں۔ جب پہلے ہی سے مولانا فداء المصطفیٰ صاحب سماج وادی کے انتخابی جلسوں میں آپ کے بقول گلی گلی شرکت کر رہے تھے تو پھر علامہ کو مزید آپ سے سفارش کرانے کی کیا ضرورت پڑی، جن کو نہ معلوم ہوا نہیں یہ الٹی سیاست آپ سمجھائیے گا، دس بارہ سال کی خدمت۔ کے باوجود ملائم سنگھ کو تو جانے دیجئے احمد حسن تک آپ کی رسائی دارالعلوم وارثیہ اور مولانا اقبال احمد خاں کے بغیر نہیں ہوسکتی تھی ۔جبکہ محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب کی سفارش پر جامعہ اشرفیہ کے مفتی معراج لقادری صاحب کو سماج وادی پارٹی اعظم گڑھ کا سکریٹری بنایا گیا تھا، براہ راست احمد حسن مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی اور علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب کو جانتے اور پہچانتے ہیں اور بہت قدر کرتے ہیں، اپنی بات اوپر کرنے کے لیے غلط بات لکھنا اچھی فطرت کے لوگوں کا کام نہیں۔

آپ کا یہ فرمانا کہ مولانا مفتی شعیب رضا کو داماد ازہری ہونے کے علاوہ کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ آپ کے علم و عقل اور بصیرت پر سوائے ماتم کے کیا کیا جا سکتا ہے! آپکو معلوم ہونا چاہئے کہ مفتی شعیب رضا نعیمی نے جامعہ نعیمیہ مراداآباد سے درس نظامیہ کا کورس کیا اس کے علاوہ علی گڑھ مسلم یونیورسیٹی سے استفادہ کیا، حضور

تاج الشریعہ علامہ ازہری میاں مدظلہ العالی کی خدمت میں رہ کر تربیت افتا کا کورس کیا۔خاندانی طور پر ایک زمین دار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں، باعتبار نسب کے صحیح النسب صدیقی ہیں، پھر بھی آپ کے نزدیک کوئی فضیلت نہیں، شائد اس لئے کہ وہ مصباحی نہیں ہیں، اگر مصباحی ہوتے اور کسی پسماندہ قوم سے تعلق ہوتا تو ممکن ہے آپ کے نزدیک ان کی فضیلت مسلم ہوتی، آخر آپ کی نظر اس بات پر کیوں نہ گئی کہ نسبت حضور ازہری میاں اپنے آپ میں سب سے بڑی فضیلت ہے۔ یہ شرف بے شرف لوگوں کو نہیں حاصل ہوتا، کیا کبھی سنا ہے کہ اشراف اپنی رشتہ داریاں رذیلو ں ذلیلوں کجڑوں کباڑیوں کے یہاں کرتے ہیں؟ کیا یہی جملے آپ فخر صحافت مولانا مبارک حسین مصباحی کے لئے بھی کہہ سکتے ہیں یا خود عزیز ملت کے حق میں بھی ایسا ہی خیال رکھتے ہیں! آپ کو اگر نیتاؤں، منسٹروں کی خبریں پڑھنے اور فوٹوز دیکھنے سے کچھ فرصت ملے تو علامہ مولانا مبارک حسین مصباحی کی شاہکار تصنیف ''برصغیر میں افتراق بین المسلمین کے اسباب'' میں کم از کم احمد عثمانی کا ضمیمہ پڑھ لیجئے گا۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی۔

عجب کچھ پھیر میں ہے سینے والا جیب وداماں کا
جو یہ ٹانکا تو وہ ادھڑا جو وہ ٹانکا تو یہ ادھڑا

آپ اور آپ کے ہمنواوں کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ آپ اگر اکابر پر تبرا پڑھیں گے تو ہم اپنے بزرگوں کے فضائل بھی بیان کریں گے، اور دریدہ دہنوں کو تبرائی بھی کہیں گے۔

محمد طلحہ برکاتی
عثمان پور کوٹھی، بارہ بنکی
21-03-2014

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

انیس عالم سیوانی

ہوا وہی جس بات کا ڈر تھا، آدمی کے چاہے سے آخر ہوتا بھی کیا ہے، ہوتا تو وہی ہے جو اللہ چاہتا ہے، اگر انسان کے بس میں کچھ ہوتا تو سب کے سب امیر و حاکم ہی ہوتے نہ کوئی غریب و نادار ہوتا نہ مجبور و بے بس، سب کے سب پڑھے لکھے امام ومقتدا ہوتے دنیا میں نہ کوئی جاہل و ان پڑھ اور غبی ہوتا نہ کوئی مقتدی، اسی طرح سب لوگ یا تو مسلمان ہی ہوتے ایک امت یا تو سب ہی کافر ومشرک یا یہود ونصاریٰ لیکن ایسا نہیں ہوسکتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ ہی کی مخلوق میں آدم علیہ السلام بھی ہیں اور اسی کی مخلوق میں ایک شخص انکار وتکبر کے سبب شیطان بنا، آج تک شیطان کو کوئی سمجھا نہ سکا، ہر دلیل اس کے لئے بے فائدہ ثابت ہوئی، اللہ تعالیٰ کا دستور ہے کہ قیامت تک نہ آدم کے پیروکار ختم ہوں گے نہ ابلیس کے۔ اللہ نے جنت بھی تخلیق فرمائی اور جہنم بھی، ہمیشہ اہل حق اور اہل باطل دونوں ہی رہیں گے۔ قرب قیامت میں اہل حق دنیا سے اٹھا لیئے جائیں گے۔ قیامت اہل باطل کیلئے ہوگی، یہ بھی ایک حقیقت ہے اللہ ہی سب کا خالق و مالک و پروردگار ہے، وہی نفع ونقصان کا مالک ومختار ہے۔ بن اس کے چاہے کچھ ہوتا نہیں لیکن شاید ہی تاریخ انسانی میں کوئی ایسا زمانہ گذرا ہو جبکہ اللہ کے سچے ماننے والے مادی وسائل کے اعتبار سے غالب رہے ہوں، دنیاوی ساز باز کے لحاظ سے ہمیشہ اہل کفر وطغیان ہی غالب رہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ السلام کے فرمانے کے مطابق دنیا مومنوں کیلئے قید خانہ اور کافروں کیلئے جنت ہے۔

ہر دور میں سیاست، صحافت، پروپیگنڈہ، آزاد خیالی وغیرہ اہل کفر کے شریک حال رہی۔ ہر زمانے میں اہل ایمان و اہل حق کو پسماندہ، بیوقوف، جاہل، دقیانوس، قدامت پرست، کٹر، شدت پسند جیسے الفاظ سے مخاطب کیا گیا، دنیاوی پسماندگی کا طعنہ دیا گیا، مادی اعتبار سے پچھڑنے کا سبب مذہبی تصلب اور دینی سوچ کو قرار دیا گیا، آج اگر کوئی اہل ایمان کو طعنہ دیتا ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے، جب عرب کے کافروں سے کہا گیا کہ ایمان لاؤ تو کہنے لگے کہ کیا ہم ان بیوقوفوں کی طرح ایمان لائیں۔ کفار عرب نے اللہ کے سب سے محبوب اور پسندیدہ بندوں کو بیوقوف ہی نہیں کہا بلکہ ان کی دینی فکر کو بیوقوفوں کا اعتقاد و ایمان قرار دیا، اس طبقہ کے لوگ دین و مذہب کو دنیا کے اعتبار سے اور لوگوں کے لحاظ سے ناپنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ اسلام یہ چاہتا ہے کہ لوگ اسلام کے سانچے میں ڈھلیں، اسلامی فکر کو اپنی فکر قرار دیں۔

یہ بھی ایک سچائی ہے کہ دنیا میں جتنے لوگ ہیں خواہ عقلمند ہوں یا بیوقوف، اہل مذہب ہوں یا بے دین ہر آدمی اپنی سوچ و فکر کو سب سے بہتر سمجھتا ہے اور اس کی کوشش ہوتی ہے کہ لوگ اس کی پیروی کریں اور وہ جس فکر و نظر کا حامل ہوتا ہے لوگوں کو اسی طرف کھینچ کر لانا چاہتا ہے، ظاہر ہے ایک خالص ہندو کی کوشش ہوتی ہے کہ تمام دھرموں کے لوگ ہندو بن جائیں اسی لئے ہندوستان میں سدھی تحریک چلائی گئی جس کے نتیجے میں بہت سارے جاہل لوگ اسلام سے پھر گئے اور مرتد ہو گئے۔ عیسائی لوگوں کو دین عیسوی کا پیروکار بنانا چاہتے ہیں، مسلمانوں کی تمنا ہوتی ہے کہ ساری دنیا مسلمان ہو جائے، ٹھیک اسی طرح شیعہ چاہتے ہیں کہ سب شیعہ ہو جائیں اور وہابی دیوبندی چاہتے ہیں کہ سب وہابی دیوبندی ہو جائیں، شیعہ اور وہابیوں دیوبندیوں کا ہر فرد خواہ وہ زندگی کہ جس شعبہ سے بھی تعلق رکھتا ہے اپنے

مذہب کے تیئں وفادار ہے۔ان فرقوں کے سیاسی لوگ،غنڈہ موالی، جرائم پیشہ افراد، اہل دول وحکومت مثلاً مملکت سعودیہ عربیہ وایران وغیرہ ہر اعتبار سے اپنے افکار ونظریات کی تبلیغ کرتے ہیں،اس کے برخلاف سواداعظم اور اہل سنت کا نعرہ لگانے والے اور لفظوں اور جھنڈوں بینروں کی جنگ لڑنے والوں کا حال یہ ہے وہ آپس ہی میں جنگ وجدال اور افتراق وانتشار کو دین کی خدمت سمجھتے ہیں۔کس بزرگ کو اونچا کرنا ہے، کس خانقاہ کو نیچا کرنا ہے، کس پیر اور شیخ کو چلانا ہے اور کس کے خلاف محاذ کھولنا ہے۔یہ ان کی ذمہ داری ہے۔لوگوں کو الگ الگ کرکے یہ شور مچاتے ہیں کہ لوگ متحد نہیں ہورہے ہیں، ابھی تک اس بات پر اعتراض تھا کہ فلاں شخص کے نام کا نعرہ نہیں لگنا چاہئے اس لئے کہ اس سے دوسروں کو تکلیف پہنچتی ہے۔بعضوں کے لئے وہ نعرہ اور بعض شخصیتیں اتنی تکلیف دہ ہوگئیں کہ یہاں تک کہا جانے لگا کہ فلاں نعرہ اور فلاں شخصیت کے کثرت ذکر سے سنیت سمٹ رہی ہے لوگ بدظن ہوکر ہم سے دور ہورہے ہیں، عجیب فطرت کے لوگ ہیں جس سے ناراض ہوجائیں اس کی تحقیر وتوہین کے ایسے ایسے راستے ڈھونڈ نکالیں جہاں شاید ابلیس ہی کی نظر پہنچے اور کسی کی مدحت سرائی کریں تو تیر کو تاڑ اور زمین کو آسمان ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگادیں۔ مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ لوگوں کو اشعری، ماتریدی، حنفی، شافعی، قادری، چشتی کہنے کہلانے میں نہ تنگی محسوس ہوتی ہے نہ دائرہ سمٹتا ہے، ایک طرف یہ بھی کہتے ہیں کہ جو لفظ اسلام میں وسعت ہے وہ اہل سنت میں نہیں اور جو اہل سنت میں وسعت ہے وہ کسی مخصوص فرد کے نام کے نعرے میں نہیں پھر بھی سواداعظم اور اہلسنت کہنے کہلانے کے لئے تحریک چلاتے رہے آخر کیوں؟ اسلام اور مسلمان کہنے لکھنے میں کیا پریشانی ہے؟

اگر کوئی صاحب یہ فرمائیں کے چونکہ حدیث میں اہل سنت اور سواداعظم کے الفاظ

آئے ہیں تو میں کہوں گا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہیں نہیں فرمایا کہ تم اپنا نام اہل سنت رکھ لینا یا سواد اعظم کے نام کا جھنڈا پھرانا بلکہ حدیث میں ہیکہ کامیاب گروہ وہ ہے جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر ہوگا (ماانا علیہ واصحابی) اور دوسری جگہ فرمایا کہ بڑی جماعت کی پیروی کرو نہ کہ اپنا نام سواد اعظم کندہ کروالو، یہ تو سراسر زیادتی اور قرآن سے انحراف اور جان چرانا ہے کہ اللہ نے فرمایا کہ تمہارا نام مسلمین رکھا جبکہ کچھ لوگ بجائے اس کے کہ اپنے کو مسلمان کہلانے کی تحریک چلائیں، وہ اہل سنت وسواد اعظم کہلانے کیلیئے لڑ رہے ہیں، فرض کریں کہ اگر حدیث میں سواد اعظم یا اہل سنت کا لفظ آیا ہے اس کیلیئے یہ جنگ لڑی جارہی ہے تو پھر حنفی، شافعی یا قادری وچشتی کی طرف عدول کا کیا سبب ہے؟ کیا ان نئے ناموں کے ذریعہ قوم مسلم مختلف خانوں میں منقسم نہیں ہوتی؟ پھر کسی مدرسے کے فارغین کو کیونکر یہ اجازت ہوسکتی ہے کہ وہ اپنی ایک الگ ٹولی بنالیں اور اس خوبصورت دنیا میں الگ نزول کی زمین پر سب سے الگ تھلگ جھونپڑ پٹی قائم کرلیں۔ پیمانے الگ الگ کیوں؟ معیار ایک ہونا چاہئے، اگر سیدھے سیدھے لوگ اپنے کو مسلمان کہیں تو مراکز، مدارس اور خانقاہوں کے ہی جھگڑے نہیں بلکہ فرقوں اور گروہوں کے جھگڑے بھی سمٹ سکتے ہیں نہ کوئی شیعہ نہ سنی نہ قادیانی۔ بعض لوگوں کو جب سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سے قبضیت ہوئی ہے انہوں نے ایک نیا شوشہ چھوڑا ہے کہ تمام بزرگوں کو چھوڑ کر صرف اعلی حضرت کا ذکر کرنا اجتماعیت کے منافی ہے، میں نے سوچا کہ پھر یہ لوگ واقعتاً ہمارے ہزاروں بزرگوں، اسلاف، صحابہ اور انبیائے کرام کے تعارف میں کتابیں اور مضامین شائع کریں گے لیکن یہاں بھی ایسا کچھ نہیں پوری انقلابی برادری کی تحریک کا جائزہ لیں تو علامہ فضل حق خیر آبادی، شیخ عبدالحق محقق دہلوی امام اعظم اور ممکن ہے کہ اس گروہ کی فہرست میں چند اور خوش

قسمت بزرگ ہوں، ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ سب سے پہلے زیادہ سے زیادہ صحابہ کرام، تابعین، فقہائے کرام، اولیائے ہند کے تذکرے ترتیب وار ہوتے لیکن نیت مین نہ علامہ خیر آبادی نہ محقق دہلوی نہ امام ابوحنیفہ بلکہ ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد بنانا مقصود تھا۔ اپنی اینٹ جیسے بھی اوپر رہنی چاہیے، علی سے محبت حب اہل بیت میں قابل تعریف ہے لیکن بغض معاویہ میں علی کا نام لینا قابل نفریں عمل ہے۔ اب صاف لفظوں میں سنیں کہ مجھے نہیں لگتا کہ کوئی صحیح العقیدہ مسلمان کسی اللہ والے کے ذکر سے نفرت کرتا ہو، ہر آدمی کو حق ہے کہ وہ جس سے قریب ہے اس کا تذکرہ خوب خوب کرے اور بلاشبہ اعلیٰ حضرت اپنے اس وصف میں بے مثال نظر آتے ہیں کہ آپ نے اہل اسلام کے دلوں میں بزرگوں کی محبت ڈالی جس وقت صحابہ کرام، اولیاء اللہ بلکہ انبیا و مرسلین کی بارگاہوں میں معاذ اللہ گستاخیاں کی جارہی تھیں فاضل بریلوی نے مسلمانوں کے رشتے کو اسلاف سے مضبوط کیا۔ بعض معاندین یہ افواہ پھیلا رہے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کا جابجا نام لینے سے دوسرے بزرگ چھٹے جارہے ہیں اور کھل کر یہ گروہ تحریر و تقریر اور اپنی درسگاہوں میں یہ بات پھیلا رہا ہے کہ اعلیٰ حضرت کا ذکر بہت ہوگیا اب اس کی ضرورت نہیں، اعلیٰ حضرت کے نام کے نعرے کی ضرورت نہیں کسی بھی بزرگ یا اہل علم کا تذکرہ باعث خیر و فلاح دارین کا سبب ہوسکتا ہے مگر کسی بزرگ یا عالم کا نام لے کر لوگوں کو اس کے ذکر سے منع کرنے کا عمل صرف اور صرف فتنہ پرور ذہنیت ہی کا نتیجہ ہے۔ حالانکہ یہ طبقہ بزرگوں کے بارے میں الگ نظریہ رکھتا ہے لیکن اپنی تحریر و تقریر کا کوئی صفحہ اور سطر اپنی تحریک اور مدرسے کے ذکر سے خالی نہں چھوڑتا، اس موقع پر یہ بھول جاتا ہے کہ ہندوستان میں سیکڑوں مدرسے اور ادارے خدمت دین کررہے ہیں ان کا بھی کبھی ذکر ہونا چاہئے اگر ایسا لگتا ہے کہ بار بار مرکز اور مرکزی لوگوں کا نام لینے سے کچھ لوگ دور ہورہے ہیں تو

ایک ہی مدرسے کے بار بار بے موقع محل ذکر سے بھی بہت سارے علما، مشائخ، ائمہ، دعاۃ بدظن ہورہے ہیں اور دیگر مدارس اسلامیہ کی حق تلفی ہورہی ہے۔ اب تک یہ اختلاف لفظوں اور نعروں کی حد تک تھا لیکن افسوس کہ حاسدین و معاندین کو فقط اعلیٰ حضرت کے نام اور نعرے ہی سے اختلاف نہیں ہے بلکہ درحقیقت یہ اس نظریے کے مخالف اور دشمن ہیں جو حق اور باطل کے درمیان فرق و امتیاز پیدا کرتا ہے، سازشی گروہ کے ایک بے بہرہ، بدطینت، بدنصیب، مخبوط الحواس رامپوری جرثومہ جس کے حسن ایمان و عقیدہ اور عقل و خرد کا چراغ پیدا ہوتے ہی گل ہو گیا تھا اس نے اخیر کار وہ بات کہہ دی جس کا خدشہ حق پسندوں کو پہلے ہی تھا، ملاحظہ کریں۔ (۱) تنقیح کی جائے کہ مخصوص علمائے دیوبند کو کافر نہ سمجھنے والے کو، کافر نہ سمجھنے والے کو، کافر نہ سمجھنے والے کو، کافر نہ سمجھنے والے کو .... ھلم جراً علی ہذا القیاس، یہ سلسلۂ تکفیر کہاں جا کر رکے گا اور کیا اس کے بعد دنیا یا ہندوستان میں مسلمان انگلیوں پر گنے جانے کے لائق رہ سکتے ہیں یا نہیں؟ (۲) مخصوص علمائے دیوبند کی تکفیر پر مبنی حسام الحرمین پر تصدیق جدید کے ساتھ اس کی تحقیق جدید کی جائے کہ آج کے جمیع دیوبندی حضرات بھی واقعی ختم نبوت کے منکر ہیں، توہین انبیا کے مرتکب نیز بعض دیگر بڑے نظریات شنیعہ کے متحمل ہیں؟ جن سے اشتراک عمل کیا جاتا ہے قبل فتویٰ نگاری ان کے براہ راست نجی عقائد معلوم کئے جائیں (۴) یہ دیکھا جائے کہ اشتراک بخوشی مذہبی جذبے سے ہے یا بہ اضطرار ضرورت زمانہ کی رعایت سے؟ (۵) یہ تحقیق کی جائے کہ کیا اس طرح کی ضرورت واقعی نہیں ہے؟ (۶) اس کا اثبات کیا جائے کہ جو لوگ اشتراک عمل کرتے ہیں ان کے اندر ختم نبوت کا عقیدہ کمزور پڑتا ہے، وہ لوگ توہین انبیا کرنے لگتے ہیں، نماز میں .... کے خیال کو رسول کے خیال پر ترجیح دیتے ہیں وغیرہ یا نہیں؟ (۷) اس کا جائزہ لیا جائے کہ

ہماری کلیۃً عدم اشتراک کی پالیسی اور غیروں کی زیادہ سے زیادہ اشتراک کی پالیسی، ان دونوں پالیسیوں کا مجموعی نتیجہ اب تک فروغ سنیت کے تئیں زیادہ بہتر رہا ہے۔ یا فروغ دیوبندیت ووہابیت کے تئیں؟ بلفظ دیگر اپنوں اور غیروں کی دو الگ الگ پالیسیوں کے باعث ہندوستان میں ٹی ٹی ایسوں کا اضافہ ہوا ہے یا علمائے دیوبند کو کافر نہ سمجھنے والوں کا؟ (۹) آخر میں یہ نکتہ بھی بے نقاب کیا جائے کہ اس سلسلے میں معترضین بلکہ مفتیان زودنویس کہیں خود منافقت عملی، کا کردار تو ادا نہیں کر رہے ہیں؟ ممکن ہے ان امور پر غور وخوض کے بعد حضرات مفتیان کے سامنے تحریری فتوی سے قبل کچھ روشن پہلو سامنے آئیں۔ (ماہنامہ جام نور ص۱۲ شمارہ مارچ ۲۰۱۴)

میرے خیال سے اس طویل اقتباس پر اگر تبصرہ نہ کیا جائے تب بھی قارئین کو نتیجے تک پہنچنے میں کوئی دشواری نہیں ہوگی، لیکن ہر شخص کا معیار الگ الگ ہوتا ہے اس لئے درج بالا اقتباس پر ایک سرسری نظر ڈالتے ہیں اس رسالے کو جس میں اس قسم کے پھوہڑ، گندے اور بدبختانہ مضامین شائع ہوتے ہوں کیا اسے بھی جام نور کہا جائے گا، ممکن ہے کوئی چراغی کہے لیکن ہم سے تو اس کی امید نہ رکھے، حقیت یہ ہے کہ یہ جام نور نہیں بلکہ جامع فتن وشرور ہے، جب سے اس کا آغاز ہوا ہے مذہب ومسلک مخالف عناصر، بے حیا اور اوباش فطرت کے لوگ بزرگوں کی اہانت، اسلاف کے متفقہ فیصلوں اور فتوؤں کی تحقیر آئے روز کرتے رہتے ہیں، اس بداطوار گروہ کے ایک شری جس کے خمیر میں بدی کا عنصر مخلوط ہے اور اس کے ایمان واعتقاد کے چراغ میں تیل کم کسی دیہاتی مدرسے کے گندے گٹر کا پانی زیادہ ہوگیا ہے وہ کہتا ہے کہ دیوبندی کو کافر نہ کہنے والے، نہ کہنے والے نہ کہنے والے الی آخرہ کو کہاں تک کافر کہا جائے اس لعنتی کے مطابق جمیع علمائے اہلسنت ہندوپاک وبنگلہ

دیش وحرمین طیبین کے فتویٰ مبارکہ کا یہ حصہ من شك في كفره وعذابه فقد کفر کا حکم اٹھالیا جائے، وہابیوں، دیو بندیوں، شیعوں کی دعوت اڑانے والے ٹھیکیدار کیا کہیں گے؟ آپ تو کہتے تھے کہ صرف ضرورت کے تحت ہم اشتراک عمل کرتے ہیں لیکن گھر کے بھیدی نے لنکا ڈھادیا، وہ جو چھپا ہوا تھا اس بھید کو ظاہر کردیا کہ معاملہ اشتراک عمل کا نہیں معاملہ درحقیقت خوش عقیدگی اور بدعقیدگی کے دیوار کا ڈھانے کا ہے۔اب تمہیں بتاؤ کے ایسے کو کیا کہیں، تم کہتے ہو کہ مفتیان زودنویس کہیں خود منافقت عملی کا کردار تو نہیں ادا کرر ہے ہیں؟ اب اٹھالاؤ وہ سارے دبستان جسے زکوٰۃ وفطرہ کے چراگاہ میں بیٹھ کر تمہارے نہایت درجہ سوجھ بوجھ والے مفتیان مصلحت پسند نے تحریر فرمایا ہے دیکھ کر بتاؤ کے دیوبندیوں وہابیوں سے انقطاع کلی کا حکم لگاتے وقت یا اپنے مخالفین کے خلاف قلم کو تیر وتلوار بنانے سے پہلے کن کن صاحبان معاملہ سے حقیقت حال کو معلوم کیا ہے، مصلحت پسند اور اہل ثروت کی رضا کی خاطر تحقیق وفتاویٰ کی عصمت سے کھلواڑ کرنے والے مفتیوں سے جب پوچھا جاتا ہے کہ بتاؤ کہ خمینی کو نائب پیمبر کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

ایک شخص باضابطہ بیان دیتا ہے کہ فلاں دیو بند میں پڑھا اس لئے دیوبندی ہو گیا ہم اشرفیہ میں پڑھے بریلوی ہو گئے مگر مسلمان نہیں ہو سکے، ایک نام کا مسلمان اپنی بلڈنگ کی اوپننگ کے موقع پر پنڈتوں کو بلا کر ہون کراتا ہے تمہارے مفتی ومحقق اس کی دعوت قبول فرماتے ہیں باوجود یکہ علاقے کے جانے پہنچانے علما اس کے اس کفری فعل کی اطلاع دیتے ہیں لیکن محقق صاحب نے کشادہ شکمی کے ساتھ مرغن غذائیں تناول فرمائی اور موٹا لفافہ تھاما گھر چلے آئے ایک لفظ شریعت کا سنانا مناسب نہ خیال کیا اس لئے کہ وہ شخص اگر چہ اپنے کفری فعل کے سبب اسلام سے خارج ہو چکا تھا لیکن ثروت مند تھا۔لیکن اسی محقق سے جب یہ سوال ہوتا ہے کہ

صلحکلی کس کو کہتے ہیں تو پھر زبان وقلم کی لپٹی ہوئی چادر اتنی دور تک پھیلائی جاتی ہے کہ ذاتی مخالفین کے گروہ کا ایک ایک فرد اس سے ڈھک جائے، پوچھا گیا صلحکلی کس کو کہتے ہیں تو جواب پورے انشراح صدر کے ساتھ شائع کیا جاتا ہے کہ جو صلحکلی نہ ہوا سے اگر صلحکلی کہا جاتا ہے تو وہ لوگ اپنی خیر منائیں اس کا مطلب کہ وہ اسلام سے خارج ہو گئے۔ سوال دیگر جواب دیگر

مارو گھٹنا پھوٹے آنکھ

گمراہ اور مرتد جماعتوں کیلئے جس کشادہ اعتقادی کا تم نے مظاہرہ کیا ہے مندرجہ بالا سطور میں یہ بھی تو بتاؤ کہ تمہاری پارٹی کے دستور میں صرف دیوبندی وہابیوں کے لئے ہی وسعت نظری ہے یا شیعوں اور قادیانیوں کیلئے بھی؟ تم کہتے ہو ''حسب روایت اس سال بھی بریلی میں انتشار پھیلایا گیا، بددعائیں دی گئیں، ارشاد رسول نہیں بتایا گیا، قاعدہ شرعی نہیں سنایا گیا۔ (جام نور ص ۱۲؍ مارچ ۲۰۱۴) تم ہی بتاؤ دن کے دوپہر میں اگر اندھے کو سورج نہ دکھائی دے تو سورج کا قصور ہے یا اندھے کا؟ حضور نے جس طرح اللہ کلمہ ابوبکر وعمر، عثمان وعلی، سلمان فارسی وبلال رضی اللہ عنہم کے سامنے سنایا تھا اسی طرح ابوجہل اور ابولہب کے سامنے بھی قرآن سنایا۔ اعلیٰ کردار پیش کیا، عقل انسانی کو متحیر کرنے والے معجزات دکھائے لیکن ابوجہل اور اس کی فطرت کے لوگوں نے اللہ کا کلمہ نہیں پڑھا۔ اب اگر کسی حاسد و معاند کو بریلی کے عرس میں احکام شرعی نہیں سنائی پڑتے تو اس کا علاج بریلی والے کیسے کر سکتے ہیں؟ تم نے بریلی کے اسٹیج کی بات تو بتادی لیکن اپنے بڑے ابا ابن زیاد اور ان کے سگے رشتہ داروں کی کہانی نہیں سنائی کہ کئی سالوں سے عرس حافظ ملت کے موقع پر قرآن خوانی، نعت خوانی اور فضائل بزرگان دین وعقائد اہل سنت کی بجائے خطوط پڑھ کر سنائے جا رہے ہیں۔ بزرگوں کو گالیاں دی جا رہی ہیں،

اوباش اور بیہودہ فطرت کے لوگ جو اپنی قبیح حرکتوں سے گھر، خاندان اور سسرال کے ناموس کو پامال کر چکے ہیں وہ اسٹیج کی زینت بن رہے ہیں، جن کے گھر کے اندر کے حالات سے عصمت چغتائی اور سعادت حسن منٹو کی روح شرما جائے، اپنی بد خلقی، احسان فراموشی اور جہالت کی سند تقسیم کر رہے ہیں، اپنے گھر کی بھی خبر رکھو، دوسروں کو الزام دینے سے پہلے اپنے گریباں میں جھانک لیا کرو، میرے عزیز تم کہتے ہو کہ آئینہ صلحکلیت کی تصدیق کرنے والوں نے اپنا اعتبار کھو دیا یہ تمہاری قلبی قساوت ہے چونکہ اللہ نے تمہارے قلب پہ مہر کر دیا ہے تمہیں پہلے صحیح حالات معلوم کرنے چاہیئے لیکن تم نے بغیر علم کے اظہار خیال کیا تمہیں شاید نہیں معلوم بریلی میں اسٹیج پر خود میں نے فسادیوں کو للکارا اور کہا کہ اگر ہمت ہو تو آئینہ صلح کلیت پڑھو تاکہ تمہیں اپنی حقیقت معلوم ہو سکے، بریلی اسٹیج سے آئینہ صلحکلیت کی نہ کوئی تصدیق ہوئی نہ کسی نے بریلی میں اس راقم کو خلافت دی تم کہتے ہو طوق خلافت ....
پوچھو حافظ ملت سے پوچھو مولانا عبد الحفیظ صاحب سے پوچھو مولانا نصیر الدین صاحب سے پوچھو داماد عزیز ملت سے پوچھو شارح بخاری سے پوچھو مفتی معراج القادری صاحب سے پوچھو مولانا جلال الدین صاحب سے کہ آپ لوگوں کے گلے میں کہاں کا اور کس کا طوق پڑا ہوا ہے؟
یہ بریلی کا احسان ہے کہ کسی لائق سمجھے جا رہے ہو ورنہ اس بھری دنیا میں گنتی ہی کہاں ہے

الحمد للہ اس حقیر کو آئینہ صلحکلیت کی تصنیف سے تقریباً دس سال پیشتر اس شرف سے نوازا جا چکا تھا لومڑی کو انگور نہ ملے تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ انگور کھٹے ہیں۔ تحقیقات رضویہ، اعلیٰ حضرت، بریلی، مسلک اعلیٰ حضرت کی تحقیر پر اپنے عقیدے کی عمارت بھی کھڑی کرتے ہو پھر بھی تمہارے ہر پیرا میں اعلیٰ حضرت اور

بریلی کا تذکرہ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ تم اگر واقعی اپنی رگوں میں کسی شریف کا خون رکھتے ہو تو تم اپنی تحریر وتقریر میں اعلی حضرت اور بریلی کا تذکرہ نہ کرو، تم اپنے ہی فکر عالی کے مطابق وہ نام جس میں مکمل کشادگی اور وسعت ہے یعنی اسلام اور مسلمان کہو اور اپنے گروہیوں سے بھی کہدو کہ وہ بھی ایسا نام کیوں لیں جس میں تنگی ہو، ایسا نام رکھو جس میں سنی، شیعہ، وہابی، دیوبندی، قادیانی سب سما سکیں۔ چند جملے اور برداشت کرلو۔ تم کہتے ہو کہ جامعہ اشرفیہ کے جماعت پر احسانات یقیناً شمار سے باہر ہیں، تو کیا اور مدرسے اور خانقاہ والے لحاف اوڑھ کر سوئے رہتے ہیں، ہندوستانی مسلمانوں پر سب سے بڑا احسان خواجۂ اجمیر کا ہے خواجہ قطب الدین بختار کاکی کا ہے، خواجہ نظام الدین اولیا کا ہے مخدوم بہار کا ہے مخدوم سمنانی کا ہے، جس یتیم خانہ کے فضائل کی تلاوت صبح شام ہورہی ہے اس کی ولادت باسعادت کو ہی ابھی سوسال ہوئے ہوں گے۔ جسے شرپسند عناصر نے فتنہ وفساد اور بزرگوں کی توہین وتنقیص کا اڈہ بنا رکھا ہے۔ اس میں کیا شبہ اللہ تعالیٰ سب کو روزی دیتا ہے وہ کافروں مشرکوں، انسانوں جانوروں سبھی کو روزی دیتا ہے اگر اسی ضمن میں کسی احسان فراموش بدبخت کو روزی ملتی ہے تو کیا فرق پڑتا ہے۔

تم کہتے ہو کہ "تربیت صدر الشریعہ کا خلاصہ حضرت حافظ ملت نے بنیادوں کو مضبوط کرکے ہی اس پر قلعۂ اہل سنت یعنی اشرفیہ کی تعمیر کی ہے۔ اشرفیہ کے نظم ونسق کے ظاہری ذمہ داروں سے قطع نظر اس کی اصلی دیکھ ریکھ آج بھی حافظ ملت کی روح دردمند کرتی ہے۔ صحن اشرفیہ میں موجود آپ کا مزار دراصل کنٹرول روم آف اشرفیہ ہے، چونکہ آپ آلائش نوم وتعب کی دسترس سے آزاد ہیں (حوالہ سابق ص ۱۵) روزی سب کو اللہ دیتا ہے تو کیا اس نے مدرسوں کی نگرانی خود کی بجائے مزاروں اور قبروں کے حوالے کردی ہے۔ حافظ ملت نے ایک مدرسہ قائم کیا وہ اپنی قبر سے اپنے

مدرسے کی نگرانی فرماتے ہیں، یہ تو بہت اچھا ہے کہ مدرسے اب قبروں کی نگرانی میں چلنے لگے اسی لئے تم لوگ فتنہ برپا کررہے ہو کہ سوال تو مدرسے کے بارے میں قبر والوں سے ہوگا۔

حافظ ملت اپنے مدرسے کے صحن میں قبر شریف کے اندر سے مدرسے کا اگر کنٹرول سنبھالتے ہیں تو یہ بتاؤ کہ اشرفیہ تعمیری تعلیمی لحاظ سے ابھی بہت چھوٹا ہے۔ دیوبند اور ندوۃ جیسے مدرسوں کی نگرانی کون کرتا ہے!

بلاشبہ حافظ ملت اسلام کے سچے پاسبان اور تعلیمات نبوی کے معلم اور بزرگوں کی بارگاہ کے عقیدت کیش تھے، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے اخلاف کے اخلاف میں شمار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ حضرت کے پوتا شاگردوں کو اگر اتنا کمال عطا فرمایا ہے کہ وہ اپنی قبر سے اپنے مدرسے کی نگہبانی فرماتے ہیں۔ تو کیا اعلیٰ حضرت اپنی قبر سے مسلمانوں کے مرکز کی نگہبانی نہیں فرماسکتے یا شیخ المشائخ شاہ یار علی، صدر الافاضل، مجاہد ملت، شیر بیشۂ اہلسنت، محدث اعظم پاکستان، شاہ برکت اللہ، حضور اشرفی میاں، امین شریعت، حجۃ الاسلام، مفتی اعظم، ملک العلما، حضرت سرکار سرکا نہی شاہ تیغ علی، مخدوم سمنانی، مخدوم بہار، حضرت محبوب الٰہی، سرکار اعظم خواجہ غریب نواز اور دیگر مشائخ کرام اپنے مدارس، خانقاہوں اور معتقدوں کے ایمان واعتقاد کی حفاظت نہیں کرسکتے! قرآن میں ہے **لاتاخذہٗ سنۃ ولانوم** اللہ تعالیٰ اونگھ اور نیند سے پاک ہے۔ اب تم نے یہ صراحت فرمائی کہ حافظ ملت بھی آلائش نوم وتعب کی دسترس سے آزاد ہیں، ظاہر ہے اتنا پڑھ لکھ کر اگر کسی بزرگ کو خدائی درجہ نہ دلواپائیں تو پھر اتنے بڑے مدرسے سے پڑھنے کا فائدہ ہی کیا ہے۔

دورِ حاضر کا فتنۂ اکبر یعنی ندوی یٰس اختر

علمائے اہلسنّت پر طرح طرح کے بے جاالزامات لگانے کی بیماری

میں مبتلا مولانا یٰسین اختر ندوی کی فتنہ انگیزیاں اور شرارتیں کچھ زیادہ ہی بڑھتی جا رہی ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس آزاد خیال، مسلک بیزار، متعصب، ملت فروش، نا اہل اور غیر ذمہ دار، ندوی قلمکار کی بیماری کم نہیں، بلکہ بڑھتی ہی رہے گی۔

نبی آخر الزماں علیہ السلام ﷺ کی حدیث پاک ان شر الشر شرار العلماء کی جیتی جاگتی تصویر کوئی ہے، تو وہ مولانا یٰسین اختر ندوی کی شکل میں دہلی کی سرزمین پر موجود ہیں۔ مولانا یٰسین اختر ندوی کی شررارت اس حدتک بڑھ جائے گی، کبھی کسی نے سوچا بھی نہ تھا۔ خبیث فکر اور مردود خیال کا حامی قلم کار ان دنوں کچھ زیادہ ہی مرض الخبط میں مبتلا ہے، جس کا اظہار ان کے حالیہ مضامین سے ہوتا ہے۔

جماعت اہلسنت کا فتنۂ کبیر اور مروانی سیاست کا نمونۂ کبیر اس قسم کے مضامین لکھ کر عام کرنے کی جسارت بے جا کرنے والے ندوی یٰسین اختر نے خود کو جماعت اہلسنت کا فتنۂ اکبر اور دورِ حاضر کا یزید ابتر ثابت کر دیا ہے۔ اب ضرورت ہے اکابر اور اسلاف کے وفاداروں کو درج ذیل عناوین پر لکھنے کی۔

☆ جماعت اہلسنت کا فتنۂ اکبر یعنی ندوی یٰسین اختر ☆ دور حاضر کا یزید یعنی مولوی یٰسین اختر پلید

بحمدہٖ تعالیٰ اس مخالف مسلک اعلیٰ حضرت ندوی قلم کار کے خلاف ان عناوین پر کام جاری ہے، جو کتابی شکل میں عنقریب منظر عام پر لایا جائیگا۔

دنیائے سنیت کی عبقری شخصیت، سنیوں کے دلوں کی دھڑکن، فخر ازہر، وارث علوم امام احمد رضا، جانشینِ حضور مفتی اعظم سرکار تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ اور شہزادۂ حضور صدر الشریعہ ممتاز الفقہا استاذ الاساتذہ حضور محدث کبیر دامت برکاتہم القدسیہ و دیگر علمائے حق کی شان میں گستاخی کرنے کی ناپاک کوشش کرنے والے ندوی یٰسین اختر کو اب بے نقاب کرنے کا وقت آ گیا ہے۔

☆ یہ وہی جناب ہیں جو ذاتی اغراض و مقاصد کے حصول کے لئے وہابیوں اور شیعوں کے جلسوں اور میٹنگوں میں بے دھڑک شرکت کرتے ہیں۔

☆ یہ وہی حضرت ہیں، جو مسلک حق یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کو فرضی اور مزعومہ مسلک کہتے ہیں۔

☆ انہیں مسلکِ اعلیٰ حضرت سے کد ہی نہیں، بلکہ جو ٹیم اس کی مخالفت میں سرگرم عمل ہے اس کی قیادت وسربراہی کررہے ہیں۔

☆ مصباحی صاحب اپنی فکری آوارگی، گروہی عصبیت، نفسیاتی دباؤ کے اندھیرے اور عقل کی خباثت کی بنیاد پر نعرۂ مسلک اعلیٰ حضرت کو جہالت پر محمول کرتے ہیں۔

اب اس سے ہر ذی شعور بخوبی یہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ ان کی ذات کس معیار کی ہوگی۔ مسلک اعلیٰ حضرت یہ فرضی مسلک نہیں، بلکہ مذہب اسلام کا سچا ترجمان اور صحیح تعبیر اور حصول عرفان کا ذریعہ ہے۔ہاں یہ ضرور ہے کہ یٰسین اختر ندوی پلپلے اور ملت فروش سنی ہیں، ان کے قلم سے نکلے ہوئے اس طرح کے جملے بے بنیاد ہیں، اس لئے ان کی اس طرح کی کوئی بھی بات ہمارے نزدیک قابل قبول نہیں، علمائے اہلسنت کے خلاف ان کے لگائے گئے تمام الزامات بے بنیاد اور فرضی ہیں اور یہ ایک طرح کا دھوکہ ہے۔ان کی کوئی بھی بات اس وقت تک قابل قبول نہیں جب تک وہ اس طرح کی تمام باتوں سے تائب اور نادم نہیں ہوجاتے۔

بدنام زمانہ اور صلح کلیت نواز کتاب 'عرفان مذہب ومسلک' جسے ہر متصلب سنی نے یکسر نظر انداز اور مسترد کردیا ہے اور حضور تاج الشریعہ نے اس کتاب کو "بدنام زمانہ کتاب" تک فرمادیا ہے۔ اسکے باوجود اس کتاب کی تعریف میں مضمون لکھنے والا بھی وہی ہوگا، جو ان کا ہم مزاج و ہم خیال اور بکاؤ ہو، اور وہ مظفر پور سے تعلق رکھنے والے، فاروق صدیقی ہیں، جو ندوی جی کے حمایتی اور خیر خواہ بنکر پر "شیطان کی سینگ کی طرح ظاہر ہوئے" اور ان کی تعریف میں مضمون لکھا اور ماہنامہ کنزالایمان میں چھپوایا۔ یہ وہی فاروق صدیقی ہیں جنھوں نے اپنی بیٹیوں کا رشتہ دیوبندیوں کے یہاں کیا ہے۔ جیسے کو تیسا۔ان کو چاہئے پیسہ۔

ایک طرف ندوی دسیسہ کار، دوسری طرف ان کے حمایتی صلح کلی مضمون نگار، جب یہ دونوں ملیں اور کتاب لکھیں تو عرفان کہاں بلکہ انتشار ہی منظر عام پر آئے گا۔

دور حاضر کا فتنۂ اکبر اگر کوئی ہے، تو وہ ندوی یٰسین اختر ہیں، جن کی معاونت کرنے والوں میں بدنام زمانہ مفت کے مفتی اور خیر کے لبادے میں شر پھیلانے والے مصباحی صاحبان جیسے خودساختہ ذمہ دار لوگ ہیں۔

علمائے بریلی کی حسد میں ندوی یٰسین اختر ندویوں اور دیوبندیوں تک کے رد کو پسند نہیں کرتے جو کہ فرض اعظم ہے اور حضور حافظ ملت قدس سرہٗ کا نام لیکر قوم کو دھوکہ دیکر اپنی روٹیاں سینک رہے ہیں، کسی ولی کے نام پر پیٹ بھرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، لیکن یہاں غلط اس لئے ہے کہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کا نام لیکر ان کے مشن کو قتل کیا جارہا ہے اور ان کی غلامی کا دم بھی بھرا جارہا ہے۔

ع ایں چہ بوالعجبی ست

فتنۂ اکبر مولانا یٰسین اختر ڈی۔آئی (مولانا الیاس کی ٹیم) اور ایس۔ڈی۔آئی (شاکری گروپ) کے لئے کام کررہے ہیں۔ مجموعۂ مکروفریب یعنی عطار صاحب کی ذہنیت ہے کہ وہ پیسے کے ذریعے علمائے اہلسنت میں اختلاف ڈالنے کی ناپاک کوشش میں سرگرم عمل ہیں۔ جو کام وہابیوں نے سو/ڈیڑھ سو سال میں نہ کیا اسے ان لوگوں نے مختصر مدت میں کر کے دکھا دیا، ہمیشہ انگریزوں کا یہ مشن رہا ہے کہ پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو، بالکل یہی مشن ان کے ایجنٹوں نے اپنالیا ہے اور اسی مشن کی تکمیل کے لئے اشرفیہ جیسے ادارے کو استعمال کیا جارہا ہے۔

☆ جس اشرفیہ کو حافظ ملت نے اپنے خون جگر سے سینچ کر پروان چڑھایا تھا۔

☆ جس اشرفیہ کے درودیوار سے مسلک اعلیٰ حضرت کی صدائیں آتی تھیں۔

☆ جس اشرفیہ سے ایک سے بڑھ کر ایک مسلک اعلیٰ حضرت کے سپاہی پیدا ہوئے۔

لیکن آج اس میں آئی ہوئی بہار کو چند نو مولود، نامراد مصباحی برادران نے خزاں میں تبدیل کر دیا ہے، جس کی وجہ سے یہ ادارہ مشکوک ہوتا ہوا نظر آرہا ہے، اسی وجہ سے بعض علمائے کرام نے چندہ نہ دینے کی اپیل کی ہے، جو کسی حد تک درست اور صحیح بھی ہے۔ اس لئے ہم خیر خواہانِ اشرفیہ سے التماس کرتے ہیں کہ جن لوگوں کی وجہ سے یہ **ادارہ مشکوک ہو رہا ہے اور اس کا معیار ختم ہو رہا ہے، ان کو فوری طور پر ادارہ سے باہر کر دیا جائے۔** انشاء اللہ پھر وہی بہار ہو گی اور ہمیں یقین ہے کہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی روحانیت سے ایک نہ ایک دن ضرور اس طرح کے نام نہاد مصباحی جن کو حقیقت میں چراغی کہنا چاہئے، ادارے سے نکال باہر کئے جائیں گے۔

''**عرفان مذہب و مسلک**'' نامی کتاب جس نے **مولانا یٰسین اختر ندوی** کی خبیث فکر کو اجاگر کیا ہے، اس کتاب میں جو خرابیاں ہیں اس کی نشاندہی کے ساتھ جواباً کئی کتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں، جن میں کچھ یہ ہیں:

☆ شہرۂ آفاق کتاب ''**آئینۂ صلح کلیت**'' حضرت مولانا انیس عالم سیوانی

☆ فکری تصنیف ''**مذہب و مسلک کا حقیقی عرفان**'' مفتی شمشاد حسین رضوی

☆ ''**ابراق بریلی بر رد فتنۂ دہلی**'' مولانا شرف الدین رضوی۔

لیکن پھر بھی ندوی صاحب کی جانب سے یہی رونا رویا جا رہا ہے کہ:

'عرفان مذہب و مسلک' کی کسی بھی شرعی غلطی کی بقید صفحہ و سطر نشان دہی کی جائے کوئی بھی شرعی غلطی رشرعی خامی کی نشاندہی کا تقاضہ کر رہے ہیں اور یہ **بصارت کے ساتھ بے بصیرتی کا نتیجہ ہے اور اتنا ہی نہیں بلکہ جہاں وہ بصارت و بصیرت سے ہاتھ** دھو بیٹھے ہیں، وہیں کان سے بھی معذور ہو چکے ہیں، تبھی تو 'عرفان مذہب و مسلک' نامی کتاب کی وجہ سے شدید ہنگامہ پر بھی انہیں کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی ہے، جس کا اعتراف خود کر رہے ہیں اور کہتے ہیں۔

ع　　　اللہ رے سنّاٹا آواز نہیں آتی (ایضا)

اس لئے ایک مفید مشورہ ہے، ندوی جی اسے قبول کرلیں فائدہ ہوگا کہ:
ظاہری بصارت اور سماعت کے لئے دہلی ایمس ہاسپیٹل چلے جائیں اور علاج کرالیں۔اور روحانیت وبصیرت کے لئے بارگاہ سرکار خواجہ غریب نواز یا سلطان المشائخ محبوب الٰہی میں حاضری دیں انشاء اللہ بہتری ہوگی۔
بصارت وبصیرت سے محروم ندوی جی سے گزارش ہے کہ اگر تھوڑی بہت صلاحیت ہے،تو بجائے اکابر کی ذات پر کیچڑ اچھالنے کے، مجاہد سنیت مولانا انیس عالم سیوانی کی کتاب 'آئینۂ صلح کلیت' کا جواب تحریر کردیجئے،اور یہ میرا چیلنج ہے کہ ندوی صاحب اور ان کے ہمنواں تادم حیات اس کتاب کا معقول جواب نہیں دے سکتے ہمیں مولانا یٰسین اختر ندوی صاحب کی مخالفت اور عداوت کے سارے اسباب معلوم ہیں۔ان کے خلاف اب تک باضابطہ کچھ لکھایا کہا نہیں گیا تھا اور نہ ہی ان کے خرافاتی فکرونظر اور کارناموں کو اجاگر کیا گیا تھا، لیکن جب انہوں نے ہمارے اکابر کو چھیڑا ہے،تو ہم پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم بھی ان کو کیفر کردار تک پہنچائیں۔

حاسدین اعلیٰ حضرت مٹ گئے سمٹ جائیں گے زندہ ہے زندہ رہے گا مسلک احمد رضا
تم کو بازاری عقیدہ ہو مبارک حاسدو! ہاشمی کو مل گیا ہے مسلک احمد رضا

اور جامعہ اشرفیہ کے ایک فارغ التحصیل حضرت سید اولاد رسول قدسی مصباحی (امریکہ) نے ان جیسے اشرار اور غداروں کے بارے میں سچ کہا ہے:

نام لیکر رضا کا کماتے رہے کتنے غدار ہیں حاسدینِ رضا
مسلک اعلیٰ حضرت پہ حملہ کناں کتنے اشرار ہیں حاسدینِ رضا

ایسے نازک، پُرخطر اور سنگین حالات میں ربّ قادر و قیوم، مسلمانانِ اہلِ سُنّت کو تخریب کارانہ ذہنیت اور تخریب پسند عناصر سے محفوظ و مامون فرمائے۔ آمین

جماعت اہلسنّت کا فتنۂ اکبر

(قسط دوم)

مولانا یٰسین اختر ندوی مصباحی اپنی دانشوری کے زعم اور قلم کے زور پر نہ صرف سوادِ اعظم اہلسنّت میں انتشار وافتراق پیدا کررہے ہیں، بلکہ علما کی توہین اور اکابر شخصیتوں کی تنقیص میں اپنے قلم کی ساری توانائی کو بے جا صرف کررہے ہیں اور اپنے جذبۂ جنوں میں جماعت اہلسنت کی رگوں میں خطرناک جراثیم ڈالنے کی سعی لاحاصل کررہے ہیں۔

اہلسنّت میں آج جو انتشار، اختلاف اور گروپ بندی ہے، اس کے ذمہ دار مولانا ندوی مصباحی ہی جیسے غیر ذمہ دار لوگ ہیں، جو اپنے قلم کی دھونس جما کر، دانشوری کی آڑ اور نفسیاتی دباؤ میں غیر شعوری اور گھنونے کام انجام دے رہیں اور افتراق امت کا ناپاک بیڑہ اٹھا رکھے ہیں، میں پوچھنا چاہتا ہوں یٰسین اختر صاحب سے کہ۔۔۔

☆ ''عرفان مذہب ومسلک'' نامی کتاب لکھنے کی آپ کو ضرورت کیوں پیش آئی؟

☆ کیا یہ غیر شعوری عمل اور پراگندہ فکر اور عدم عرفان کا نتیجہ نہیں؟؟

☆ اس کتاب کی وجہ سے علما اور عوام میں جو اضطراب کا ماحول پیدا ہوا ہے، اس کا ذمہ دار کون ہے؟

☆ کیا یہ افعال شنیعہ تخریبی ذہنیت کا نتیجہ نہیں؟

☆ مسلک اعلیٰ حضرت کو فرضی، مزعومہ اور نوزائدہ مسلک کہتے ہوئے آپ کی غیرت ایمانی نے احتجاج کیوں نہیں کیا؟؟؟

☆ نام نہاد تحریک دعوت اسلامی (جو ایک صلح کلی اور ریاکار تحریک ہے جس تحریک کے دستور میں ردِّ بدمذہباں کرنے کی سخت ممانعت ہے۔) کی جانب صلح کلیت کی

نسبت سے ناراضگی کا اظہار کرنا اور اس کی جانب سے لیپا پوتی کرنا، کیا یہ صلح کلیت نوازی نہیں؟؟

یقیناً ان ندوی مصباحی صاحب کا دل ودماغ دونوں مفلوج ہو چکا ہے، تبھی تو غیر شعوری طور پر ہر کام کو انجام دے رہے ہیں۔

*******علمائے اہلسنت کو دھمکی*******

اپنی کتاب ''عرفانِ مذہب ومسلک'' میں لکھتے ہیں: کہ 'وقت کا انتظار کیجئے۔ حساب وکتاب ہوگا اور اچھی طرح ہوگا۔ حال کا ہی نہیں بلکہ ماضی کا بھی قرض چکایا جائے گا اور پھر پوری جماعت سر کے آنکھوں سے دیکھے گی کہ ان شر پسندوں حاسدوں کا چہرہ کس طرح بے نقاب ہوتا ہے، ضبط وتحمل کا ان فتنہ انگیزوں نے بہت ناجائز فائدہ اٹھایا ہے، مگر اب جلد ہی انہیں مرحلۂ احتساب سے بھی گذرنا ہوگا (عرفان مذہب ومسلک، طبع جدید، ص:۱۱۱)

علمائے اہلسنّت کو دھمکی دینے والے بصارت وبصیرت سے محروم ندوی صاحب کو چاہئے کہ وہ بھی ماضی کے ساتھ اپنا مستقبل پڑھ لیں۔

وہابیہ دیابنہ اور روافض کے وظیفہ خور اور آر۔ ایس۔ ایس سے امن پسندی کی سند حاصل کرنے والے مصباحی صاحب کے اندر اتنی جرأت کے اکابرین اہلسنت کے خلاف لب کشائی کریں، علما کو جاہل کہیں اور اساطین اہلسنت کو انتشار پسند اور فتنہ پرور لکھیں آخر ایک بزدل کے اندر اتنی ہمت کہاں سے آئی؟

یہ وہی یٰسین ندوی مصباحی ہیں جو آج تک کھل کر وہابیوں غیر مقلدوں و دیگر گستاخان رسول کے خلاف لکھنے کی جرأت نہیں کر سکے۔

دورِ حاضر کے فتنۂ عظیم طاہر الپادری کے بارے میں چند صفحات کھل کر نہ لکھ سکے۔

☆ان جیسے بے شعور بے فکر قلمکار کے پاس بدمذہبوں پادریوں اور آج کے صلح کلیوں کے خلاف لکھنے کی ہمت نہیں؟

ع کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

☆ان ندوی مصباحی کے پاس بریلی شریف آکر براہ راست حضور تاج الشریعہ سے گفتگو کر کے اختلافات ختم کرنے کا شوق اور جذبہ کیوں نہیں؟

☆ قلمکاری کا دھونس جما کر جماعت اہلسنت میں انتشار وافتراق کا ماحول پیدا کرنے کی خباثت کرنے والے مصباحی صاحب کو بار بار کہا گیا کہ وہ بریلی شریف آئیں یا بریلی شریف سے کسی کو دہلی بلائیں، لیکن ابتک اس کا کوئی جواب نہیں، آخر کیوں؟؟

☆ کہیں ایسا تو نہیں کہ انکے بریلی شریف آنے سے روافض وخوارج، طاہری شاکری، پادری، عطاری ناراض ہو جائیں گے اور انکی طرف سے ملنے والی مدد بند ہو جائے گی؟؟

مصباحی صاحب پہلے ان سوالوں کا جواب دیں، پھر علمائے اہلسنّت کے سلسلے میں کلام کریں، اگر ملت کا ذرا بھی درد ہوتا تو ضرور مذکورہ باتوں پر سنجیدگی کے ساتھ سوچتے اور فلاح امت کے لئے اقدام کرتے، مگر کیا کریں کہ ان میں درد امت ہے ہی نہیں۔

کان کھول کر سن لیں!!!

☆علما وعوام اہلسنّت کو بیوقوف نہ سمجھیں۔

☆تمام علما کو عبید اللہ اعظمی اور مولانا ادریس بستوی مولانا عبد الحفیظ جیسا دریدہ دہن اور اپنے بڑوں کا گستاخ نہ سمجھیں۔

☆ چند نابالغ اور نوخیز چراغیوں کے علاوہ کوئی اسلام پسند ان خرافات شنیعہ کا ہم نوا نہیں ،فکر و دانش اور جدید تحقیق کی آڑ میں سنیوں کو زیادہ دنوں تک آپ بیوکوف نہں بنا سکتے۔

☆ علمائے حق و عوام اہلسنّت کے دلوں میں مجدد اعظم سرکار اعلیٰ حضرت رہتے ہیں۔

☆ علمائے حق و عوام اہلسنّت دور حاضر میں اپنا قائد، پیشوا اور امیر سرکار تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ ہی کو مانتے ہیں۔

☆ علمائے حق و عوام اہلسنّت نے عمارتوں کی بنیاد پر بریلی کو مرکز نہیں مانا، بلکہ سرکار اعلیٰ حضرت وسرکار مفتی اعظم کی ذات کی بنیاد پر مرکز مانا ہے۔

☆ علمائے حق و عوام اہلسنّت حضور تاج الشریعہ کو قاضی القضاۃ اور حضور محدث کبیر کو نائب قاضی القضاۃ تسلیم کرتی ہے اور انہیں کے قول کو مشعل راہِ نجات سمجھتے ہیں۔

☆ علمائے حق و عوام اہلسنّت بریلی شریف شرعی کونسل کے فقہی سیمینار کے فیصلے کو ہی لائق اعتبار تسلیم کرتے ہیں۔

☆ علمائے حق و عوام اہلسنّت اسی تحقیق کو مانتے ہیں، جو فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں کی جاتی ہے۔ کسی اختلاف پسند مفتی کی فتنہ انگیز تحقیق کو نہیں۔

☆ علمائے حق و عوام اہلسنّت کو مزید مسائلِ جدیدہ کے نام پر کسی مجوّزِ مسائلِ فاسدہ مفتی کی ضرورت نہیں۔

☆ علمائے حق و عوام اہلسنّت ایسے قلم کار کو اپنا تسلیم کرتی ہے، جس کے قلم میں مسلک اعلیٰ حضرت کی ترجمانی نظر آتی ہو۔

☆ علمائے حق و عوام اہلسنّت یٰسین اختر ندوی مصباحی ، خوشتر جیسے بدتر اور ذیشان جیسے آوارہ ذہنیت کے حامل قلم کاروں کو صلح کلیوں کا نمائندہ مانتے ہیں۔

مولانا یٰسین اختر مصباحی آپ کیا مسلک اعلیٰ حضرت کی بات کریں گے آپ کی شبیہ ابتر ہو چکی ہے، پہلے اسے سدھارنے کی فکر کریں!

اپنے اسٹیجوں پر وہابیوں صلح کلیوں کو بلانے اور انکے اسٹیجوں پر بے دھڑک جا کر آپ کون سے مسلک اعلیٰ حضرت کی ترجمانی کر رہے ہو؟؟

اسلاف کرام کی مثال دینے یا ان کو دلیل میں لانے سے پہلے ان کی سیرت کو تو اپنائیے اور اپنے اندر تصلب پیدا کیجئے!!!

کہاں یہ اسلاف کرام حجۃ الاسلام، مفتی اعظم، ملک العلما، صدر الشریعہ، علامہ سید سلیمان اشرف بہاری، برہان ملت، مجاہد ملت، حافظ ملت، پاسبانِ ملت اور علامہ ارشد القادری رحمھم اللہ اور کہاں آپ!

تعجب ہے آپکی حماقت پر! تعجب ہے آپکی حمایت کرنے والوں پر!

یہ ہمارے وہ اسلاف ہیں، جن کے نقوشِ قدم ہمارے لئے راہ ہدایت اور نجات اخروی کے سامان مہیا کیئے، انہوں نے کبھی بھی حالات سے سمجھوتہ نہیں کیا اور نہ ہی کبھی غیر کے ماحول میں ڈھلے بلکہ ہر جگہ اعلان حق بلاخوف وخطر فرمایا کیئے۔

ممبئ کا ہی واقعہ ہے، مستان تالاب میں مسلم پرسنل لاء بورڈ کے زیر اہتمام منعقد ایک جلسہ میں جہاں مختلف مکتبۂ فکر کے لوگ شریک تھے، برہان ملت جب مائک پر آئے، تو آپ نے مائک تھام کر برملا یہ اعلانِ حق فرمایا کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہمارا ان بدمذہبوں یعنی وہابیوں رافضیوں سے اتحاد ہو گیا، نہیں بالکل نہیں، ہم نے ان کو ان کے عقائد باطلہ کے سبب کافر و مرتد جانا مانا ہے اور جب تک یہ اپنے انہیں عقائد پر رہیں گے ہم ان کو کافر و مرتد جانتے مانتے اور کہتے رہیں

گئے۔

صرف ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ حجاز مقدس میں بھی جا کر حق کا اظہار فرماتے تھے چنانچہ مجاہد ملت کا واقعہ ہے کہ جب آپ کو حجاز مقدس میں نجدیوں نے گرفتار کیا اور پوچھا کہ آپ ہمارے امام کی اقتدا کیوں نہیں کرتے ؟ تو اس وقت مجاہد ملت نے کسی مصلحت سے کام نہ لیا، بلکہ آپ نے حق واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اس لئے اس امام کی اقتدا میں نماز ادا نہیں کرتا ہوں کہ یہ امام حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ، علم غیب اور وسیلہ وغیرہ کا منکر ہے اور اس کا انکار کرنے والا کافر ہے، **لہٰذا ایسے کافر و مرتد امام کی اقتداء جائز نہیں اس لئے حبیب الرحمٰن ایسے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا** اور جب قاضی کے سامنے آپ کو پیش کیا گیا، تو آپ اس نجدی قاضی کے سامنے بلاخوف وخطر اس کے ہر سوال کا جواب دیتے رہے، **یہاں تک کہ اس نجدی قاضی کو آپ نے لاجواب کردیا۔** (سبحان اللہ)

اس طرح کی بہت ساری مثالیں موجود ہیں مگر مصباحی صاحب آپ کا حال کچھ اس طرح ہے کہ ع دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے۔

مصباحی صاحب اگر آپ ان کی مثال دیتے ہیں اور ان کے نقوش راہ پر چلنے کا دعویٰ کرتے ہیں تو کیوں نہیں اپنے اسٹیجوں پر وہابیوں دیوبندیوں کی موجودگی میں ان کے کفر وارتداد کا اعلان کرتے ؟ کیسے کریں گے؟ تصلب نام کی چیز تو ہے ہی نہیں۔

جو خود کو سنی کہلاتا ہو اور وہابیوں، غیر مقلدوں اور صلح کلیوں کی دعوت بھی شوق سے کھاتا ہو تو اس سے اس طرح کے اعلان حق کی امید بھی نہیں کی جاسکتی !!!

ہمارے وہ اسلاف کرام تھے جنہوں نے ہرجگہ چاہے اپنوں میں ہوں یا بیگانوں میں، اعلان حق فرما کر اپنے فریضے کو بخوبی انجام دیا اور اپنے مسلک کا کبھی کسی حال میں سودا نہیں کیا، لیکن مولانا یٰسین ندوی مصباحی صاحب کے زبان وقلم کا حال یہ ہے کہ **عطاری مال ملے تو عطاری بولی وہابی مال ملے تو وہابی بولی یعنی جیسا مال ویسی بولی۔**

☆☆☆☆

--------آلِ رسول اور عالمِ دین کی توہین--------

مولانا یٰسین اختر ندوی مصباحی کی شرارتیں اور فتنہ انگیزیاں اور گستاخیاں ایں جا رسید کہ اب تک تو صرف علمائے اہلسنت اور مراکز اہل سنت کی تنقیص وتنقید تک محدود تھیں، لیکن اب سادات کرام کو بھی اپنا نشانہ بنا کر ان کی تنقیص شان میں اپنا ''آوارہ قلم'' چلانے کی جسارت کر رہے ہیں اور گستاخی کر کے اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔

''فتنہ انگیز، صلح کلّیت نواز'' اپنی کتاب **''عرفان مذہب ومسلک''** میں لکھتے ہیں کہ:

''چنانچہ ابھی نومبر ودسمبر ۲۰۱۳ء میں بمبئی کے اندر ایسے ہی کچھ افراد نے منصوبہ بند طریقے سے پے در پے متعدد اجلاس کرائے، جس کے ایک جلسے میں ایک **''مولوی''** نے اپنی تقریر میں اشرفیہ مبارک پور کو چندہ نہ دینے کی عوام سے اپیل کی، جس کی تردید **''اگرچہ اسی طرح کے دوسرے جلسے میں ہوگئی''** مگر اس تردید کے باوجود، دو ایک روز کے بعد اسی طرح کے جلسے میں ایک **''دوسرے مولوی''** نے اپنی تقریر میں یہ ''جاہلانہ فتویٰ دے ڈالا'' کہ اشرفیہ مبارک پور کو چندہ دینا ناجائز وحرام

ہے''۔۔(عرفان مذہب ومسلک، طبع جدید، ص:۱۱۰)

نوٹ: اگر یہ ظاہر کردیتے کہ چندانہ دینے کا فتوی کس نے دیا اور تردید کس نے کی تو مصباحی صاحب کا نکاح نہیں ٹوٹ جاتا ہاں! جناب کو غلط پروپیگنڈہ کا فائدہ نہیں ملتا۔

مذکورہ تحریر میں جماعت اہلسنت کے باوقار عالم دین اور جامعہ اشرفیہ کے قدیم اور وفادار فارغ التحصیل پاسبان شریعت حضرت علامہ سید حسینی میاں اشرفی مصباحی صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی ذات کونشانہ بیانا گیا ہے اوراس میں لفظ' مولوی (بطور تنقیص)' لکھا گیا اور ان کے دیئے ہوئے بیان کو جاہلانہ فتویٰ' کہا گیا، جس سے ان کی تنقیص ہوتی ہے، جب کہ سرکار اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتاویٰ رضویہ میں تحریر فرماتے ہیں:

''سید سنّی المذہب کی تعظیم لازم ہے، اگرچہ اس کے اعمال کیسے ہی ہوں ان اعمال کے سبب ان سے تنفّر نہ کیا جائے، نفس اعمال سے تنفّر ہو، بلکہ اس کے مذہب میں بھی قلیل فرق ہو کہ حد کفر تک نہ پہنچے، جیسے تفضیل تو اس حالت میں بھی اس کی تعظیم سیادت نہ جائے گی''۔(فتاویٰ رضویہ، جلد۲۲، ص:۴۲۳)

سرکار اعلیٰ حضرت دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ:

''سادات کرام کی تعظیم ہمیشہ، جب تک ان کی بدمذہبی حد کفر کو نہ پہنچے کہ اس کے بعد وہ سید ہی نہیں نسب منقطع ہو گیا۔(ایضاً، ص:۴۲۱)

نیز حضرت حسینی میاں ایک باوقار عالم دین بھی ہیں اور عالم دین کی توہین کا حکم کیا ہے، وہ ندوی مصباحی جی فتاویٰ رضویہ میں پڑھ لیں۔

او۔ھـــــــو......معاف کیجئے گا، بصارت تو محفوظ ہی نہیں، کیسے

پڑھیں گے!!......خیر کسی سے پڑھوا کر سن لیں۔

میں ندوی مصباحی صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں سید صاحب کو بجائے 'جاہل' یا 'مولوی' یا اس طرح کے دیگر کلمات کہنے کے ان سے بیان کے متعلق پوچھا کیوں نہیں؟؟

سید حسینی صاحب نے جو بیان دیا ہے وہ یقیناً شریعت کی روشنی میں دیا ہے، کیوں کہ حضرت سید حسینی میاں اہلسنت کے ایک ذمہ دار عالم دین ہیں۔ ان کے سامنے کچھ وجوہات ہوں گی جو چندہ دینے سے مانع رہی ہوں گی۔ اور یہ بھی ہے کہ جس ادارے کے ذمہ دار افراد اپنی ساری کوشش بزرگوں کے خلاف صرف کر رہے ہیں، اور اکابر کے مجمع علیہ فتویٰ کی تحریراً و تقریراً تردید کر رہے ہیں، تو ایسے ادارے میں چندہ کس لیے دیا جائے؟؟

لیکن اس بیان سے متعلق نہ پوچھنا اور انکے خلاف لکھ مارنا یقیناً یہ ایک سنگین جرم اور ایک سید زادے اور باوقار سنّی عالم دین کی توہین ہے۔ اور اس کا انجام مولوی یٰسین ندوی مصباحی کو بہت اچھی طرح سے معلوم ہے اور اگر معلوم نہیں ہے تو عنقریب معلوم ہو جائے گا۔

اور ان ایمان افروز اجلاس کو جو کہ جماعت رضائے مصطفیٰ کے زیر اہتمام منعقد کیے گئے جس میں جانشین حضور مفتی اعظم وارث علومِ امام احمد رضا سرکار تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ نے خود شرکت کی، اسے اپنے خیال فاسد سے یٰسین ندوی مصباحی کہتے ہیں کہ یہ اشرفیہ کے خلاف منصوبہ بند اجلاس تھے، اس طرح کی خرافاتی باتیں تحریر کر کے یہ سیدھا کس کی طرف اشارہ کر رہے ہیں اور کس ذات کو نشانہ بنا رہے ہیں یہ ہر ذی شعور سنّی اچھی طرح سمجھتا ہے۔ ان ندوی مصباحی کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ہمارے ہر جلسے مخالفین مسلک اعلیٰ حضرت سے اپنی قوم کو آگاہ

کرنے کے لیے ہی ہوتے ہیں۔

ایسے ندوی مصباحی کے خیال سے کون متفق ہیں ہم بخوبی جانتے ہیں، اس فتنۂ اکبر کو بہت جلد ان کے آقاؤں کے حشر جیسا انجام بھگتنا پڑیگا۔

فتنہ انگیز ''عرفانِ مذہب ومسلک، طبع جدید'' میں موجود خرافاتی تحریروں کا ہم قسط وار آپریشن کریں گے۔ انتظار کیجئے!

ایسے نازک، پُرخطر اور سنگین حالات میں ربِّ قادر وقیوم، مسلمانانِ اہلِ سُنّت کو تخریب کارانہ ذہنیت اور تخریب پسند عناصر سے محفوظ و مامون رکھے اور فلاح سنیت وتحفظِ اہلسنت وجماعت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کی توفیقِ رفیق عطا فرمائے۔ اور ایسے فتنہ انگیزوں اور شریروں سے مسلک اعلیٰ حضرت کی حفاظت فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سید محمد ہاشمی رضوی، پھول گلی، ممبئی ۳

کلک رضا فاؤنڈیشن، اندھیری۔

9619197521

مورخہ: ۱۴ر جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ/مطابق ۱۶ر مارچ ۲۰۱۴ء بروز یکشنبہ۔

B/5

مکتوب گرامی

حضور محدث کبیر شہزادۂ صدر الشریعہ علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ صاحب قادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

دعوت اسلامی کے امیر مولانا الیاس عطار صاحب نے اس مضمون کا ایک مکتوب شائع فرمایا ہے کہ انہوں نے دعوت اسلامی کی تاسیس سے پہلے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے فتاویٰ میں بد مذہبوں کے جو احکام پڑھے تب سے وہ بد مذہبوں کے پیچھے نماز پڑھنا حرام سمجھتے ہیں، پھر انھوں نے حلف کے تین الفاظ کے ساتھ یہ لکھا کہ ''دیدہ ودانستہ میں نے کسی بد مذہب کی اقتدا میں جائز سمجھ کر ایک بار بھی نماز نہیں پڑھی''۔ پھر انھوں نے بعد کی سطر میں یہ لکھا کہ وہ اس بات پر سخت دل گرفتہ ہیں کہ بد مذہبوں کی اقتدا کی اجازت طلب کرنے کا ان پر الزام لگایا گیا ہے۔ مدعی پر گواہی ضروری ہے ورنہ میں قسم کھا کر اس لازام سے بری ہو چکا۔

عطار صاحب کے اس بیان پر مجھے سخت حیرت ہے کہ انھوں نے بیان عام تو دے دیا مگر مجھ سے اس سلسلے میں کوئی رابطہ نہ کیا نہ گواہی طلب کی بلکہ اس واقعہ کا نہ انکار کیا نہ انکار پر قسم کھائی اور قسم کھائی بھی تو نماز نہ پڑھنے کی نہ کے دیوبندیون کے اقتداء میں نماز کی اجازت طلب کرنے پر مولانا کے اس مکتوب پر کچھ کلام پیش خدمت ہے۔

ا۔ تقریبا پچیس سال پہلے کراچی میں حاجی جمال گونڈل والے کے مکان پر مولانا الیاس صاحب مجھ سے ملاقات کو آئے تنہائی میں ملاقات کی فرمائش کی۔ انتظام کیا گیا۔ آپ اور آپ کے باڈی گارڈ سید غلام عبد القادر اور میں ایک جگہ بیٹھے، کوئی تیسرا نہ تھا۔ مجھ سے سوال کے لئے دونوں آپس میں ایک دوسرے پر ٹالتے رہے۔ بالآخر سید غلام عبد القادر نے مجھ سے کہا کہ آپ ہمیں اس بات کی اجازت دیں کہ تبلیغی ضرورت کے لئے ہم لوگ دیوبندی امام کے پیچھے نماز پڑھ لیں کہ اس کے بغیر تبلیغ ممکن نہیں۔ میں نے انھیں منع کیا مگر وہ اصرار کرتے رہے، تو میں نے سخت لہجہ میں ان سے کہا کہ اشاعت دین کے لئے حرام اور کفر کا راستہ اختیار کرنے کی اجازت

نہیں۔اس پر مولانا الیاس نے سید صاحب کو اصرار کرنے سے روکا۔۔۔۔۔۔ایک طرف مولانا تنہائی ضروری سمجھتے ہیں اور دوسری طرف گواہی کا مطالبہ بھی فرماتے ہیں۔میری طرف سے ان کو ہدایت ہے کہ آئندہ علمائے اہل سنت سے تنہائی میں سوالات نہ کیا کریں۔

۲۔ ۱۹۹۵ء میں حج کے چار روز بعد آپ نے ہوٹل الکعکی میں مجھ سے چند احباب کی موجودگی میں نصیحت کی فرمائش کی۔میں نے ان سے کہا کہ کئی باتیں آپ سے کہنی ہیں مگر اس وقت تین باتیں کہوں گا۔ان میں سے پہلی بات یہ ہے ''میں نے سنا ہے کہ آپ نجدی اماموں کے پیچھے نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اگر ایسا ہے تو باز آئیں اور استغفار کریں''۔

مولانا الیاس صاحب نے جواب دیا کہ ''اس رمضان تک حج وعمرہ کے موقع پر میں ان کے پیچھے پڑھ لیتا تھا لیکن اسی رمضان میں مفتی عبدالحلیم صاحب ناگپوری نے مجھے منع کیا اور بتایا کہ ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی تب سے میں نے چھوڑ دیا''۔میرا سوال یہ ہے کہ کیا اس وقت تک آپ کو اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ پر عمل کرنے کا شوق نہ تھا؟ یا ان نجدی اماموں کی بدمذہبی سے آپ ناواقف تھے؟ اگر یہ سبب نہ تھا تو آپ کی قسم کا کیا حکم ہے؟ اس واقعہ سے انکار کی صورت میں آپ بمبئی میں کسی عالم کو مقرر کر دیں میں انشاءاللہ ان کے سامنے شہادتیں حاضر کر دوں گا۔

۳۔آپ نے بدمذہبوں کے پیچھے جائز سمجھ کر نماز نہ پڑھنے کی قسم ذکر کی ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ ناجائز سمجھ کر نماز پڑھ لیتے ہیں۔

۴۔آپ پر اور آپ کے باڈی گارڈ پر یہ اعتراض ہے کہ آپ کے حکم سے دیوبندیوں کے پیچھے نماز کی اجازت طلب کی گئی،اس سے نہ آپ نے انکار کیا نہ انکار پر قسم کھائی تو آپ نماز نہ پڑھنے کی قسم کھا کر طلب اجازت کے الزام سے کیوں کر بری ہو گئے؟ وہ بھی بے مطالبہ کہ قسم سے ۔مناسب ہے کہ مولانا اپنی دل گرفتگی کے علاج کے لئے کسی کثیر الفتویٰ صاحب تقویٰ عالم دین سے مراجعت کریں۔وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد والہ وصحبہ وسلم۔

قادری منزل گھوسی
بقلم مقصود اختر قادری

فقیر ضیاء المصطفیٰ قادری غفرلہ
۲۵ ربیع الآخر ۱۴۳۵ھ

عالمِ اسلام کی بلند رتبہ شخصیت محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قادری سے جماعت کے اہم مسائل پر مولانا انیس عالم سیوانی کی بات چیت

عالم اسلام کی بلند رتبہ شخصیت، پیشوائے اہلسنت، شہزادۂ صدر الشریعہ محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قادری کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں، برصغیر میں جماعت علمائے اہل سنت میں علمی اعتبار سے مشہور، معتمد عالم دین ہیں، موجودہ زمانے کے بیشتر علما، فضلا، فقہا آپ کے شاگرد ہیں یا پھر آپ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں، زمانۂ ماضی قریب کے زیادہ تر اساتذہ اور فقہا آپ کے والد گرامی حضور صدر الشریعہ کے شاگرد تھے، محدث کبیر کا پایۂ علمی بہت بلند آپ کی شخصیت اہل سنت میں لائق اعتبار، آپ کے فیصلوں اور فتووں پر جماعتی فیصلوں کا انحصار اسی کے ساتھ آپ کے مخالفین اور حاسدین کی بھی کمی نہیں، ۲ رشوال ۱۳۵۴ھ موافق ۲۷/ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو پیدا ہوئے، جامعہ عربیہ ناگپور اور دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور سے تعلیم حاصل کی، ۱۳۷۷ھ میں مبارکپور سے فراغت ہوئی، فراغت کے بعد دو سال تک مزید صدرا، شمس بازغہ، تلویح مسلم الثبوت، قاضی مبارک، شرح موافق، امور عامہ مع حواشی زاہدیہ وغیرہ کا درس خصوصی طور پر حافظ ملت سے لیا۔ آپ کے اساتذہ میں حافظ ملت، حافظ عبد الرؤف بلیاوی، مولانا محمد سلیمان بھاگلپوری، مولانا غلام آسی پیا، علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی، علامہ غلام جیلانی وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

دارالعلوم اہل سنت شمس العلوم گھوسی سے ۱۸ / مئی ۱۹۵۹ء میں تدریس کا آغاز کیا اس کے بعد مدرسہ صدیقیہ فرفرہ ہگلی، جامعہ فیض العلوم جمشید پور پھر حضرت علامہ حافظ عبد الرؤف بلیاوی صاحب کے انتقال کے بعد ۱۹۷۲ء سے اشرفیہ مبارک پور میں حافظ ملت نے اپنے اختیار سے تقرر فرمایا، طالب علمی اور تدریس کے ایام

میں حافظ ملت کے ساتھ ہی قیام رہتا تھا۔ ۱۳۶۸ھ میں سرکار مفتی اعظم کے دست حق پرست پر بذریعہ مراسلت بیعت ہوئے۔ سرکار مفتی اعظم، مجاہد ملت، حافظ ملت اور مفتی اعظم کانپور وغیرہ سے خلافتیں حاصل ہوئیں۔

مذہب و مسلک کے تئیں ہمیشہ وفادار رہے، مسلک اعلیٰ حضرت کے جانثاروں کے سالارِ اعظم اور پیش رو کی حیثیت سے پوری دنیائے سنیت میں متعارف ہوئے، فقیہ اسلام، جانشین مفتیِ اعظم علامہ شاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری مدظلہ العالی کے معتمد خاص ہیں۔ مولانا انیس عالم سیوانی نے جماعت کے سلگتے ہوئے مسائل پر آپ سے بات کرنے کی کوشش کی۔ ذیل میں ہم افادۂ عام کے لئے مولانا سیوانی کے سوالات اور محدث کبیر کے جوابات پیش کر رہے ہیں۔

رحمت اللہ صدیقی

سوال: پہلا سوال یہ ہے کہ اس وقت آپ کی عمر تقریباً اسّی کو پار کر چکی ہے اس عمر میں آپ کیسا محسوس کر رہے ہیں؟

جواب: ہماری عمر کے بہت سارے لوگ اللہ کو پیارے ہو گئے اور بہتوں کی حالت قابل رحم ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کا کرم ہے کہ میں اب بھی اپنا کام خود کر لیتا ہوں، تنہا سفر کر لیتا ہوں، بصارت، سماعت اور عقل کام کرتی ہے ہاں یہ ہے کہ اب تکان کا احساس ہوتا ہے لیکن جسم کو آرام پہنچانے کے مقابلے میں سوچتا ہوں کہ جس لائق ہوں جو کچھ ہوسکتا ہے دین کے لئے کرتا رہوں اس لئے کہ ہمارے استاذ گرامی حضور حافظ ملت فرماتے تھے کہ زمین کے اوپر کام اور زمین کے نیچے آرام اسی فارمولے کو میں نے اپنے لئے پسند کیا ہے۔ دور دراز کے تھکا دینے والے سفر کے بعد بھی الحمد للہ عموماً کھڑے ہو کر تقریر کر لیتا ہوں، مسلسل کئی کئی دن کے سفر اور شب بیداری کے باوجود جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی میں تدریس کی ذمہ داری بھی انجام دیتا ہوں مولیٰ عز و جل کا خاص احسان اور اعلیٰ حضرت و مفتی اعظم کی سچی پیروی اور عقیدت کا صدقہ

ہے کہ دماغ اور زبان پہ عمر اور ضعف قوی کا اثر نہیں ہے جو بولتا ہوں، بیان کرتا ہوں یا لکھواتا ہوں بفضلہٖ تعالیٰ و بکرمہ حبیبیہ الاعلیٰ زیادتیٔ عمر کی خطاؤں سے محفوظ پاتا ہوں، ابھی تک اس طرح کی نوبت نہیں آئی کہ اپنے بیان و درس یا فتوؤں سے رجوع کی ضرورت پیش آئی ہو۔

سوال: آپ کی پوری زندگی پڑھتے پڑھاتے گذری ہے پہلے اور اب میں آپ کوئی فرق محسوس کرتے ہیں؟

جواب: ۶/۷۵ سال کا عرصہ مجموعی طور پر پڑھنے پڑھانے اور تقریباً ۵۸ سال درس دیتے گذرا اتنے عرصے میں اب یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے کہ فرق پڑا یا نہیں یہ بخوبی آپ لوگ بھی اپنے طور پر محسوس کرر ہے ہونگے۔ بہر حال اپنا تجربہ تو یہی کہتا ہے کہ ہمیشہ ہی پہلے کے مقابلے میں بعد والوں میں تبدیلیاں پیدا ہوئی ہیں، جو کچھ اعلیٰ حضرت کے دور میں تھا مفتیٔ اعظم کے دور میں نہیں رہا جو کچھ حافظ ملت کے زمانے میں تھا بعد والوں میں نہ رہا اور ادھر دس پندرہ سالوں میں تو جو انقلاب برپا کیا گیا ہے اس سے ایسا اندازہ ہوتا ہے کہ استاذ شاگرد اور پیرو مرید کا فرق ہی ختم ہو گیا۔ پہلے تلامذہ اساتذہ کو اور مریدین پیران طریقت کو اپنا رہنما جانتے بھی تھے اور مانتے بھی تھے لیکن اب تو ایسا لگ رہا ہے کہ استاذوں کو شاگردوں سے سبق لینا ہوگا اور پیروں کو مریدوں کا شجرہ پڑھنا پڑے گا۔

سوال: آخر ایسا کیوں اس بدلاؤ کا سبب کیا ہے؟

جواب: درحقیقت یہ دور انحطاط ہے، علم ہے روح علم نہیں ہے، ہر چیز میں روزی روٹی اور دنیاوی فائدے کی بات پہلے آدمی سوچ لیتا ہے جبکہ پہلے لوگ مدرسوں میں دین سیکھنے سکھانے کے لئے آتے تھے، اب اساتذہ طلبہ اور منتظمین کے سوچنے کا انداز بدل گیا ہے۔

سوال: موجودہ وقت کے بیشتر اساتذہ، علما اور مفتیان کرام آپ کے پڑھائے

ہوئے ہیں اور اس سے پہلے کہ اکابر اساتذہ وفقہا آپ کے والد گرامی حضور صدر الشریعہ کے شاگرد تھے اس سلسلے میں کچھ روشنی ڈالیں؟

جواب: اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے مستفدین میں میرے والد گرامی حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ حکیم محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ تدریس وافتا میں نمایاں اور ممتاز مقام رکھتے تھے، آج ہندو پاک میں مدارس اہلسنت کے جو اساتذہ ہیں بلا شبہ ان میں بیشتر والد گرامی کے سلسلۂ تدریس کے فیض یافتہ ہیں ہندوستان میں شیر بیشۂ سنت مولانا حشمت علی خاں لکھنوی، مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اڑیسوی، ہمارے مربی حضور حافظ ملت مولانا شاہ عبد العزیز مراد آبادی، صدر العلما علامہ غلام جیلانی، محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد لائلپوری جیسے اکابرین حضور صدر الشریعہ کے خوان علم وفضل سے فیضیاب ہوئے اور آج ہندو پاک کے زیادہ تر مدارس میں انہیں کا فیض جاری و ساری ہے۔ یہ سبھی حضرات اپنے اساتذۂ کرام کے نہایت درجہ چاہنے والے اور فرما بردار تھے ان میں سے کسی نے شاید یہ سوچا بھی نہیں ہوگا کہ ہمیں اپنے بزرگوں سے اختلاف کرنا ہے اور یہ تو بعد والے ہیں، خود صدر الشریعہ، حجۃ الاسلام، سرکار مفتی اعظم، صدر الافاضل، محدث سورتی، محدث اعظم، ملک العلما، علامہ سید سلیمان اشرف بہاری جیسے اہل علم کو جرأت نہیں ہوسکی کہ اعلیٰ حضرت کی کسی تحقیق کے مقابلے میں اپنی تحقیق کی تحریک چلائیں اور اسی پر آج سے پندرہ بیس سال پہلے تک علما کا عمل رہا لیکن وہ سارے دستور اب اوراق پارینہ بنتے جارہے ہیں۔ اب تو ڈر لگتا ہے کسی کو شاگرد کہتے ہوئے اسی لئے میں شاگردوں پر احسان جتانے یا یہ بتانے سے کہ فلاں فلاں میرے شاگرد ہیں بہتر سمجھتا ہوں اپنے استاذوں کا ذکر کرنا۔

سوال: آپ کے پڑھائے ہوئے لوگ اور جن پر آپ نے احسان کیا وہی لوگ آپ کی مخالفت کررہے ہیں اس کا کیا یہ مطلب سمجھا جائے کہ اب استاذ اور شاگرد

کا رشتہ کمزور پڑتا جا رہا ہے۔

جواب: پہلی بات تو یہ کہ میں نے یہ سوچ کر کبھی نہ کسی کو پڑھایا اور نہ احسان کیا کہ مجھے دنیا میں اس کا وہ کوئی بدلہ دیں، جہاں بھی رہے طالب علم کو طالب علم سمجھا، پڑھانا اپنا کام تھا وہ کر دیا کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی طالب علم کے پیچھے لگیں اور اس پر اپنا حق جتائیں یا کسی پر دباؤ بنائیں کہ تم ہمارے لئے یہ کام کرو، ہاں! یہ درست ہے کہ بہت سارے لوگ جن کو احسان مند ہونا چاہئے تھا وہ سرِ عام میری مخالفت کرتے ہیں، بعض اتنے جرأت مند ہیں کہ گالیاں دیتے ہیں حالانکہ اگر میں ان کی عیب پوشی نہ کیا ہوتا اور درگذر سے کام نہ لیا ہوتا تو آج وہ در بدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہوتے۔ اب اساتذہ کی قدر کم ہوگئی ہے چونکہ اساتذہ کی جگہ بزنس مین اور منصوبہ بنانے والے، گروپ بندی کرنے والے لوگ اس شعبے میں داخل ہو گئے ہیں۔

سوال: کیا وجہ ہے کہ آپ اپنی باتوں اور تقریروں میں جتنا تذکرہ اپنے والد کا نہیں کرتے اس سے زیادہ حافظ ملت کی بات کرتے ہیں؟

جواب: چونکہ آج ہم جو کچھ ہیں اس میں بہت بڑا عمل دخل حضور حافظ ملت کا ہے، حضور صدر الشریعہ کا فیض اور فیض اعلیٰ حضرت مجھے اپنے استاذ سے ملا ہے، صدر الشریعہ کا انتقال میری نو عمری ہی میں ہو گیا تھا جس وقت میری عمر بمشکل ۹/۸ سال رہی ہوگی صدر الشریعہ کا انتقال ہو گیا، حضور حافظ ملت نے بیک وقت والد کا بھی حق ادا کیا، استاذ کا بھی اور اخیر میں اپنے مدرسے میں تقرر کرنے تک انہیں کا احسان ہے، میرے اشرفیہ میں مدرس بننے کے کئی لوگ مخالف تھے اس کے باوجود حضور حافظ ملت نے اپنے اختیار سے مجھے مدرس اور اپنا نائب بنایا اپنی عدم موجودگی میں بخاری شریف کا درس دلواتے جب میں نے عرض کیا بخاری میں اس شرط پر پڑھاؤں گا کہ حضور جب سفر سے واپس آئیں تو میرے پڑھائے اسباق کو دوبارہ طلبہ کو پڑھا دیں تو آپ نے فرمایا کہ ہاں ہاں مجھے معلوم ہے کہ فاسق کی اقتدا میں پڑھی گئی نماز کا

اعادہ لازم ہے۔ حضور حافظ ملت ہی کی قیام گاہ پر میرے رہنے کا انتظام تھا، میرا اپنا ماننا ہے کہ حضور حافظ ملت کے تلامذہ اور اہل عقیدت بہت تھے اور سب پر کرم فرماتے تھے لیکن مجھ بے نوا پر آپ کا خاص کرم تھا۔

سوال: آپ کے مخالفین کہتے ہیں کہ بریلی کا نام آپ اس لئے لیتے ہیں تا کہ آپ کا پلڑا بھاری رہے اور منفعت حاصل ہوتی رہے۔

جواب: یہ سراسر الزام اور بیہودہ بکواس ہے بریلی سے ہمارا رشتہ ایمان اور عقیدے کی بنیاد پر ہے۔ اعلیٰ حضرت نے ہم سنیان ہند و پاک کے عقیدے کی جس طور پر حفاظت فرمائی اور بد مذہبوں کی بد مذہبی سے آگاہ کیا اسے کوئی حلالی اور اصلی سنی تا قیام قیامت بھول نہیں سکتا۔ آج کئی مولوی مولانا تحقیق اور مدرسے، خانقاہ کے نام پر اعلیٰ حضرت اور بریلی کے خلاف تحریک چلا رہے ہیں یہ لوگ اپنے اساتذہ، مشائخ اور مسلک کے مخالف ہیں اُن کی پوری کوشش ہے کہ تمام علما کو بریلی شریف سے دور کر دیں میرے والد گرامی حضور صدر الشریعہ اور استاذ حضور حافظ ملت ہمیشہ بریلی کے ہو کر رہے انہیں کہ طریقے پر میں ہوں، میرے پیر و مرشد حضور مفتیِ اعظم ہیں، میں اپنے پیر والد اور استاذ کی مخالفت کیسے گوارہ کرسکتا ہوں اور اسی نسبت کی بنیاد پر میں اپنے مرشد برحق کے سچے جانشین حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری میاں کا احترام کرتا ہوں، رہ گئی بات روزی روٹی کی تو بلا شبہ ہم لوگ بزرگوں ہی کے طفیل رزق پاتے ہیں لیکن جو لوگ یہ الزام مجھ پر دھرتے ہیں ان کی روزی روٹی کیسے چلتی ہے، اس زمین پر اگر وہ روزی پا سکتے ہیں تو الحمد للہ میں ہر اعتبار سے کم از کم بہ لحاظ اسباب کے ان لوگوں سے بہتر ہوں وہ رزاق کریم کیا مجھے روزی نہ عطا فرمائیگا، یہ الزام وہ لوگ دیتے ہیں جو بے زبان ہیں، جن پر اگر میں نے احسان نہ کیا ہوتا تو نہ معلوم ان کا کیا حال ہوتا۔

جن پتھروں کو ہم نے عطا کی تھی زندگی

جب بولنے پہ آئے تو ہمیں پہ برس پڑے

سوال: مولانا یٰسین اختر نے ایک جگہ ذکر کیا ہے کہ آپ نے بریلی کو مرکز کی بجائے فریق بنادیا۔

جواب: یہ بالکل غلط ہے اور نیا حیلہ بہانہ ہے میں نے بریلی شریف کو ہمیشہ اپنا مرکز مانا ہے اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ میں نے بریلی کو مرکز اور فیصل سے فریق بنادیا وہ کیسے ثابت کریں گے حالانکہ الزام تراشی کرنے والے صحیح العقیدہ سنیوں کو فریب دینے کے لئے بریلی کا نام لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم لوگ بھی مفتی اعظم اور تاج الشریعہ کے مرید و خلیفہ ہیں اور ان کو فیصل مانتے ہیں۔
سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ لوگ کیسے مرید و خلیفہ ہیں کہ اپنے مرشد بیعت و اجازت کے خلاف نت نئی تحریکیں چلا رہے ہیں، مرکز اور تاج الشریعہ کو بدنام کرنے کے لئے طرح طرح کے حربے استعمال کر رہے ہیں اگر واقعی وہ لوگ بریلی کو مرکز اور حضور ازہری میاں کو فیصل مانتے تو ان کی اطلاع کے بغیر پورے ملک میں قاضیوں کی تقرری کا منصوبہ کیسے بناتے۔ اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم کے فتووں کے خلاف فتوی کیسے صادر کرتے، حضور ازہری میاں کی کتاب آجانے کے بعد چلتی ٹرین میں فرض و واجب نماز کے جائز و درست ہونے کی تحریک کیوں چلاتے، درحقیقت میں نے حضور ازہری میاں صاحب کو فریق نہیں بنایا بلکہ یہ لوگ بریلی کی حیثیت عرفی کو ختم کر دینا چاہتے ہیں اور اس منصوبے میں کہیں نہ کہیں میری ذات سے ان کو نقصان پہنچ رہا ہے ان کی اس الزام تراشی کے جواب میں میں صرف یہ کہوں تو بجا ہوگا۔ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔

سوال: آخر کیا وجہ ہے کہ سب سے اختلاف کیا جاتا ہے لیکن اعلیٰ حضرت سے نہیں حالانکہ آپ لوگوں نے خود اعلیٰ حضرت کے فتووں اور فیصلوں کے خلاف فیصلہ کیا ہے؟

جواب: بلاشبہ اختلاف امت رحمت ہے جبکہ اس اختلاف کی بنیاد نیک نیتی اور دلائل شرعیہ پر ہو، ہر دور میں اختلاف کی نظیریں ملتی ہیں۔ایک صحابی نے دوسرے صحابی سے ایک امام نے دوسرے امام سے ایک محدث نے دوسرے محدث سے ایک فقیہ نے دوسرے فقیہ سے دلائل کی بنیاد پر اختلاف کیا ہے، خود امام ابو یوسف امام محمد امام زفر وغیرہ نے اپنے استاذ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ سے اختلاف کیا خود اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے اپنے دور کے اور اپنے ماسبق کے علما فقہا سے بعض مسائل میں اختلاف فرمایا۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہر شخص کو اختلاف کا حق ہے یا بعض کو اگر بعض کو اختلاف کا حق ہے تو وہ کون لوگ ہیں جو اختلاف کر سکتے ہیں اس کا بہت مختصر سا جواب یہ ہے کہ جو جس چیز کا اہل ہوتا ہے، اس کا وہ حقدار ہوتا ہے، صحابۂ کرام نے ایک دوسرے سے اختلاف اس لئے کیا کہ جس صحابی کے پیش نظر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو سنت تھی اس کے مطابق انہوں نے بات کہی یا عمل کیا اس لئے کہ اصل دلیل قرآن یا حدیث مصطفےٰ ہے، ائمہ مجتہدین کے مابین اختلاف کی وجہ بھی یہی ہے کہ ائمہ تک جو روایتیں پہنچیں ان کی صحت، قوت، تقدم و تاخر، رواۃ اور حدیث رسول کے شان نزول کو جانچا پرکھا، بعض ائمہ نے ظاہر الفاظ کے مطابق مسائل کا استنباط کیا۔امام مالک نے اختلاف کی صورت میں اہل مدینہ کے عمل کو اختیار کیا، ہمارے امام امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے صرف روایت کے ظاہر کی بنیاد پر حکم نہیں اخذ کیا بلکہ اس امر میں جس قدر روایتیں ملیں ان کا موازنہ فرمایا ان احادیث کے زمانوں پر غور کیا، حدیث رسول کے پس منظر پر نظر ڈالی، راوی کی حالت کو پرکھا پھر کوئی حکم مستنبط فرمایا۔بعد کے فقہا اور علما میں بھی اختلاف ہوا ان میں وہ حضرات جو اصحاب ترجیح و تمیز تھے انہوں نے اختلاف کیا یا پھر اسباب ستہ کی بنیاد پر بعد والوں نے پہلے والوں کے برخلاف حکم صادر کیا، آج بھی اسباب ستہ (ضرورت، دفع حرج، تعامل، ازالۂ فساد، عرف، دینی

ضروری مصلحت کی تحصیل) کی بنیاد پر تبدیلیٔ حکم کی اجازت ہے بشرطیکہ اسباب ستہ کا تحقق ہو یہ نہیں کہ زبردستی اسباب ثابت کیے جائیں پھر کسی مدرسے کے پانچ دس مولانا لوگ جمع ہوکر فیصلہ کردیں کہ حکم بدل گیا، اس طرح سے جائز کو ناجائز اور ناجائز کو جائز کرنا اتنا آسان ہو جائیگا کہ کوئی بھی مدرسہ چند مولانا لوگوں کو جمع کر کے یہ فیصلہ صادر کردیگا کہ فلاں سبب کا تحقق ہو چکا لہذا فلاں حرام کے حلال ہونے کا فتویٰ صادر کیا جارہا ہے اس طرح سے علمائے اہلسنت کے سابقہ تمام فتاوے ناقابل اعتبار ہوجائیں گے کہ معلوم نہیں ان میں سے کس کا حکم باقی ہے اور کس کا حکم بدل چکا۔

ہم پر یا حضور تاج الشریعہ پر یہ الزام رکھنا کہ ہم لوگوں نے اعلیٰ حضرت کے فتوے کے خلاف فیصلہ کیا یا فتویٰ دیا سراسر زیادتی اور ناانصافی ہے، بعض لوگ اپنی بات اونچی کرنے اور لوگوں کو دھوکردینے کے لئے الزام لگاتے ہیں کہ شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف نے سب سے پہلے ۲۰۰۴ء میں چلتی ٹرین پر نماز کے جواز اور عدم جواز کو موضوع بنایا، بحثیں ہوئیں اخیر کار مندوبین سیمنار کسی ایک رائے پر متفق نہیں ہوسکے بالآخر اس فیصلے کو فیصل بورڈ کے حوالے کیا گیا پانچ سال تک یہ مسئلہ زیر غور رہا، پانچ سال بعد چھٹے سیمنار میں اس کا فیصلہ آیا بحث کے عنوان سے وغیرہ وغیرہ (جام نور شمارہ اکتوبر ۲۰۱۳ ص ۱۲) اس سلسلے میں پہلی بات یہ ہے کہ شرعی کونسل آف انڈیا نے ۲۰۰۴ء میں اس مسئلہ کو نہ اپنا موضوع بنایا نہ اس پر مقالے لکھوائے نہ سوال نامے میں کہیں اس کا ذکر ہے اصل معاملہ یہ ہے کہ سیمینار کا اصل موضوع تھا کہ کیا مسافر حالت سفر میں امام شافعی کے قول پر عمل کرتے ہوئے جمع بین الصلوتین کرسکتا ہے یا نہیں اس بحث کے دوران ایک صاحب نے یہ رونا رویا کہ حالات بدل چکے ہیں اعلیٰ حضرت اور موجودہ دور میں کافی تبدیلیاں ہوچکی ہیں لہٰذا چلتی ٹرین پر نماز کے جواز وعدم جواز پر بھی گفتگو ہونی چاہئے نیز انہوں نے اپنی بات رکھی، سیمینار میں موجود بعض علمانے اس پر سوال جواب کیا۔ بحث کو طول پکڑتا دیکھ یہ بات کہی گئی کہ

اس مسئلہ پر پھر کبھی غور کر لیا جائے گا سر دست جمع بین الصلوتین پر بحث ہو ورنہ ضمنی مسئلہ کے سبب اصل مسئلہ پر بحث نہ ہو سکے گی، اس لیے یہ کہنا کہ سب سے پہلے شرعی کونسل نے اس کو موضوع بنایا، سیمینار کرایا، گرما گرم بحثیں ہوئیں یہ سب فریب دینے کے نادر و نایاب نسخے ہیں۔

رہ گیا یہ الزام کہ ہم لوگوں نے وادئ محسر میں فتاویٰ رضویہ اور بہار شریعت اور مذہب مختار کے خلاف وقوف کو جائز قرار دیا جبکہ فتاویٰ رضویہ اور بہار شریعت وغیرہ میں ہے کہ مزدلفہ میں وہ وادی جسے محسر کہا جاتا ہے جہاں ابرہہ کے لشکر پر خدا نے عذاب نازل کیا وہاں حاجی وقوف نہ کریں وہاں سے جلدی جلدی گذر جائیں یہ بات نہایت افسوسناک اور آنکھ میں دھول جھونکنے کے مصداق ہے۔ شرعی کونسل کے فیصلے کی کاپی اٹھا کر پڑھ لیجئے۔ فیصلے کا مفہوم یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ وادی محسر یہ جائے وقوف نہیں ہے مفتی بہ قول یہی ہے شرکائے سیمینار بھی اسی پر متفق ہیں البتہ عذر ناگزیر کی صورت میں قول بدائع پر عمل کیا جاسکتا ہے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ موجودہ سعودی حکومت نے منیٰ کے بہت سارے حصوں کو مزدلفہ کا نام دے دیا ہے، اور خیمے وادی محسر میں بھی نصب کیے جاتے ہیں، آجکل حکومت کے لوگ رات ہی میں حجاج کو وہاں پہونچا دیتے ہیں ایسی صورت میں جو لوگ جانکار ہیں جگہ کی پہچان ہے وہ تو پہچان کر اصل جگہ پہنچ سکتے ہیں لیکن بہت سارے دیہاتی و انجان اگر ادھر ادھر ہوئے تو بھٹک جائیں گے ایسی صورت میں یہ کہا گیا کہ ناگزیر عذر کی بناء پر قول بدائع پر عمل کیا جاسکتا ہے یہ ہرگز نہ کہا گیا کہ سب کے لئے عام اجازت ہے کہ وہ وادئ محسر میں وقوف کریں بلکہ اصل حکم اور مذہب مختار وہی ہے اور اسی پر ہمیں عمل کرنا ہے جسے اعلیٰ حضرت نے فتاویٰ رضویہ میں اور صدر الشریعہ نے بہار شریعت میں تحریر فرمایا کہ وادی عذاب میں وقوف

نہ کرے۔اب آپ اپنے کسی معتمد، مستند فقیہ سے دریافت کر کے بتایے کہ جن لوگوں کے خیمے وادی محسر میں ہوں گے وہ کہاں قیام کریں گے؟

سوال: بعض پڑھے لکھے لوگوں کا خیال ہے کہ آپ جتنا کہتے ہیں مرکز کے لوگ اتنا ہی کرتے ہیں؟

جواب: میرے خیال میں کوئی عقل منداور حالات سے واقف اس طرح کی بات کہنا تو دور سوچے گا بھی نہیں، جن لوگوں کا خیال اس طرح کا ہے در حقیقت وہ لوگ بریلی شریف اورمرکز کے لوگوں کے بارے میں نہایت گھٹیا خیال رکھتے ہیں، ان کے اس خیال اور گمان سے کیا یہ پتہ نہیں چلتا کہ مرکز کے لوگ نہ کچھ جانتے ہیں نہ سمجھتے ہیں بس جو کچھ میں کہہ دیتا ہوں اسی کو مان لیتے ہیں۔ایسی بات کہنے والے در حقیقت ایک تیر سے دونشانہ لگانا چاہتے ہیں ایک طرف مجھے بدنام کرنا اور دوسری طرف حضور تاج الشریعہ اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر حضرات کی حیثیت ومقبولیت کو مجروح کرنا چاہتے ہیں۔

سوال: کیا بریلی شریف اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم کے دور تک مرکز رہا؟

جواب: یہ بھی ایک اہم اوراچھا سوال ہے، جن لوگوں نے یہ گرہ لگالی ہے کہ ہر حال میں بریلی شریف کو نیچا دکھانا ہے اور برادران اہلسنت کو مرکز سے متنفر کرنا ہے وہی لوگ اس طرح کی باتیں عوام میں پھیلاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں پورے ہندوستان کا کون ایسا سنی عالم ومفتی ہے جو تاج الشریعہ سے علم، تفقہ، قبولیت عامہ اور خدمت دینی یا کسی اور لحاظ سے بہتر ہے، دسیوں بیسیوں لوگوں کے اندر جو خوبیاں اور صلاحیتیں نہیں ہوتیں وہ تن تنہا حضور تاج الشریعہ میں موجود ہیں، حدیث وفقہ اصول و دیگر علوم اسلامیہ وتصلب دینی اور اسلاف کی پیروی میں کون ہے جو ان کا ہمسر وہم پلہ ہے، جن لوگوں کو بڑا بنا کر پیش کیا جارہا ہے یا جنہیں خود عقل کل اور اعلم ہونے کا گمان ہے وہ حضور تاج الشریعہ کی رفعت دینی کے آگے گرد راہ کی بھی حیثیت نہیں

رکھتے، وہ علم وعمل میں اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام اور مفتیٔ اعظم کے سچے جانشین ہیں بلا شبہ جو اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم کو اپنا پیشوا اور مرکز مانتا ہے وہ ضرور ضرور تاج الشریعہ اور بریلی کو آج بھی اپنا مرکز مانے گا اور معترضین و معاندین کا کیا کہنا اگر یہ لوگ اعلیٰ حضرت کے زمانے میں ہوتے تو اس وقت بھی اپنی دسیسہ کاری سے باز نہ آتے، کچھ لوگ ذاتی منفعت کے لئے بریلی کی مخالفت کرتے ہیں اس لئے کہ بہت سارے ایسے ہیں جو چاہتے ہیں کہ بریلی کی مخالفت کرنے سے مخالفین و معاندین جو عرصہ سے دم سادھے ہوئے تھے اس طرح انہیں سر ابھارنے کا موقع مل جائے گا اور اس مخالفت کے سبب دیسہ کاروں کو کچھ دنیوی منافع حاصل ہو جائیں گے۔

سوال: تاج الشریعہ کی عالمی سطح پر مذہبی حیثیت کیا ہے؟

جواب: میرا ماننا یہ ہے کہ پوری دنیا میں جہاں جہاں سنی صحیح العقیدہ مسلمان ہیں بالخصوص ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش سے تعلق رکھنے والے وہ تاج الشریعہ کو اپنا رہنما اور پیشوا مانتے ہیں۔ فی زماننا تقریباً جتنے بھی جانشینان اسلاف و اکابر ہیں ان سب میں تاج الشریعہ متعدد جہتوں سے فائق و برتر ہیں، آج بھی سنی دنیا میں ان کا فتویٰ ان کا بیان اور ان کا فیصلہ اہم سمجھا جاتا ہے، تاج الشریعہ صرف اس بنیاد پر مقبول نہیں ہیں کہ خانوادۂ رضویہ سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ اپنی ذات کے اعتبار سے بھی سب پر فائق ہیں ورنہ عام جانشینوں کا حال یہ ہے کہ بس وہ جگہ پکڑے ہوئے ہیں نہ اسلاف کا علم ان میں ہے نہ عمل نہ اخلاق لیکن فتنوں کے دور میں جس قدر حزم واحتیاط اور تصلب دینی تاج الشریعہ کے اندر آپ پائیں گے وہ کہیں اور نہیں ملیگا اور یہی چیز انہیں حق پسندوں میں محبوب بناتی ہے اور حاسدوں کے بغض وحسد میں اضافہ کرتی ہے۔

سوال: آخر کیا وجہ تھی کہ ہمارے بزرگوں نے اعلیٰ حضرت کو حرف آخر تسلیم کیا؟

جواب: یہ بات بہت بڑی حکمت و مصلحت پر مبنی ہے اولاً تو اعلیٰ حضرت نے جو کچھ

تحریر فرمایا اسے دلائل و براھین سے اس قدر مستحکم وٹھوس کیا کہ بڑے سے بڑے دقاق کو بھی مخالفت کی ہمت نہیں ہوسکتی اسے آپ اعلیٰ حضرت کی تحریروں میں صاف طور پر ملاحظہ کر سکتے ہیں، میں کہتا ہوں ابھی تک جس قدر فتاوے علما کے شائع ہو چکے ہیں آپ فتاویٰ رضویہ سے ملایئے خود بخود اندازہ ہو جائیگا کہ جن بزرگوں نے اعلیٰ حضرت کو حرف آخر مانا ہے عقیدت کی بنیاد پر نہیں بلکہ حق یہی تھا کہ اعلیٰ حضرت کیساتھ حق تھا اور اعلیٰ حضرت حق کے ساتھ تھے، ثانیاً ہمارے بزرگوں نے خواہ بزرگان کچھوچھہ مقدسہ ہوں یا مارہرہ مطہرہ یا محدث سورتی یا پھر صدرالافاضل وصدر الشریعہ یا ملک العلما وعلامہ سید سلیمان اشرف بہاری یا پیر جماعت علی شاہ وغیرہ، ان سب نے اعلیٰ حضرت کو حرف آخر بھی مانا اور نقطۂ اتحاد بھی اس لئے کہ اگر ایسا نہ کرتے تو سنیت کا شیرازہ بکھر جاتا ایک مدرسے کا محقق کچھ اور کہتا دوسرے مدرسے کے محقق کچھ اور فرماتے اسمیں سوائے انتشار کے کچھ حاصل نہیں ہوتا جیسا کہ آج آپ دیکھ رہے ہیں عوام بیچارے پریشان ہیں کہاں جائیں روز ایک نئی تحقیق آرہی ہے۔ جس سے عوام اہلسنت کا علما اور مفتیوں سے اعتماد اٹھتا جارہا ہے لوگ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ مولانا لوگوں کو جب اپنی ضرورت پڑتی ہے تو سب کچھ جائز کر لیتے ہیں معاذ اللہ۔

سوال: دعوت اسلامی وسنی دعوت اسلامی کا کیا مسئلہ ہے آج بھی سنی عوام گومگو کے شکار ہیں۔

جواب: حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے فرمایا کہ یہ دونوں تحریکیں مسلک اعلیٰ حضرت کی مبلغ نہیں اور عوام کو ان سے احتراز برتنا چاہے اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ ان دونوں تحریکوں کے لوگ اعلیٰ حضرت کا نام لیتے ہیں لیکن ان میں متعدد طرح کی بے احتیاطیاں ہیں، پہلی تحریک والوں کا معاملہ تو یہ ہے کہ انہوں نے ٹی۔وی۔وی۔ڈیو استعمال ہی کرنا نہیں شروع کیا بلکہ سنتوں سے بڑھ کر چینل کی تبلیغ وتشہیر میں اپنا وقت

صرف کررہے ہیں نیز یہ تحریک شروع ہی سے تضادات اور اختلافات کا شکار رہی ہے، اس کے ذمہ دار حق قبول کرنے کی بجائے حیلہ بہانہ اور اپنوں میں اختلاف پھیلانے میں زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں، دوسری تحریک کا حال یہ ہے کہ اس کے ذمہ داروں میں وہ حضرات بھی شامل ہیں جو بدمذہبوں کیساتھ شریک اجلاس ہوا کرتے ہیں ساتھ ہی اس کے اسٹیج سے غیر شرعی بیانات ہوتے ہیں۔اہل سنت کے معتقدات کے خلاف تقریر ہوتی ہے لیکن اس پر نہ کوئی مواخذہ نہ برأت بلکہ ایسے آزاد لوگوں کی عزت افزائی کی جاتی ہے، اس لیے جہاں تک میں نے سمجھا وہ یہ کہ ان سے دور رہنے ہی میں ایمان وعقیدہ کی سلامتی ہے، اس لیے کہ یہ لوگ کسی کی بات نہیں مانتے ان کی اپنی الگ ایک سوچ ہے۔ایک بہت بڑی بیماری دعوت اسلامی کے لوگوں میں جو دیکھنے میں آتی ہے وہ یہ کہ یہ لوگ خدا اور رسول کے دشمنوں یعنی وہابیہ دیابنہ کے ردّ سے اپنے مبلغین کو منع کرتے ہیں اس کے برخلاف اگر کسی نے ان کے خلاف کچھ بولا تو اس سے جھگڑتے ہیں اس کے خلاف تقریریں کراتے ہیں، مزید یہ کہ اپنی محفلوں میں علما کو نہیں آنے دیتے۔الا یہ کہ کسی مصلحت کے سبب، اس تحریک سے دیوبندیوں، تبلیغوں کا تو کچھ نقصان نہیں ہوا البتہ سنیوں میں فساد ضرور پیدا ہو گیا۔

سوال: حالات بدل گئے ہر گھر میں ٹی وی، لیپ ٹاپ، موبائل جیسی ایجادات پہنچ چکی ہیں پھر بھی آپ لوگ قدیم موقف پہ اڑے ہوئے ہیں آخر کیوں؟

جواب: بلاشبہ حالات بدلے ہیں اور ہر گھر میں ایجادات نو نے ڈیرا جما لیا ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم غیر شرعی امور اور محرمات کو جائز کہیں۔لوگ گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں لیکن وہ لوگ بھی جانتے ہیں کہ یہ گناہ ہے اگر لوگوں کے کرنے کے سبب احکام بدلتے تو پھر دنیا کے بیشتر مسلمان داڑھی کاٹتے ہیں تو داڑھی کاٹنا جائز ہونا چاہئے۔مسلمانوں کی اکثریت نماز نہیں پڑھتی، زکوٰۃ نہیں ادا کرتی تو نماز چھوڑنا اور زکوٰۃ نہ دینا جائز ہونا چاہئے تھا، شاید ہی آج کے دور میں کچھ ایسے لوگ ہوں جو

فلمیں نہ دیکھتے ہوں تو اس کا مطلب کہ فلمیں دیکھنا جائز ہونا چاہئے، لوگوں کے کرنے کے سبب کوئی چیز جائز و نا جائز نہیں ہوتی ہے جسے علمائے شریعت نے جائز و نا جائز ہونے کی تصریح فرمائی ہے اسے ہمیں ماننا چاہئے شریعت کے امور میں من مانی نہیں کرنی چاہئے۔

سوال: دین کی تبلیغ کے لئے اگر ٹی وی استعمال کی جائے تو کیا مضائقہ ہے؟

جواب: دین کی تبلیغ خانقاہوں، مدارس اور ائمہ کی ذمہ داری ہے۔ خانقاہ، مدارس اور مساجد کے بارے میں ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس خانقاہ کا مرشد روحانی کون ہے؟ مدرسہ کس مسلک کا ہے؟ مسجد کا امام سنی ہے یا وہابی؟ یا شیعہ ہے؟ لیکن ٹیلی ویزن پر ہر طرح کے لوگ آتے ہیں کیا آپ کو نہیں معلوم کہ ٹیلی ویزن دیکھنے اور ٹی وی پر دین سیکھنے کا کیا نتیجہ نکلا کہ ہر سنی ذاکر نائک کو جان گیا۔ جدید طبقہ ٹیلی ویزن کے ذریعہ وہابیت سے قریب ہوا ہے سنیت سے نہیں۔ آج دین پھیلانے کے لئے ٹی وی کی جو لوگ وکالت کررہے ہیں کل وہی لوگ دین کی تبلیغ کے لئے فلمیں بنانے کی اجازت مانگیں گے اور انہیں ایسے مفت کے مفت مل بھی جائیں گے۔ علمائے کرام کو ٹی وی کی تبلیغ واشاعت کی بجائے دین وسنت کی تبلیغ کی مخلصانہ کوشش کرنی چاہئے، چودہ سو سال سے زائد کے عرصے میں علما، مشائخ اور ائمہ کرام نے کس طرح دین کو پھیلایا اس پر ہمیں غور کرنا چاہئے۔

سوال: کیا یہ صحیح ہے کہ آپ نے کہا ہے کہ اشرفیہ کو چندہ دینا حرام ہے؟

جواب: یہ سراسر جھوٹ اور بہتان ہے۔ اختلاف کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہوتا کہ اپنے مخالف کو بدنام کرنے کے لئے آپ جو چاہیں کہیں، کسی مسلمان کی طرف کبیرہ کی نسبت بدون ثبوت کے حرام ہے اور اس کا مرتکب حق العبد کا مجرم ہے؟

سوال: سنا جارہا ہے کہ آپ اشرفیہ مبارکپور کی مخالفت کررہے ہیں؟

جواب: ان باتوں کا میں کیا جواب دوں، لوگ اتنے آزاد ہو گئے ہیں کہ جو منہ میں

آتا ہے وہی کہہ دیتے ہیں یہ بھی نہیں سوچتے کہ اس طرح کی بہتان طراشی سے انہیں کیا فائدہ ملیگا سوائے آخرت میں عذاب کے۔

اشرفیہ مبارک پور یا کسی بھی مدرسے کا کوئی فرد اگر کسی مسئلہ شرعیہ میں بزرگوں سے اختلاف کرتا ہے یا اعلیٰ حضرت کے خلاف بات کرتا ہے اگر ہم اس کا جواب دیں یا بزرگوں کے قول کا اثبات کریں تو کیا اس کا یہ مطلب ہوا کہ ہم فلاں مدرسے کے مخالف ہیں۔

سوال: کلیۃ البنات الامجدیہ کب قائم ہوا اور کس نے سنگ بنیاد رکھا؟

جواب: کلیۃ البنات کا قیام جہاں تک مجھے یاد آرہا ہے 1978ء میں ہوا، امی جان علیہا الرحمۃ نے سنگ بنیاد رکھا۔

سوال: جامعہ امجدیہ کس سنہ میں قائم ہوا؟

جواب: جامعہ امجدیہ کی تاسیس 1982ء میں حضور تاج الشریعہ علامہ ازہری میاں کے دست مبارک سے ہوئی۔

سوال: امجدیہ قائم کرنے کا مقصد کیا تھا جبکہ آپ جامعہ اشرفیہ جیسی بڑی درسگاہ کے اہم عہدہ پر فائز تھے اور خود گھوسی میں جامعہ شمس العلوم پہلے سے تھا؟

جواب: امجدیہ قائم کرنے کا اصل سبب یہ تھا کہ میں چاہتا تھا کہ اہلسنت کا ایک ایسا ادارہ ہو جہاں عربی میڈیم سے تعلیم دی جائے، ایسے علما پیدا کرنا جو عربی بولنے اور لکھنے پر قدرت رکھتے ہوں۔

سوال: امجدیہ کے قیام کو تقریباً ۳۲ سال ہو گئے کیا آپ کو لگتا ہے کہ آپ کے مقصد کے مطابق کام ہو رہا ہے؟

جواب: امجدیہ قائم ہوا، چل رہا ہے لیکن کما حقہ عربی میڈیم کا مقصد پورا نہیں ہو سکا اس کی وجوہات میں ایک اہم وجہ یہ ہے کہ طلبہ کے اندر وہ شوق و ذوق نہیں پایا جاتا جس کی ضرورت ہے۔ کوشش کی جاتی ہے مگر طلبہ اردو کے ماحول سے باہر نہیں نکل

پاتے چونکہ جن مدارس سے وہ پڑھ کرآتے ہیں وہاں خالص اردو کا ماحول ہوتا ہے۔

سوال: عربی زبان وادب کی تعلیم کا کام کیا اشرفیہ سے نہیں ہوسکتا تھا؟ اس کے لئے الگ مدرسہ قائم کرنا کہیں اس لئے تو نہیں تھا کہ الگ اپنی ایک جگہ ہو جائے؟

جواب: بالکل صحیح ہے یہ کام اشرفیہ سے بھی ہوسکتا تھا بشرطیکہ وہاں کی کمیٹی اس کے لئے وسائل فراہم کراتی اور راہ ہموار کرتی، میں نے وہاں کی بجائے اس کام کے لئے امجدیہ اس لئے قائم کیا تا کہ آزادانہ طور پر مقصد کے مطابق کام ہو سکے چونکہ اشرفیہ میں میں بحیثیت ملازم تھا ہر کام اپنی مرضی کے مطابق نہیں کرسکتا تھا الگ اپنے لئے جگہ بنانا میرا مقصد نہیں تھا یہ الزام ہے مجھ پر ان لوگوں کا جو ذاتی طور پر مجھ سے خلش رکھتے ہیں۔ امجدیہ اور کلیۃ کی بڑھتی مقبولیت اور ترقی بعض لوگوں کو پسند نہیں وہ اپنے علاوہ کسی گھر میں چراغ نہیں جلتا دیکھ سکتے اس لئے اس طرح کی بے سرو پا باتیں کرتے ہیں۔

سوال: اشرفیہ میں رہتے ہوئے آپ نے اشرفیہ کے لئے مالی تعاون کرایا یا نہیں آپ کے مخالفین کہتے ہیں کہ اشرفیہ میں رہتے ہوئے آپ امجدیہ کے لئے چندہ کرتے تھے۔

جواب: میں ایک مدرس تھا، تقریر کر لیتا تھا باضابطہ محصل نہیں تھا حضور حافظ ملت نے میری تقرری حضرت حافظ عبد الرؤف صاحب علیہ الرحمہ کی جگہ پر کیا تھا، جس مقصد کے لئے میری تقرری ہوئی تھی وہ حتی المقدور کرتا تھا اب رہا اشرفیہ کے لئے چندہ کرنے کی بات تو حقیقت یہ ہے کہ مستقل طور پر یہ کام نہیں کرتا تھا ہاں وقتاً فوقتاً اپنے ملنے والوں اور عقیدت مندوں سے تعاون کراتا تھا، بعض دفعہ خود لا کر دیتا تھا، بات آ گئی ہے اس لئے سن لیجئے ورنہ میں کبھی اس قسم کی بات نہ کرتا ہوں نہ اس طرف توجہ دیتا ہوں باوجودیکہ بعض لوگ اس طرح کی باتیں کر کے میری شخصیت کو مجروح کرنا چاہتے ہیں۔

شروع شروع میں بدوہی سے اشرفیہ کا چندہ ساڑھے ۱۲/روپئے آتا تھا، میں ہر جمعرات کو ۱۲/ایک بجے بدوہی کے لئے نکل جاتا، لوگوں سے رابطہ کرتا جب لوگوں سے روابط بڑھے تو ایک مرتبہ بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان صاحب اعظمی علیہ الرحمہ اور مولانا عبد الحفیظ صاحب سربراہ اعلیٰ کو لیکر بدوہی گیا وہاں سے ساڑھے پینسٹھ ہزار روپئے وصول کرائے۔ یہ ۱۹۸۰ء سے پہلے کی بات ہے، لکھنؤ والے حاجی فقیر محمد کے یہاں صوفی محبوب عالم بدوہی کے واسطے سے پہنچا، حاجی فقیر محمد نے بڑی عزت افزائی کی، میں نے اشرفیہ کے حالات بتائے انہوں نے پچیس ہزار روپئے دیے، اس کے بعد جب بھی میں گیا ان کو جامعہ کے تعاون کے لے کہتا اور یہ کہتا کہ اشرفیہ کا سفیر آئے تو اس کا خیال کریں۔ جامعہ اشرفیہ کے احاطے سے متصل مبارک پور کے ایک غیر مسلم منّو کی زمین کا مسئلہ تھا شروع میں اس کا مطالبہ ٦/لاکھ کا تھا اس وقت حضرت مولانا قاری محمد یحیٰ صاحب علیہ الرحمۃ ناظم اعلیٰ تھے میں نے ان سے کہا کہ اس رقم کو تقسیم کرلیا جائے دو لاکھ کا انتظام میں کردوں گا، دو لاکھ آپ اپنے ذمہ لے لیجئے اور دو لاکھ سربراہ صاحب کے ذمہ کردیجئے، انہوں نے کہا اتنی فرصت کہاں ہے، اخیر کار وقت گذرتا رہا اور ٦/لاکھ سے بڑھکر اس کا مطالبہ ۱۵/لاکھ کا ہوگیا۔ اس میں بھی میں نے دو لاکھ کے قریب چندہ کر کے دیا، موجودہ ناظم اعلیٰ جناب سرفراز احمد صاحب نے 64/65 کے وی کے جنریٹر کے لئے کہا وہ پیسہ میں نے یو کے سے دلوایا جسے مولوی اقبال نے مولانا شمس الہدیٰ کے اکاؤنٹ میں بھیجا یہ رقم ۲/لاکھ تھی، بعد میں مولانا عبد الحفیظ صاحب نے کہا کہ اس کی فٹنگ وغیرہ میں ۸۰/ہزار اور لگ رہا ہے وہ ۸۰/ہزار روپئے حاجی آدم نے انگلینڈ سے میرے کہنے پر بھیجا۔

اسی طرح حاجی محمد حسین صاحب خازن جامعہ اشرفیہ کو بدوہی سے دس ہزار روپئے دلوائے۔ امجدیہ کے لئے میں نے 1995ء کے بعد چندہ کرنا شروع

کیا، ایک مرتبہ حضرت قاری جلال الدین صاحب سابق استاذ جامعہ اشرفیہ کو میں نے ہالینڈ تراویح سنانے کے لئے بھیجا، میں نے وہاں لوگوں سے امجدیہ کے تعاون کے لئے کہا تھا ان لوگوں نے جامعہ امجدیہ کے لئے چندہ کر کے دیا اور کہا کہ علامہ کو جا کر دے دیجئے گا انہوں نے وہ رقم جامعہ اشرفیہ میں جمع کر دیا جب ان لوگوں کا فون آیا کہ قاری صاحب کے ذریعہ امجدیہ کا چندہ بھیجا گیا تھا ملا یا نہیں، میں نے قاری صاحب سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ نہیں وہ چندہ اشرفیہ کا تھا واللہ اعلم بالصواب۔ یہ کہنا کہ میں اشرفیہ کی بجائے امجدیہ کا چندہ کرتا تھا غلط ہے، جہاں کہیں گیا پہلے اشرفیہ ہی کی بات کیا اس لئے کہ وہ میرے استاذ کا ادارہ ہے اور میں اس کا ایک خادم تھا، امجدیہ کے لئے 1995ء کے بعد میں نے باضابطہ چندہ لینا شروع کیا۔

سوال: کیا آپ نے مولانا عبد الحفیظ صاحب (سربراہ اعلیٰ) کی خلافت واپس لے لی ہے؟ آپ نے انہیں خلافت کب دی تھی؟

جواب: یہ بالکل جھوٹ ہے۔ خلافت دینے کے بعد خلافت واپس نہیں لی جا سکتی زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ مرشد اجازت اپنے سلسلے کی بیعت سے منع کر سکتا ہے جیسا کہ شاہ بدیع الدین علیہ الرحمۃ نے خود اپنے سلسلے کو سوخت فرما دیا یعنی اب اس سلسلے میں بیعت نہیں ہو سکتی، حضور حافظ ملت کے عرس چہلم کے موقع پر حافظ ملت کے مزار پر میں نے خلافت دی تھی یہ کہہ کر کہ حضور آپ نے مجھے صدر الشریعہ کی گواہی میں صدر الشریعہ کے مزار پر ان کی امانت سونپی تھی آج میں آپ کی گواہی میں آپ کی امانت مولانا عبد الحفیظ کو سونپ رہا ہوں۔

سوال: مولانا عبد الحفیظ صاحب کو آپ نے کون کون سی کتابیں پڑھائی ہیں؟

جواب: ہدایۃ النحو اور کبری وغیرہ دور طالب علمی میں اس کے علاوہ مشکوٰۃ، ہدایہ اور بخاری وغیرہ

جس سال مولانا عبدالحفیظ صاحب ثامنہ میں تھے حافظ ملت کا وصال ہو گیا ، میری کوششوں سے سر براہ بنائے گئے، ایک دن انہیں کتاب لیکر درسگاہ جاتے ہوئے دیکھا تو میں نے منع کیا اس کے بعد سے ان کے کمرے میں دروازہ بند کر کے باقی کتابیں پڑھاتا رہا تاکہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ اتنے بڑے ادارہ کے سب سے بڑے منصب دار اسی مدرسے کے ایک طالب علم ہیں۔

سوال: آپ نے فرمایا کہ آپ کی کوششوں سے سر براہ بنائے گئے؟

جواب: ہاں ورنہ انکے سر براہ بننے کی کوئی صورت نہیں تھی اس لئے کہ بڑے بڑے لوگ موجود تھے۔ سر براہ کے لئے حضرت بحر العلوم کا نام ابراہیم چیرمین نے پیش کیا تھا، حاجی سراج مبارکپوری نے ہمارے ماموں جان علامہ ارشد القادری کا نام پیش کیا تھا، میرے کہنے پر حاجی عبدالستار ٹاٹا نگر والے نے مولانا عبدالحفیظ صاحب کا نام پیش کیا اور یہ کہا کہ باپ کی امانت کی حفاظت بیٹے سے بہتر طریقے پر کوئی دوسرا نہیں کرسکتا، یہ دلیل بہت مضبوط تھی ورنہ علامہ ارشد القادری اور مفتی عبدالمنان اعظمی صاحب اس منصب کے مضبوط دعویدار تھے۔ یہ دونوں حضرات علمی اعتبار سے اس مقام پر تھے کہ سر براہ بننے نہ بننے سے ان کی شخصیت پر کوئی بڑا فرق نہیں پڑتا تھا لیکن مولانا عبدالحفیظ صاحب اگر سر براہ نہیں بنائے جاتے تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ان کی حیثیت کیا ہوتی!

زیادہ سے زیادہ یہ ہوتا کہ اشرفیہ کے مدرس بنادئے جاتے۔ اس واقعے کی جانکاری آپ حضرت علامہ سید اصغر امام صاحب اجھر شریف والے، مولانا نصیر الدین صاحب، مولانا مجاہد حسین رضوی، الہ آباد، مولانا عبدالمنان کلیمی وغیرہ سے حاصل کر سکتے ہیں۔

سوال: اس کا مطلب ہے کہ آپ نہیں چاہتے تھے کہ علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی صاحب یا علامہ ارشد القادری صاحب سر براہ بنیں؟

جواب: نہیں ان دونوں حضرات کے سر براہ بنائے جانے کا میں مخالف نہیں تھا وہ حضرات میرے بڑے تھے، میں ان کی قدر کرتا ہوں، جماعت اہل سنت اور حافظ ملت کے مشن کو فروغ دینے میں ان حضرات کا نمایاں رول رہا ہے۔

میں بس یہ چاہتا تھا کہ جامعہ اشرفیہ کی پہچان حضور حافظ ملت تھے ان کے بعد ان کی کوئی نشانی باقی رہنی چاہئے چونکہ باپ کی محنتوں کو بیٹا جتنی اہمیت دیگا دوسرا ممکن ہے اس کو اس نظر سے نہ دیکھ سکے۔

رہ گئی بات سر براہ بننے نہ بننے کی تو مفتی صاحب اور علامہ ارشد صاحب کی خود اپنی پہچان تھی، جماعت میں ان کا ایک مقام تھا وہ حضرات اپنے آپ میں کسی سر براہ سے کم نہ تھے بلکہ اہل علم کی نگاہ میں وہ حضرات سر براہ ہی تھے، کسی سے ہم دردی یا کسی کی حمایت کا مطلب دوسروں کی مخالفت ہی نہیں ہے بلکہ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ دو میں کسی ایک کو ترجیح دینا۔

سوال: اشرفیہ میں آپ تنخواہ لیتے تھے؟

جواب: جی ہاں میں تنخواہ لیتا تھا مگر جب گورنمنٹ سے تنخواہ ملنے لگی تو وہ پیسہ میں اپنے بچوں پہ نہیں خرچ کرتا تھا بلکہ کسی کار خیر میں اسے صرف کرتا تھا، حضور حافظ ملت نے جب میری تقرری فرمائی تھی اس وقت ۲ رسو روپئے تنخواہ تھی دوسرے سال اس میں ساڑھے بتیس روپئے کا اضافہ ہوا۔

سوال: آپ کے اوپر ایک بڑا اعتراض یہ ہے کہ جب تک اشرفیہ میں تھے تب تک سب کچھ صحیح تھا لیکن جب سے آپ اشرفیہ سے الگ ہوئے ہیں تب سے اشرفیہ پر صلحکلیت کا الزام اور بریلی کی مخالفت کا الزام لگنے لگا ہے کہیں اس کے پس پردہ آپ تو نہیں ہیں؟

جواب: میں پس پردہ کوئی کام نہیں کرتا اور نہ کسی کو بلا وجہ بدنام کرنے کا کام کرتا ہوں، جب تک میں اشرفیہ میں تھا میری کوشش یہ ضرور رہتی تھی کہ مرکز اہلسنت سے

اشرفیہ کا کوئی اختلاف نہ ہو اس لئے کہ بریلی تمام سنیوں کا مرکز ہے اسی میں ہم سب کا اتحاد بھی ہے اور بھلائی بھی۔ بریلی کی مخالفت جماعت کو منتشر کرنے اور مخالفین اہلسنت کو فروغ دینے کے مترادف ہے، جب تک میں رہا اشرفیہ میں بریلویت پر کوئی آنچ نہیں آنے دیا اب ادھر کچھ لوگ بریلی شریف کی مخالفت پہ لوگوں کو آمادہ کر رہے ہیں۔ طلبہ کا ذہن خراب کر رہے ہیں درحقیقت یہ لوگ حاسدین و معاندین بریلی سے مل کر بریلی کی اہمیت کو گھٹانا چاہتے ہیں حالانکہ اس میں انہیں کچھ ذاتی فائدہ ہوسکتا ہے بریلی کی شان نہ گھٹے گی، بریلی کو نیچا دکھانے والے ہمیشہ ذلیل وخوار ہوئے ہیں۔

سوال: یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ حضور تاج الشریعہ اور بریلی کا نام لیکر مالی منفعت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

جواب: جتنے منہ اتنی باتیں کسی کے اوپر کوئی پابندی تو ہے نہیں کہ وہ کیا بولے کیا نہ بولے۔ بعض لوگ نت نئے ہتھکنڈے استعمال کرنے کے عادی ہیں۔ فی الحال کچھ لوگ مجھے بدنام کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں انہیں کوششوں کا ایک حصہ یہ افتراءات ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہمیں یا جتنے علما مشائخ ہیں انہیں ملک و بیرون ملک جہاں بھی یاد کیا جاتا ہے وہ بریلی اور بریلویت کے نام پر ہی یاد کیا جاتا ہے جو درحقیقت سنیت کی اس دور میں پہچان ہے، یہ بھی حقیقت ہے کہ حضور تاج الشریعہ کے ساتھ میرے بیرون ملک بہت سے پروگرام ہوئے اور ہوتے ہیں لیکن حضور تاج الشریعہ کے ساتھ میرے پروگرام 1997ء کے بعد ہوئے ہیں اس سے پہلے میں امریکہ اور یو کے کا کئی سفر کر چکا تھا۔ سب سے پہلا سفر میں 1966ء میں حرمین طیبین کا کیا، ابھی تک دُبئی، ابوظہبی، کویت، عراق، پرتگال، امریکہ، افریقہ اور یورپی ممالک کے لگ بھگ سو سفر کر چکا ہوں، میرے پاسپورٹ پہ انگلینڈ کے ۲۳ ویزے لگ چکے ہیں۔

یو کے کا پہلا میرا سفر 1995ء میں ہوا، یہ سفر جناب عبد العزیز چشتی کی دعوت پر ہوا تھا۔

سوال: آپ کا جھکاؤ بریلی میں تاج الشریعہ ہی کی طرف کیوں رہا؟

جواب: اس وقت بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم کا کوئی سچا علمی اور عملی جانشین ہے تو وہ تاج الشریعہ ہیں، تنہا میرا جھکاؤ تاج الشریعہ کی طرف نہیں ہے بلکہ زمانہ ان کے قدموں میں ہے۔ میں ان کی اس لئے قدر کرتا ہوں کہ وہ مرکز اور اہلسنت کی آبرو ہیں ساتھ ہی میں نے حضور حافظ ملت سے ان کی تعریف سنی پھر حضور مفتی اعظم کے زمانے میں جب میں بریلی شریف آتا تو میں محسوس کرتا کہ تاج الشریعہ کی قربت مفتی اعظم سے زیادہ ہے اور میں ہی کیا تمام علما کا رجحان تاج الشریعہ ہی کی طرف ہمیشہ رہا، حضور مفتی اعظم کے وصال سے ایک سال قبل کی بات ہے میں بریلی شریف گیا تھا ساتھ میں مولانا یٰسین اختر بھی تھے ہم لوگ نبیرۂ اعلیٰ حضرت علامہ شاہ ریحان رضا خان رحمانی میاں صاحب کے یہاں گئے وہاں پہلے سے حضور برہان ملت تشریف فرما تھے، دوران گفتگو میں نے رحمانی میاں سے کہا کہ بریلی شریف مرکز ہے یہ صرف روایتی خانقاہ نہیں ہے اس لئے عام خانقاہوں کی طرح یہاں سجادگی کے معاملے میں اختلاف نہیں ہونا چاہئے اور آپ کو اس سلسلے میں پہلے ہی فیصلہ کر لینا چاہئے، رحمانی میاں صاحب نے کہا کہ سجادگی کا حق دار تو میں ہوں لیکن اہلیت اختر کے اندر پاتا ہوں اس لئے میں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ وہی اس منصب پہ رہیں گے۔ ابھی ایک سال گذرا تھا کہ حضور مفتی اعظم کے وصال کی خبر ملی ہم ممبئی میں تھے رات کے ایک یا دو بجے خبر ملی میں وہاں سے دلی اور دلی سے بذریعہ روڈ بریلی شریف پہنچا، بریلی شریف پہنچنے کے بعد میں رحمانی میاں صاحب کے یہاں گیا۔ اس موقع پر بھی میں نے مسئلہ مذکورہ کی طرف ان کی توجہ مبذول کرائی، اس درمیان معلوم نہیں ان کا ذہن کیسے بدل گیا کسی کے کہنے سننے پر یا از خود، انہوں

نے کہا کہ میں جانشینی کا حقدار ہوں اور میں رہوں گا میں نے انہیں وہ بات یاد دلائی کہ آپ نے حضور برہان ملت وغیرہ کی موجودگی میں یہ فرمایا تھا کہ اہلیت اختر میں پاتا ہوں اس لئے اپنے حق سے دست بردار ہوتا ہوں اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ہاں اس وقت میں نے کہا تھا لیکن اب میں کہہ رہا ہوں کہ میں اپنا حق نہیں چھوڑوں گا تو میں نے ان سے کہا کہ ایسا کریں کہ عرس چہلم کے موقع پر ملک کے اکابر اور مشاہیر علما کو بلا کر ان کے سامنے رائے مشورہ کر لیجئے، اس پر انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے یہ کر لیجئے پھر میں نے ان سے کہا کہ اس میٹنگ میں پکھو چھہ شریف سے سرکار کلاں علامہ سید مختار اشرف صاحب کو ضرور رکھئے گا، تو انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے سرکار کلاں، مجاہد دوراں علامہ مظفر حسین صاحب اور ننھے میاں علامہ سید نعیم اشرف صاحب کو بھی اس میں رکھئے ان کے کہنے پر میں نے علما کو خط لکھا چہلم کے موقع پر سارے لوگ اکٹھا ہو گئے پھر میں نے ان سے کہا کہ اب بتائیں کیا کرنا ہے تو انہوں نے کہا کہ یہ میرے گھر کا مسئلہ ہے اس کا فیصلہ ہم لوگ خود کر لیں گے آپ لوگ مداخلت کرنے والے کون ہوتے ہیں، تو میں نے کہا کہ اولاً تو یہ میٹنگ آپ کے کہنے پر بلائی گئی ہے؟ آپ کے کہنے سے ان علما کو میں نے خطوط لکھے اب جبکہ یہ لوگ آگئے تو آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ ہمارے گھر کا معاملہ ہے مزید میں نے کہا کہ یہ آپ کے گھر کا معاملہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت آپ کے گھر کے لئے خاص نہیں ہیں وہ تمام سنیوں کے پیشوا ہیں یہ کوئی روایتی خانقاہ نہیں ہے دین کی تربیت گاہ اور اہل سنت کا مرکز ہے وہ میری بات نہیں مان رہے تھے پھر میری بات کی تائید مجاہد دوراں علامہ مظفر حسین صاحب اور علامہ قمر الزماں صاحب وغیرہ نے کی لیکن رحمانی میاں صاحب اپنی بات پہ قائم رہے پھر میں وہاں سے اٹھ کر ازہری میاں صاحب کے یہاں آیا آپ کو غمزدہ دیکھا میں نے کہا کہ حضرت آپ صبر کریں میں پوری قوم کو آپ کے قدموں میں دیکھ رہا ہوں، کہنے کا مطلب یہ ہے کہ بریلی سے ہمارا تعلق یا

ازہری میاں صاحب سے لگاؤ حصول زرو جوہر اور غیر ملکی اسفار کے لئے نہیں ہے بلکہ شروع ہی سے میں ان کی عزت کرتا تھا اس لئے کہ وہ خانوادۂ رضویہ کی جان اور سنیوں کی شان ہیں، عوام وخواص کا ان کی جانب رجحان ان کے علم وفضل اور تقویٰ کی بنیاد پر ہے، ہاں جو لوگ ان کی عزت وعظمت اور بریلی کی مقبولیت کو نہیں برداشت کر پارہے ہیں یا جن کے دلوں میں کوئی مخصوص منصوبہ چھپا ہوا ہے اس کو بروئے کار لانے کے لئے طرح طرح کی باتیں پیدا کرتے ہیں۔

سوال: حضرت سید امین میاں صاحب اور سید نجیب میاں صاحب کے بارے میں معلوم ہوا کہ آپ لوگ ان حضرات کو صلح کلی کہتے ہیں؟

جواب: یہ بالکل جھوٹا الزام ہے اور بدنام کرنے کی مذموم کوشش بلکہ بڑے لوگوں کے درمیان دوریاں پیدا کرا کر بڑا بننے کی ناپاک سازش ہے، وہ حضرات ہم سب کے مخدوم زادگان ہیں ہم ان کا احترام کرتے ہیں۔

سوال: دعوت اسلامی اور سنی دعوت اسلامی کے متعلق سنا جارہا ہے کہ ان پر کفر کا فتوی ہے؟

جواب: مجھے نہیں معلوم کہ کس نے تکفیر کا حکم لگایا ہے۔ دو سال پہلے یہ بات سننے میں آئی تھی تو میں حضور تاج الشریعہ سے جامعۃ الرضا کے اسٹیج پر دریافت کیا تھا آپ نے فرمایا کہ تکفیر میں نے نہیں کی البتہ میں یہ کہتا ہوں کہ ان تحریکوں سے سنیت کو نقصان پہنچ رہا ہے اس لئے ان سے دور رہا جائے اس لئے کہ ان کے طریقۂ تبلیغ میں بہت ساری خامیاں ہیں، اگر کسی نے حکم کفر لگایا تو ممکن ہے اس کے پیش نظر تکفیر کی دلیل ہو۔

سوال: آخر اس طرح کی باتیں آپ لوگوں کی طرف کون منسوب کرتا ہے کہ فلاں کو کافر کہہ دیا فلاں کو گمراہ و صلح کلی کہہ دیا؟

جواب: درحقیقت ایک طبقہ کئی سالوں سے علمائے اہل سنت کے اتحاد اور بریلی

کے فتووں کی اہمیت کو کم کرنے کی تدبیریں کر رہا ہے ان کا مقصد ہے کہ اتنا پرچار کردو کہ لوگ خود ہی متنفر ہو جائیں کہ حامیان بریلی سب کو کافر و گمراہ ہی کہتے ہیں لہٰذا اب ان کا کوئی اعتبار نہیں رہا۔ یہ ایک سوچی سمجھی سازش ہے، اس طرح کے اتہامات اعلیٰ حضرت پر بھی مخالفین لگائے تھے۔

سوال: صلحکلی کسے کہتے ہیں؟ کیا یہ کوئی منصوص اصطلاح ہے؟

جواب: لفظ صلحکلی کوئی منصوص اصطلاح نہیں۔ ندوہ کے قیام کے موقع پر یہ وبا چلی کہ سبکو ایک ہو جانا چاہئے صلحکلی کا حقیقی مفہوم تو یہ ہے کہ اہل سنت، شیعہ، وہابی دیوبندی سب کو یکساں سمجھنا، سبکو مسلمان اور حق پر ماننا۔

سوال: بعض لوگ شیعوں، وہابیوں، قادیانیوں کو مسلمان نہیں مانتے لیکن ان سے مراسم رکھتے ہیں اور اسے بُرا بھی نہیں جانتے ان کا کیا حکم ہے؟

جواب: بدمذہبوں سے میل جول ہمارے نزدیک اشد حرام اور صلحکلیت کے لئے راستہ ہموار کرنے والا عمل ہے، ایسے لوگوں پر اگرچہ صلحکلی کا حقیقی معنی نہیں صادق آتا لیکن ایسے لوگ وہابیوں دیوبندیوں اور شیعوں، قادیانیوں سے زیادہ مضر اور خطرناک ہیں اس لئے کہ عام لوگ انہیں سنی سمجھتے ہیں اور ان کی بداعمالیوں کو دلیل بناتے ہیں، ان لوگوں کی ان حرکات شنیعہ سے علما کا وقار مجروح ہوتا ہے اور بدمذہبوں کو اپنی بدمذہبی کے فروغ میں مدد ملتی ہے۔

سوال: لوگوں کے اندر اس طرح کی خامیاں پیدا ہونے کا سبب کیا ہے؟

جواب: دراصل یہ بیماری ان لوگوں میں زیادہ پائی جاتی ہے جنہوں نے بدمذہبوں کے یہاں رشتہ داریاں کر لی ہیں یا بدمذہبوں کو دوست یار بنا لیا ہے ان کی پریشانی یہ ہے کہ اگر مذہب میں تصلب برتتے ہیں تو رشتہ ناطہ اور دوستی یاری توڑنی پڑے گی اور عقیدے میں جو پختگی ہونی چاہئے وہ نہیں ہے اس لئے سوچتے ہیں کہ مسئلہ ہی بدل دیا جائے تا کہ رشتہ ناطہ نہ توڑنا پڑے۔

سوال: ریٹائرمنٹ کے بعد دوبارہ آپ اشرفیہ کیوں گئے؟

جواب: ریٹائرمنٹ کے بعد میں گھوسی چلا آیا کچھ دنوں بعد ڈاکٹر شکیل اعظمی، سرفراز احمد ناظم جامعہ اشرفیہ اور مولانا عبدالحفیظ صاحبان نے گھوسی آکر مدعو کیا، شکیل اعظمی صاحب ترجمانی کر رہے تھے میں نے پوچھا کہ مجھے کس حیثیت سے مدعو کر رہے ہیں تو ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ آپ صدر شعبۂ افتا اور شیخ الحدیث رہیں گے۔ میں نے اپنی شرطیں رکھیں پہلی شرط یہ کہ تنخواہ نہیں لوں گا، میں ملازم کی حیثیت سے نہیں بلکہ خادم کی حیثیت سے رہوں گا ورنہ دعوت منظور نہیں ہے۔ دوسری شرط یہ کہ مجھ سے بات کرنے کا اختیار صرف سربراہ کو ہوگا وہ بھی باندازِ تحکمانہ نہیں تیسری شرط یہ کہ میرے رہنے کا انتظام کیا جائے رہائش کے لیے ان حضرات نے اسٹاف بلڈنگ کی پیش کش کی جسے میں نے منظور کرلیا۔

سوال: آپ کے اوپر یہ الزام ہے کہ آپ نے اپنے بیٹے مولانا جمال المصطفیٰ صاحب کی تقرری کے لیے فرضی حلف نامہ لگایا۔ اس لئے کہ آپ اشرفیہ میں صدر مدرس تھے اور صدر مدرس اپنے بیٹے یا داماد کی تقرری مدرسہ بورڈ کے قانون کے مطابق نہیں کرا سکتا۔

جواب: اگر میں نے ایسی کوئی تحریر دی ہے تو اسے سامنے لانا چاہیے، مولانا جلال الدین، مولانا جمال المصطفیٰ، مولانا مسعود، مولانا بدر عالم کیساتھ آٹھ لوگوں کی تقرری سے متعلق سربراہ نے مجھ سے کہا تھا میرا کام تھا ٹیسٹ لینا ان سب کا ٹسٹ لیکر میں نے کمیٹی کے سپرد کر دیا ان لوگوں کے کاغذات جب بی ایس اے کے یہاں پہنچے تو بی ایس اے نے مجھے بلایا میں دوبار گیا ملاقات نہیں ہوسکی میں وہاں ہیڈ کلرک سے کہہ کے آگیا کہ میرے پاس اتنی فرصت نہیں کہ میں بار بار آؤں آپ ادھیکاری سے کہہ دیجئے گا کہ میں ان پرنسپلوں میں سے نہیں ہوں کہ آفس کا چکر کاٹوں ایک ہفتہ بعد بی ایس اے آیا میں دوپہر میں سو رہا تھا ماسٹر حمید اللہ نے خبر کی میں آیا آفس میں بی ایس

اے کے ساتھ مولانا جمال المصطفیٰ پہلے سے بیٹھے تھے ماسٹر جاوید ماسٹر حمید اللہ بھی تھے بی ایس اے نے مجھ سے پوچھا کہ جمال مصطفیٰ کون ہیں؟ میں نے کہا کہ میرے بیٹے ہیں، اس نے پوچھا کہ آپ نے کیسے ان کا تقرر کرلیا؟ جبکہ قانون ہے کہ باپ صدر مدرس ہے تو اس کی موجودگی میں بیٹا مدرس نہیں ہوسکتا، میں نے جواب دیا کہ پہلے مجھے اس قانون کے بارے میں علم نہیں تھا اور میں نے تقرری نہیں کی ہے کمیٹی نے جو کام میرے سپرد کیا تھا وہ کر کے میں نے کمیٹی کے حوالے کردیا میں نے کبھی تحریر یا گفتگو میں یہ نہیں کہا کہ یہ میرے بیٹے نہیں ہیں اگر میں ایسا کہتا تو بی ایس اے مولانا جمال المصطفیٰ کی سروس بک نہیں چیک کرتا؟ سروس بک میں میرا نام لکھا ہے پھر میں کیسے یہ کہتا کہ یہ میرے بیٹے نہیں ہیں۔

سوال: پیغام رضا کے قارئین کے لئے آپ کا پیغام کیا ہے؟

جواب: ہم سب کو اپنے مسلک پہ سختی سے قائم رہنا چاہئے، غلط بیانی اور علما کی ہرزہ سرای سے احتراز کرنا چاہئے۔ اپنے بڑوں اور چھوٹوں کے بارے میں مثبت سوچ رکھنی چاہئے، ذاتی مفادات کی خاطر جماعت کو خطرات میں ڈالنے سے بچنا چاہئے اور بد مذہبوں سے دور رہنا چاہئے اس زمانے میں تاج الشریعہ علامہ ازہری صاحب اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم کی سچی نشانی ہیں ان کے احکامات اور فتووں کی تحقیر سے بچنا چاہئے۔

ساتھ ہی میری دعا ہے پیغام رضا کے مدیر مولانا رحمت اللہ صدیقی اور ان کے تمام ارکان کے لئے کہ اللہ تعالیٰ دین و دنیا میں تحفظ مسلک اعلیٰ حضرت کی بہتر جزا عطا فرمائے اور آپ سب کو دین و مذہب کی سچی تبلیغ کی توفیق بخشے، حاسدین اور معاندین کے شر و فساد سے سب کو محفوظ و مامون فرمائے۔ آمین۔

بشکریہ۔ پیغام رضا ممبئی

حضور تاج الشریعہ کے بیان سے مضطرب ہونے کی بجائے زبان و قلم کو لگام دیں

دشمن احمد پہ شدت کیجئے ملحدوں کی کیا مروت کیجئے
ذکر ان کا چھیڑیے ہر بات میں چھیڑنا شیطاں کا عادت کیجئے
کیجئے چرچہ انہی کا صبح و شام جانِ کافر پر قیامت کیجئے

حضرت مولانا یٰسین اختر مصباحی کی ایک وضاحتی تحریر مرقومہ ۴ ر ذی قعدہ ۱۴۳۵ھ مطابق ۳۱ ر اگست ۲۰۱۴ء میرے پیش نظر ہے، جس کی سرخی ''حضرت تاج الشریعہ کا ایک نہایت اہم استفتاء'' ہے اس تحریر کا آغاز مولانا نے حضرت امیر خسرو اور ڈاکٹر اقبال کے اشعار سے کیا ہے اس کے بعد لکھتے ہیں۔

معزز قارئین اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ:

اس وقت تاج الشریعہ حضرت مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں قادری رضوی ازہری بریلوی دامت برکاتہم العالیہ علمائے اہلسنت و جماعت کے طبقہ اولیٰ میں سرفہرست اور علمائے اہلسنت کی صف اول میں میر مجلس اور شہ نشین ہیں، آپ کے بیان، تحریر فکر و خیال اور رائے کی حیثیت اتنی واضح ہے کہ قارئین کرام کو اس سلسلے میں کچھ بتانے اور سمجھانے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ خواص و عوام اہلسنت آپ کا بے حد احترام کرتے اور دل سے آپ کے ساتھ عقیدت رکھتے ہیں۔ مگر صرف راقم سطور ہی نہیں بلکہ بے شمار علما و خواص و عوام کے لئے ایک انتہائی تشویش و اضطراب کی بات یہ ہے کہ: حضرت تاج الشریعہ نے بار بار، زبانی و تحریری طور سے راقم سطور، یٰسین اختر مصباحی کی ایمان افروز و فکر انگیز تالیف ''عرفان مذہب و مسلک'' کو بمبئی اور پور بندر

گجرات کے جلسوں میں ''رسوائے زمانہ کتاب''' 'اور گمراہ کن کتاب'' وغیرہ فرمایا ہے، اسی طرح اندور، مدھیہ پردیش اورالہ باد، اتر پردیش کے دینی وفقہی سیمنار کے اپنے تحریری خطبۂ صدارت میں اس کے خلاف اپنی رائے ظاہر کی ہے اور شرعی الزامات، قائم کیے ہیں، اس مضمون کے دوسرے صفحے پر حضور تاج الشریعہ کے ذریعے مرکز اہلسنت برکات رضا پور بندر گجرات (حضرت علامہ مولانا عبدالستار ہمدانی کے یہاں) اجلاس عام منعقدہ آغاز دسمبر ۲۰۱۳ء میں دے گئے بیان کا اقتباس نقل کیا ہے، حضور تاج الشریعہ کے بیان کے وہ الفاظ جن پر مولانا کی خصوصی توجہ مرکوز ہے'' ملتے رہے'' بیٹھتے رہے۔ اب بد مذہبوں کا ردّ، آپ پوری کتاب پڑھ جایئے اس میں ایک جگہ تو صراحۃً آپ کو ملے گا کہ؛ کچھ لوگ قلت مطالعہ اور جانے کیا کیا الفاظ ان پر لکھے۔ کی بناء پر سمجھ بیٹھے ہیں کہ: جب تک کسی فرقے کے اساطین واکابرین کو پورے خبیث ومردود اور کافر نہ کہا جائے، رد کا حق ادا ہو ہی نہیں سکتا۔ رد کی بناء پر علمائے اہلسنت وجماعت کی یہ توہین؟ میں خود کچھ نہیں کہتا، اس بڑے مدرسہ کے علما سے پوچھتا ہوں اور تمام علمائے اہلسنت سے فتوی پوچھتا ہوں کہ:'' علمائے اہلسنت وجماعت کی یہ توہین اور اس رد کی بناء پر کیا حکم ہے؟ پوری کتاب میں صراحۃً اور کنایۃً، مذہب، بدمذہبی کا رد کرنے والوں سے بیزاری اور ان کی تفضیح اور ان کی تجہیل، پیشہ وارانہ اور تاجرانہ طرز عمل کی تہمت ان پر رکھی گئی ہے۔'' یہ کتاب ''عرفان مذہب ومسلک'' یہ عرفان مذہب ومسلک نہیں ہے بلکہ ''عرفان ندویت'' ہے ''عرفان صلحکلیت'' ہے اس سے آپ لوگوں کو سخت پرہیز لازم ہے اِلٰی آخرہٖ۔

حضور تاج الشریعہ کا یہ جملہ: کہ میں خود کچھ نہیں کہتا اس بڑے مدرسہ کے علماء سے پوچھتا ہوں اور تمام علمائے اہلسنت سے فتوی پوچھتا ہوں اِلٰی آخرہٖ اس جملے سے

مصباحی صاحب یا تو دھوکہ کھا گئے یا دھوکہ دینے کی سعی نامراد فرمائی کہ حضور تاج الشریعہ نے علما سے استفتا فرمایا ہے، اتنی اردو تو تعمیر ادب پڑھنے والے بچے بھی سمجھتے ہیں کہ جب اس طرح کا کوئی جملہ بولا جاتا ہے تو اس سے قائل کی مراد جانکاری حاصل کرنا نہیں بلکہ اس شئ کی بداہت بیان کرنا ہوتی ہے، مصباحی صاحب کی جس عبارت کے سلسلے میں حضور تاج الشریعہ نے اس بڑے مدرسے کے علما اور دیگر علمائے اہلسنت کی توجہ مبذول کرائی ہے اس جملے کا تیور، انداز اور اس کے الفاظ، وہابیوں دیوبندیوں کا ردّ کرنے والے علما سے اہلسنت کی اہانت وتحقیر میں اظہر من الشّمس ہیں۔ ساتھ ہی رد کرنے والے علما کو رد بدمذہباں سے روکنے اور ان کو کافر ومرتد بتا کر عوام اہلسنت کو ان سے دور رہنے کے خلاف ایک منصوبہ ہے، اگر تاج الشریعہ کا مقصود استفتا ہوتا تو پھر یہ کیوں فرماتے کہ: یہ عرفان مذہب ومسلک نہیں ہے بلکہ ”عرفان ندویت“ ہے عرفان صلحکلیت“ ہے اس سے آپ لوگوں کو سخت پرہیز لازم ہے، مذکورہ جملے کھلم کھلا یہ اعلان کر رہے ہیں کہ یہ استفتا نہیں بلکہ اپنے وقت کہ سب سے بڑے ذمہ دار عالم، فقیہ، قاضی اور قوم وملت کے رہنما کا فیصلہ ہے، لوگوں کو تنبیہ کرنا اور ڈرانا مقصود ہے۔ مصباحی صاحب کی مذہب مخالف، بدمذہب نواز، وہابیت افروز عبارت کی گمراہی سے عوام وخواص کو آگاہ کرنا ہے۔

اہلسنت کے سب سے بڑے فقیہ، مفتی، عالم جو مسلمانان اہلسنت کے سب سے مقبول ومحترم پیشوا ہیں اگر انہیں کو فتوی پوچھنے کی حاجت پڑتی ہے تو باقیوں کا کیا حال ہوگا؟ ہمیں معلوم ہے کہ مصباحی صاحب کو خوب اچھی طرح علم ہے کہ تاج الشریعہ نے کسی سے استفتا نہیں کیا ہے بلکہ علما کی توجہ طلب کی ہے لیکن مصباحی صاحب نے تاج الشریعہ، محدث کبیر اور علامہ مفتی محمد شعیب رضا نعیمی کے بیان سے تلملا کر یہ سرخی قائم کی کہ: تاج الشریعہ کا ایک نہایت اہم استفتا، اگر تاج الشریعہ نے

استفتا کیا تھا تو آپ کو جواب ایک مفتی کے انداز میں دینا چاہیے تھا لیکن آگے کے جملے سے یہ ظاہر ہے کہ آپ علما کی شرعی گرفت سے گھبرا کر اپنے غلط جملے کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ تو رہا مصباحی صاحب کے مضمون کی ہیڈنگ سے متعلق، مصباحی صاحب آگے کی سطور میں فرماتے ہیں کہ: مگر صرف راقم سطور ہی نہیں بلکہ بے شمار علما وخواص وعوام کے لے ایک انتہائی تشویش واضطراب کی بات یہ کہ: حضرت تاج الشریعہ نے بار بار زبانی وتحریری طور سے راقم سطور یٰسین اختر مصباحی کی ایمان افروز وفکر انگیز تالیف ''عرفان مذہب ومسلک''، ممبئی اور پور بندر گجرات کے جلسوں میں ''رسوائے زمانہ کتاب'' اور گمرہ کن کتاب وغیرہ فرمایا ہے۔

اس سلسلہ میں عرض ہے کہ جناب کو تشویش واضطراب کا عارضہ پیش آیا ہوگا لیکن آپ کا یہ کہنا کہ بے شمار علما اور خواص وعوام کے لئے ایک انتہائی تشویش و اضطراب کی بات ہے، میں سمجھتا ہوں کہ آپ اپنی بے چینی اور پریشانی کو بیشمار علما خواص وعوام کے اضطراب سے تعبیر فرما کر اپنا بوجھ ہلکا کرنے کی کوشش کی ہے۔ آپ نے بیشمار علما اور عوام وخواص لکھا ہے۔ اگر یہ صحیح ہوتا تو کم از کم نو دس لوگوں کو تو براہ راست حضور تاج الشریعہ سے دریافت کرنا تھا تا کہ بیشمار کا جملہ نادرست سہی کم از کم جمع کثرت کی قلیل تعداد کا تحقق ہو جاتا۔ آپ کے ان جملوں سے بو آرہی ہے، ان بلوائیوں کی شرانگیزی وفتنہ خیزی کی جو حضرت سیدنا عثمان غنی کے خلاف عالم اسلام میں جھوٹی افواہیں پھیلا رہے تھے۔

مصباحی صاحب قبلہ: حضور تاج الشریعہ اور دیگر علمائے حق کے بیانات اور اقوال سے مضطرب ہونے کی بجائے ضرورت ہے کہ پوری جماعت اکابر واسلاف شرعیہ کی پیروی کرے اور اپنی زبان وقلم کو لگام دے، اگر آپ حضرات نے اپنے قلم اور اپنی زبان کو محتاط رکھا ہوتا تو آج تاج الشریعہ یا کسی اور عالم دین کو آپ

لوگوں پر شرعی الزامات عائد کرنے کی ضرورت کیوں پڑتی ؟

تاج الشریعہ جماعت اہل سنت کے سب سے بڑے فقیہ وعالم اور ذمہ دار شخص ہیں یہ اور بات ہے کہ آج آپ اور ضمیر فروشوں کا ایک ٹولہ مخالفت اور بدزبانی پر آمادہ ہے لیکن کل تک تو آپ بھی انہیں کی مدح خوانی کرتے تھے، کل تک تاج الشریعہ کے ایک ایک جملے کی حفاظت اور تعمیل کے لئے سر سے کفن باندھ کر میدان جہاد میں اترنے والے سپاہی آج اپنے حق میں تاج الشریعہ کے فیصلوں اور فتووں سے کیوں مضطرب ہو رہے ہیں؟

حضور تاج الشریعہ نے بمبئی، گجرات، اندور، الہ باد کے عوامی اجلاس اور سمیناروں میں تحریراًاور تقریراًجو کچھ فرمایا وہ حق وصواب ہے، تقریباًڈیڑھ سال سے جن عبارتوں کے پیچ وخم آپ درست کرنے میں لگے ہیں وہ ایمان افروز ہیں نہ فکر انگیز بلکہ ایمان سوز اور وہابیت افروز ہیں۔

اگر اپنے ہی علما کی تردید وتوہین اور تجہیل کا نام ایمان افروز ہے پھر تو ایمان کا بڑا اھنڈارا وہابیوں اور شیعوں کے یہاں ہونا چاہیے اس لئے کہ وہ علمائے حق ہی کی توہین نہیں کرتے وہ تو غوث وخواجہ، قطب، ابدال بلکہ صحابہ اور خدا اور رسول کی گستاخی کو توحید خالص اور عین اسلام تصور کرتے ہیں ۔آپ نے فرمایا ہے کہ :عرفان مذہب ومسلک ؛ کا بغور مطالعہ کیجئے تو اس میں علمائے اہل سنت کے تعلق سے کوئی ایسی بات نہیں ملے گی جو ان کے وقار وعظمت کے خلاف ہو اور شرعاً قابل گرفت ہو۔ البتہ بعض ؛ جہلائے اہلسنت ؛ کے عمل اور فکر وخیال کے بارے میں ضرور مواخذہ وتنبیہ بہ نیت اصلاح ہے، جو اپنی جگہ بالکل صحیح ودرست ہے قارئین اندازہ کریں یہ وہی حضرت مصلح ومفکر ودانشور ہیں جو بد مذہبوں کے اساطین کو کافر ومرتد کہنے کو خلاف مصلحت اور غیر مفید بتاتے ہیں لیکن خود اہلسنت کے بعض

علما کو جہلائے اہلسنت بہ نیت تبلیغ واصلاح کہنے کو ضروری اور درست ٹھراتے ہیں ،میں نے پہلے بھی اس گروہ کے تمام افراد سے گزارش کی تھی اور پھر کررہا ہوں کہ آپ جتنی ہمدردی اساطین روافض وخوارج اور وہابیہ دیابنہ کے لئے رکھتے ہیں نہ زیادہ ،کم ازکم اتنی ہی ہمدردی اگر اہلسنت کے عوام وخواص کے لئے پیدا کرلیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اختلاف کی خلیج کم ہوسکتی ہے۔اس سے پہلے کئی علما نے آپ سے تحریراً یہ مطالبہ کیا کہ آپ کی کتاب میں کئی مقامات پر علمائے اہلسنت کی توہین متبادر ہے۔اور فتاویٰ رضویہ وغیرہ کے حوالے سے یہ واضح کیا گیا کہ توہین علما کفر ہے لیکن آپ نے وہابیوں ، دیوبندیوں اور تبلیغوں کی طرح یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ ہمیں کسی کی سننی ہی نہیں ہے بس ہم وہی کہتے رہیں گے جواب تک کہتے رہے ہیں۔تم اپنی سی کہے جاؤ ہم اپنی سی کیئے جائیں۔

ہزار ہنگاموں اور شرعی الزامات کے باجود وہی رٹے رٹائے جملے ایمان افروز ،فکر انگیز آپ کے اس ایمان افروز کی حقیقت بس اتنی سی ہے کہ اپنے منہ مٹھو بنے رہیں۔زمانہ کہہ رہا ہے کہ آپ کی کتاب سے جماعت میں انتشار پیدا ہوا، آپس میں سوال وجواب کا سلسلہ چل پڑا اور آپ ایمان افروز اور فکر انگیز کی تسبیح پڑھ رہے ہیں۔آپ کی فطرت میں خصلت وہابیت اس طرح رچ بس گئی ہے کہ توہین اکابر کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔آپ فرماتے ہیں حضرت تاج الشریعہ چوں کہ اس وقت نہ صرف لکھنے پڑھنے سے بلکہ سننے سے بھی بڑی حد تک معذور ہیں اس لئے ظاہر یہی ہے کہ کسی نے عرفان مذہب ومسلک کی کچھ عبارت سنائی اور کچھ چھوڑ دی، معلوم نہیں کس مقرب اور معتمد عالم یا علامہ نے زبانی طور پر کچھ بتایا اور کچھ چھوڑ دیا۔

اہل دانش خوب سمجھتے ہیں کہ جناب کا نشانہ کہاں ہے اور کیا کہنا چاہتے ہیں، آپ کے

انداز میں اگر میں آپ سے کہوں کہ جناب مصباحی صاحب عرصے سے بصارت سے کافی حد تک محروم تو تھے ہی چند سال پہلے برین ہیمرج ہوا جب سے دماغی خلل کے بھی شکار ہو گئے۔ تو کیسا لگے گا؟ حالانکہ صحیح ہے اس کے بعد سے ہی آپ کی بے راہ روی طشت از بام ہوئی ہے۔

گویا کہ آپ یہ کہنا چاہتے ہیں حضور تاج الشریعہ کوئی بیان یا تحریر دینے سے پہلے نہ اس کی تحقیق کرتے ہیں اور نہ کچھ جانتے ہیں جو کچھ جس نے بتا دیا بس اسی پر اعتماد کر کے بیان دے دیتے ہیں، اگر ایسا ہی ہے تو پھر حضور تاج الشریعہ کے بیان سے آپ کو مضطرب نہیں ہونا چاہئے تھا لیکن آپ کی بے چینی بتا رہی ہے کہ تاج الشریعہ کا کوئی بیان نہ بلا تحقیق ہوتا ہے نہ بے تاثیر ہوتا ہے۔ جو فرماتے ہیں وہ حق اور صواب پر مبنی ہوتا ہے اور عوام وخواص میں مقبول ہوتا ہے، آپ نے فرمایا کہ معلوم نہیں کس مقرب اور معتمد عالم وعلامہ نے کچھ بتایا اور کچھ چھوڑ دیا، صحیح کہا آپ نے۔ آپ لوگوں سے زیادہ بہتر اس بات کا کس کو تجربہ ہو سکتا ہے۔ کہ کتنا سنانا ہے اور کتنا چھوڑنا ہے۔ اس کا اظہار تو حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے اپنے اس مقالے میں فرما ہی دیا ہے جو چلتی ٹرین میں نماز کے عدم جواز سے متعلق ہے جسے مناظر اہل سنت حضرت علامہ مفتی شمشاد احمد صاحب مصباحی استاذ جامعہ امجدیہ نے ترتیب دیا ہے۔ کسی سے پڑھوا کر سن لیجئے گا کہ مجلس شرعی کے ذمہ داروں نے ناجائز کو جائز کا جامہ پہنانے کیلئے کہاں کی عبارت چھوڑی اور کہاں کی لکھی ہے۔ آپ نے لکھا ہے کہ قرآن وحدیث اور آثار وروایات کے پورے ذخیرے میں کہیں ایسا نہیں ملے گا کہ بلا ضرورت وافادیت کافر و مرتد کی تکرار کی گئی ہے۔ ارشادات واقوال ائمہ مجتہدین وفقہائے اسلام وکتب ورسائل اکابر واسلاف سواد اعظم اہلسنت والجماعت کا پورا مطالعہ کر جایئے آپ کو ان میں کسی کو کافر و مرتد کہا اور لکھا ہوا اسی وقت ملے

گا۔ جب اس کی کوئی ضرورت افادیت مقصود ہو، بلا ضرورت اور بطور عادت کہیں بھی کسی کو کافر و مرتد کہا اور لکھا ہوا نہیں ملے گا۔

فقیہ اسلام امام احمد رضا قدس سرہ کے رسائل و کتب اس سلسلے میں بھی ہمارے بہترین ہادی و رہنما ہیں کہ ان میں سے جس کا بھی مطالعہ کیا جائے اس کا طرز و طریقہ یہی ہے کہ فرقہ باطلہ کے عقائد و خیالات و افکار کا آپ نے دلائل کے ساتھ رد فرمایا ہے۔ انہیں بار بار بلا ضرورت کافر و مرتد لکھنے کے نمونہ آپ کی کسی کتاب و رسالہ میں نہیں ملیں گے۔

سچ کہا ہے کہ ایک جھوٹ کو چھپانے کیلئے آدمی سو جھوٹ بولتا ہے۔ مصباحی صاحب اب آپ ہی بتائے کہ کافروں اور مرتدوں کو کافر یا مرتد کہنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو اس کے مواقع کا تعین آپ فرمادیں کہ قبل جمعہ خطیب بد مذہبوں کی بد مذہبی بیان کرے گا یا نہیں اور کرے گا تو کتنی بار اور کتنے وقفے سے کون کون لوگ بد مذہبوں کی تکفیر و تردید کریں گے اور کہاں کہاں؟ ایک شخص کو دار القلم کے جلسہ میں مدعو کیا گیا یا جامعہ اشرفیہ کے جلسے میں بلایا گیا وہاں وہ رد کرے گا یا نہیں؟
ایک شخص یہ جانتا ہے کہ دیوبندی مسلمان نہیں ہیں۔ لیکن پورے طور پر دلائل اسے از بر نہیں، اگر کہیں وہابی اور دیوبندی کا تذکرہ آتا ہے تو وہ ان کو کافر کہے گا یا نہیں۔ کس شہر اور کس دیہات کے کون کون سے جلسے میں کسے تکفیر و تردید کا حق ہوگا وضاحت کے ساتھ ثابت کریں۔

یہ بات آپ کے ذہن میں کیسے آئی کے بعض لوگ قلت علم و مطالعہ کے سبب یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ جب تک کسی فرقہ باطلہ کے اساطین کو بار بار کافر و مرتد اور خبیث نہیں کہیں گے تب تک رد فرقہ باطلہ کا حق ادا ہو ہی نہیں سکتا۔
کیا کسی نے اس بات کا ادعا کیا؟ ثبوت شرعی پیش کریں کہ کس عالم و خطیب نے یہ

بات کہی اور کب کہی، کہاں کہی اور کن کن لوگوں کے سامنے کہی اور یہ ذکر کرنا ہرگز نہ بھولیں کہ اس نے بار بار کی قید لگائی تو بار بار سے اس کی مراد کیا ہے!

کیا کسی عالم وخطیب یا امام کو آپ نے دیکھا یا اس کا بیان سنا کہ وہ کھڑا ہوا اور شروع کر دیا وہابی دیوبندی کافر ومرتد وخبیث ہیں اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی وغیرہ کافر ہیں کافر ہیں ھلم جرًّا آپ مع حواریوں کے قیامت تک یہ ثابت نہیں کر پائیں گے کہ کسی عالم نے ایسا کیا یا اس بات کا دعویٰ کیا، ہاں اپنی ہر تقریر وبیان میں اساطین وہابیہ دیابنہ جن سے آپ کے قریبی مراسم ہیں سنی علما تردید کرتے ہیں اور ان کے اوپر لگے فتویٔ کفر کو بیان کرتے ہیں۔

آپ کہتے ہیں کہ بلا حاجت وفائدے کے قرآن وحدیث اور اقوال ائمہ یہاں تک کہ اعلیحضرت فاضل بریلوی کے رسائل وکتب میں بھی انہیں بار بار کافر ومرتد کہنے کے نمونے نہیں ملیں گے۔

اب سنیے قرآن میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۚ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۙ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۭ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۔ دوسری جگہ فرمایا گیا۔ تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ الی آخرہ۔

یہ بتایے کہ کوئی امام ان جیسی صورتوں کو نماز میں پڑھے گا یا نہیں خوب غور کر لیجئے گا پھر بتائیے گا کہ نمازوں میں، تلاوت میں، قُل شریف وغیرہ میں ان سورتوں کو پڑھا جائےگا یا نہیں؟ بعض لوگ قُل شریف کا آغاز ہی قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ سے کرتے ہیں فرمایے کیا کہیں گے؟ آپ کے مطابق تو ان سب سورتوں کو زندگی میں ایک بار بھی پڑھ یا سن لیا تو کافی ہو جائیگا، اس لیے کہ بار بار پڑھنا تو آپ کے مطابق صحیح نہیں، اس لئے کہ جتنی بار پڑھے گا اتنی بار کافر کافر کی تکرار ہو گی۔

اب آیئے اعلیحضرت کی بارگاہ میں، آپ نے ضرورت وافادیت کی قید لگا کر یہ سمجھا تھا کہ شاید یہ شرطیں آپ کو مفید ہوں لیکن یہاں بھی وہی بے مرادی ہاتھ لگی۔ سنیئے غور سے اعلیٰ حضرت کیا فرماتے ہیں۔

دشمن احمد پہ شدت کیجئے ملحدوں کی کیا مروت کیجئے
ذکر ان کا چھیڑیے ہر بات میں چھیڑنا شیطاں کا عادت کیجئے
مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں ذکر آیات ولادت کیجئے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے
کیجئے چرچہ انہی کا صبح و شام جانِ کافر پر قیامت کیجئے
شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

یہاں تو اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ ہر بات میں آقا کا ذکر ہونا چاہے اور جو مخالفین، گستاخ رسول ہیں ان کو چھیڑنا اپنی عادت بنالیجئے اب فرمایے کیا کہیں گے۔

ان اشعار میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے وہابیہ دیوبندیہ کو کافر، شیطان، ملحد کہا۔ آپ فرماتے ہیں حبیب پاک ﷺ کا ذکر صبح وشام اس غرض سے ہوتا کہ وہابیوں، دیوبندیوں کا دل جلے، قیامت کا دن کتنا شدید اور مصیبت کا ہوگا اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا تذکرہ صبح وشام اس لیے کیجئے کہ وہابیوں دیوبندیوں کا دل جلے، منع کریں تو لوگ وہابی کہیں نہ منع کر پائیں تو اندر ہی اندر کڑھیں۔

ایک جگہ اور اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

اعلیٰ حضرت کے ان اشعار سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ بدمذہب، گستاخ رسول و گستاخ صحابہ و اہل بیت و گستاخ اولیاء اللہ کیلئے کوئی ہمدردی اور نرمی نہیں ہونی چاہئے بلکہ ان پر سختی کی جائے۔ مقاطعہ کیا جائے۔ ایمان کو تازگی اور روح کو سرور بخشنے والا اب اعلیٰ حضرت کے فتاوی سے ایک فتویٰ ملاحظہ فرمائیے۔ سنیت کو جلا بخشنے والا، وہابیت کو فنا کردینے والا اور اہل بدعت کے بہی خواہوں کی نیّا غرق کردینے والا۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کا فتویٰ مبارکہ ذیل کے سطور میں ملاحظہ فرمائیں یقیناً ہر متصلب سنی کا سینہ چوڑا ہو جائے گا اور صلح کل کے مریضوں کا غم دوبالا ہو جائے گا۔

مسئلہ ۴۹ے از سرکار اجمیر مقدس لنگر گلی مسئولہ حکیم غلام علی

۶ رشوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام جامع درگاہ شریف حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ بعد ہر نماز یہ کہتا ہے کہ اے خداوند کریم! غیر شرعی داڑھی منڈے جھوٹے دعویداران خلافت کو سچا دعویدار خلافت بنادے اور جب کبھی وہابیوں کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے مولویوں کو اور جو مولوی خلافت کو اپنے پیٹ بھرنے کا پیشہ بناتے ہیں اور ان کے سب پیرووں کو خوب برا کہتا ہے ان کے پیچھے بموجب شرع مطہرہ نماز پڑھنا جائز ہے۔ اور جو مولوی اس کے پیچھے نماز پڑھنا حرام بتائے اس کیلئے شرعاً کیا حکم ہے۔ اگر یہ بحث مسجد میں ہوتی ہے تو مسجد کی توہین ہوتی ہے یا نہیں بینوا بالتفصیل توجروا عند الرب الجلیل۔

الجواب۔ اس دعاء میں کوئی حرج نہں اور وہابیہ کی برائی بیان کرنا فرض ہے۔ یوں ہی جھوٹے مدعیان خلافت اور اس نام سے شکم پروران پر آفت کی شناعت سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا ضروری ہے اور مسجد کے مجمع مسلمانان ہو ان بیانوں کا بہتر موقع ہے اور اس میں مسجد کی کچھ توہین نہیں کہ مساجد ذکر اللہ کیلئے بنائی

گئی ہیں اورنھی عن المنکر اور بیان شناعت گمراہان اعظم طرق ذکراللہ واجل احکام شریعۃ اللہ سے ہے۔حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں 'اترعون عن الذکر الفاجرمتی یعرفہ الناس اذکروا الفاجر بما فیه یحذرہ الناس' کیا فاجر کو برا کہنے سے پرہیز کرتے ہو۔لوگ اسے کب پہچانیں گے، فاجر کی برائیاں بیان کرو کہ لوگ اس سے بچیں (فتاوی رضویہ جلد ٦۔صفحہ نمبر ۵۹۷۔۵۹٦ مترجم) اب بتائیں اعلیٰ حضرت سے یہ سوال کرنے والے کوئی عام آدمی نہیں بلکہ سرکار اعظم خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے حکیم غلام علی ہیں۔سوال کرنے والا پوچھتا ہے کہ ہر نماز کے بعد جھوٹے دعویداران خلافت کو سچا دعویدار بننے کی دعا اور جب بھی وہابیوں کا ذکر آجائے تو ان کے مولویوں اور ان کے پیرووں کو خوب برا کہتا ہے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں نہ اس دعا میں کچھ حرج ہے نہ وہابیوں کو برا کہنا غلط ہے بلکہ وہابیوں کی برائی بیان کرنا فرض ہے۔آگے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں جھوٹے دعویداران خلافت اور شکم پروروں کی شناعت کو بیان کرنا اور وہابیہ کی برائی بیان کرنا اعظم طرق ذکراللہ واجل احکام شریعۃ اللہ ہے۔اور یہ کام مسجد میں بہتر ہے اس لئے کہ مسجد مجمع مسلمانان ہے۔اب بتائیں۔آپ تو کہتے تھے کہ کہیں بھی فرقہ باطلہ کے اساطین کو کافر و مرتد نہیں کہا گیا حالانکہ اس فتویٰ مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ اگر ہر نماز کے بعد بھی وہابیہ کی خباثت کو بیان کیا جائے تو غلط نہیں بلکہ صحیح ہے۔اور کہنا چاہئے اس لئے کہ داڑھی منڈانا نماز نہ پڑھنا اور دیگر بداعمالیوں میں ملوث ہونا بڑا جرم ہے۔لیکن وہابیت تمام فسق وفجور اور معصیت سے بڑا جرم ہے، اس لئے وہابیوں کے مکروفریب سے عوام کو بچانا بہت ضروری ہے، وہابیوں کو کافر و مرتد کہنا چاہئے اور بار بار کہنا چاہئے تاکہ لوگ اس سے غافل نہ

ہو جائیں ،جس طرح سے ہر تقریر و تحریر میں فضائل نماز بیان کرنا، بے نمازی کی شناعت کو ذکر کرنا داڑھی منڈوں کے گناہ کو ظاہر کر کے لوگوں کو اس برے فعل سے باز رکھنا غلط نہیں۔اسی طرح ہر موقع پر وہابیوں، دیوبندیوں کو بار بار کافر و مرتد کہنا صحیح ہی نہیں بلکہ ایک سچے عالم کی شان ہے۔ اسلئے کہ بد عملی سے بڑا گناہ بد اعتقادی ہے۔اور جب بد اعتقادی سب سے بڑا جرم ہے تو سب سے پہلے اور سب سے زیادہ اس جرم سے لوگوں کو آگاہ کرنا چاہئے۔

جاری ہے

انیس عالم سیوانی
جنرل سکریٹری امام احمد رضا فاؤنڈیشن لکھنؤ
۲۱ر ذوالحجہ ۱۴۳۵ھ
مطابق ۱۷ر اکتوبر ۲۰۱۴ء

متفق علیہ مسائل کومختلف فیہ بنانے کی مذموم اور قبیح کوشش

علما اور عوام اہلسنّت کے باخبر حضرات اس حقیقت سے کافی حد تک واقف ہیں کہ ادھر کئی سالوں سے مولانا یٰس اختر مصباحی جماعت اہلسنّت کے شیرازہ کو منتشر کرنے کی منظم اور پیہم کوشش کر رہے ہیں، تحریراً تقریراً مولانا مصباحی اور جامعہ اشرفیہ کے بعض اساتذہ اور ذمہ دار حضرات اکابر علمائے اہلسنّت کی توہین وتضحیک اور متفق علیہ مسائل شرعیہ کومختلف فیہ بنانے کی منصوبہ بند سعی کر رہے ہیں۔

مسلسل کتابچے، مضامین اور بیانات، الیکٹرانک اور پرنٹ ذرائع سے عوام وخواص میں ارسال کئے جارہے ہیں تاکہ عوام وخواص میں انتشار کی صورت پیدا ہو، افراتفری مچے اور اہلسنّت کا اعتماد اپنے علما سے متزلزل ہو جائے۔

ایسے ایسے مسائل جن میں صدیوں سے علما اور مفتیان ذوی الاحترام کا اتفاق چلا آرہا ہے اور عوام وخواص کا جن پر بلانکیر عمل جاری وساری ہے۔ ان مسائل شرعیہ متفقہ کو متنازعہ اور مختلف فیہ بنانے کی قبیح اور غیر شرعی عمل جامعہ اشرفیہ کے بعض حضرات کر رہے ہیں اور ان تمام خرافاتی اور انتشاری منصوبوں کے تشہیر اور پروپیگنڈہ کا کام رئیس القلم جناب مولانا یٰس اختر صاحب فرمارہے ہیں۔ اصل موضوع پر کچھ عرض کرنے سے قبل یہ بات قارئین ملحوظ خاطر رکھیں کہ دارالقلم کو قائم ہوئے پچیس تیس سال کا عرصہ ہو رہا ہے، لیکن اس سے پہلے کبھی بھی دارالقلم اتنا متحرک اور فعال نظر نہیں آیا، جتنا کہ آج، آخر اس کا سبب کیا ہے؟ یہ غور کرنے کا مقام ہے، دیوبندیت کا فتنہ، تبلیغی جماعت کا فتنہ، مودودیت کا فتنہ، آج کے دور میں قادیانیت اور غیر مقلدیت کا فتنہ۔ وغیرہ وغیرہ۔

یہ تمام فتنے اہلسنّت کے خلاف، ہمارے اکابر کے خلاف منظم اور منصوبہ

بند طریقے پر طویل عرصے سے کام کر رہے ہیں۔ حیرت ہے کہ مولانا مصباحی ان جماعتوں اور تحریکوں کے خلاف اتنے سرگرم کبھی نہیں نظر آئے اور نہ کوئی تحریک چلائی جس سے ان فتنوں کو لگام لگ سکے۔ لیکن آپسی اختلافات اور فروعی مسائل بین علمائے اہلسنّت کے سلسلے میں خیر الاذکیا مولانا محمد احمد مصباحی سابق پرنسپل جامعہ اشرفیہ، مفتی نظام الدین مصباحی برکاتی صدر مفتی و پرنسپل جامعہ اشرفیہ اور مولانا یٰسین اختر مصباحی رکن مجلس شوریٰ جامعہ اشرفیہ اتنے متحرک اور فعال ہوگئے کہ مسائل تحقیق کی حدوں کو پار کر کے تحریک کی صورت اختیار کر لئے، کہا جائے یا نہ کہا جائے ، افراد اہلسنّت آج جس کسمپرسی کے حالات سے گذر رہے ہیں اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔

مثل مشہور ہے **''کوّا چلا ہنس کی چال اپنی چال بھول گیا''**

بانی دار القلم جناب مصباحی صاحب کا ایک مضمون مجریہ ۶/ذیقعدہ ۱۴۳۵ھ مطابق ۲/ستمبر ۲۰۱۴ء جس کی ہیڈنگ ہے ''کون ہے لائق امامت؟؟؟'' جس میں صفحہ ۲ کی آخری سطر اور صفحہ تین کی ابتدائی سطور پڑھیں، تحریر فرماتے ہیں ''چلتی ٹرین میں نماز پڑھنے سے متعلق علما و مفتیان اہلسنّت کے ہر دو موقف میں سے کسی بھی موقف کے دلائل و براہین کی صحت وضعف کی کوئی بحث میں اس تحریر میں نہیں چھیڑوں گا۔ کیونکہ یہ منصب، صرف ان فقہا و مفتیان کرام کا ہے، جو فقہ و افتا کے باب میں وسیع المطالعہ اور کامل الفن ہیں۔''

مصباحی صاحب کے اس اقتباس سے یہ معلوم ہو گیا کہ مصباحی صاحب باب فقہ و افتا میں نہ وسیع مطالعہ رکھتے ہیں اور نہ اس فن میں انہیں مہارت حاصل ہے۔

اسی سے متعلق ایک اور اقتباس عرفان مذہب و مسلک سے پڑھتے چلیں ''مجھے اپنے بارے میں اس اعتراف و اظہار و اعلان میں کوئی تکلف نہیں کہ فقہ

وافتاء میں درک وکمال تو دوری کی بات ہے، اوسط بلکہ ادنیٰ درجہ کا بھی علم اور صلاحیت میرے پاس نہیں ہے۔ اس لئے جو ہوا، بہتر ہوا۔ (عرفان مذہب ومسلک طبع اول ص ۳۴)

ان دونوں اقتباس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مصباحی صاحب کا فقہ وافتا سے کوئی تعلق نہیں، پھر بھی مصباحی صاحب کا مجلس شرعی کے سیمیناروں میں شرکت کرنا اور فیصلوں پر دستخط کرنا اور اس پر طرّہ یہ کہ مسلسل فقہائے اہلسنّت کے مابین بعض مسائل میں اختلاف کو لیکر اظہار خیال فرمانا، مضامین لکھ کر عوام وخواص میں پھیلانا کیا یہ بیجا تعصب مذموم اور تحمق وفتنہ خیزی نہیں ہے؟ جب آنجناب بقلم خود یہ فرما رہے ہیں کہ فقہ وافتا سے تعلق نہیں رکھتے، پھر بھی چلتی ٹرین، یا کون ہے لائق امامت؟ کے سلسلے میں تبصرہ کرنا۔ مسلسل مضامین لکھ کر افراتفری پھیلانا کس مصلحت اور حکمت کا مظاہرہ ہے؟ سوائے اس کے کہ! ہر خاص وعام کو جری اور بے باک بنادیا جائے کہ وہ علما اور فقہا کے مابین اختلافات کو مضحکہ بنائیں۔

''کون ہے لائق امامت ؟؟؟'' کے آغاز میں مصباحی صاحب فرماتے ہیں کہ بیشتر قارئین کرام کے علم میں یہ بات یقیناً ہوگی کہ چلتی ٹرین میں نماز پڑھنے کے سلسلے میں علما ومفتیان اہلسنّت کا ایک فقہی موقف یہ ہے کہ'' موجودہ حالات میں فرض وواجب اور ملحق بواجب نمازیں، چلتی ٹرین میں بھی ادا کی جاسکتی ہیں، اور ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔'' جبکہ دوسرا فقہی موقف یہ ہے کہ اگر وقت جاتا ہوا دیکھیں تو یہ نمازیں پڑھ لیں اور بعد زوال مانع، ان کا اعادہ کرلیں۔''

آگے فرماتے ہیں:''چلتی ٹرین میں نماز کا مسئلہ، ایک غیر منصوص اور جدید فرعی فقہی مسئلہ ہے اور چونکہ ہر دو موقف، سنی حنفی علما ومفتیان کرام کے ہیں، اس لئے ان میں سے جس موقف پر کوئی سنی حنفی مسلمان عمل کرے، بلانکیر اس کا یہ عمل، جائز اور صحیح ہوگا''۔ خود مفتی نہیں، افتا میں درک وکمال نہیں رکھتے بلکہ ادنیٰ درجہ

سے بھی تہی دامن ہیں، پھر بھی یہ فرمارہے ہیں کہ چلتی ٹرین میں نماز کا مسئلہ غیر منصوص اور جدید فرعی فقہی مسئلہ ہے اور دونوں موقف میں جس پر بھی عمل کیا جائے بلا نکیر جائز وصحیح ہے۔ ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

مصباحی صاحب نے ”کون ہے لائق امامت؟؟؟“ کی بنیاد ہی مکر وفریب اور دجل عظیم پر رکھی، مصباحی صاحب نے جس کو اپنے مضمون میں پہلا موقف بتایا ہے یہ سراسر جھوٹ، بہتان اور ڈھٹائی ہے اور سینوں کو دھوکہ دے کر صلح کلیت کو فروغ دینے کی قبیح اور ذلیل حرکت ہے۔

علمائے اہلسنّت حنفیہ کا چلتی ٹرین میں فرض وواجب نماز سے متعلق ایک موقف ہے اور وہ واضح اور متفق علیہ ہے، وہ یہ ہے کہ: چلتی ٹرین میں نماز فرض وواجب جائز ودرست نہیں، اگر وقت جاتا ہوا دیکھے تو پڑھ لے، بعد زوال مانع اعادہ کرے۔ مصباحی صاحب نے جسے دوسرا موقف قرار دیا ہے درحقیقت وہی پہلا اور آخری موقف ہے اور جسے پہلا موقف بتایا وہ صرف گمراہ کرنے کے لئے یا جہالت کے سبب اور اس مضمون کے لکھنے کا مقصد ہی عوام وخواص کو دھوکہ دینا تھا اس لئے موقف ن کو دوسرا بتایا اور اس کی اصل عبارت کو چھوڑ دیا تا کہ جائز وناجائز کی دو ری کو کم کرسکیں۔ **ہندوستان میں ٹرین کے وجود میں آنے سے لیکر اب تک کے تمام علمائے اہلسنّت کا متفقہ فتویٰ اور فیصلہ یہی ہے کہ چلتی ٹرین میں فرض وواجب نماز نہیں ہوسکتی۔** اس لئے کہ نماز کے لئے استقرار علی الارض اور اتحاد مکان ضروری ہے، اور چلتی ٹرین میں یہ دونوں شرطیں مفقود ہیں، اس لئے چلتی ٹرین میں نماز جائز نہیں۔ مصباحی صاحب کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ چلتی ٹرین میں نماز کے جواز کی تحریک مفتی نظام الدین صاحب مصباحی اور مولانا محمد احمد مصباحی صاحب کی ہے۔ یہ جدید جدید کی رَٹ بھی بے فائدہ ہے۔ جدید اور فرعی اور غیر منصوص کے

پروپیگنڈے سے مجبوروبے بس طلبا یا روزی روٹی سے وابستہ ملازمین مرعوب ہوسکتے ہیں، جس کو آپ جدید کہتے ہیں آخراس کی اصل کتب فقہ میں ہے یا نہیں؟ کیا یہ درست نہیں کہ جمہور علما نے چلتی ٹرین کو مَرْکَبِ بَرِّیْ کے ساتھ لاحق کرتے ہوئے یہ فتویٰ دیا کہ چلتی ٹرین میں فرض وواجب نماز درست نہیں۔

اب رہا یہ کہ جن دو حضرات نے چلتی ٹرین میں فرض وواجب کو جائز کہا ہے۔ انہوں نے چلتی ٹرین کو مَرْکَبِ بَرِّیْ کب مانا ہے، وہ تو اس کا الحاق مَرْکَبِ بَحْرِیْ سے کرتے ہیں اور وہ دونوں حضرات مولانا عبدالحی فرنگی محلی اور مولانا نوراللہ نعیمی ہیں، تو کیا آپ کو نہیں معلوم کہ علمائے فرنگی محل سے آپ کے کتنے مسائل میں اختلافات ہیں؟

اگر علمائے فرنگی محل کی تحقیق کا اتنا ہی لحاظ ہے، پھر تو آپ کے مسلک کا بھی پتہ لگانا ہوگا، اس لئے کہ علمائے فرنگی محل نے تو دیابنہ کی تکفیر میں بھی تحمل اور تامل سے کام لیا ہے، تو کیا آپ بھی تکفیر دیابنہ میں تامل فرماتے ہیں؟

ٹرین کے مسئلہ میں مفتی نظام الدین صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ ''نماز فرض وواجب جائز وصحیح ہے اور یہ حکم فتاویٰ رضویہ سے مستفاد ہے۔'' جبکہ یہ بالکل جھوٹ ہے اور فریب و بہتان۔ اعلیٰ حضرت اور ہمارے تمام اکابرین کا یہ متفقہ فتویٰ ہے کہ چلتی ٹرین میں فرض وواجب جائز نہیں، اس لئے ماننا پڑے گا کہ اس غلط موقف میں مجلس شرعی نہ اعلیٰ حضرت کے ساتھ ہے، نہ مولانا عبدالحی فرنگی محلی کے ساتھ، اس لئے کہ آپ اسے مرکب بری سے ملحق مانتے ہیں، جبکہ فرنگی محلی صاحب اسے مرکب بحری سے ملحق مانتے ہیں۔

اس پوری بحث کا ماحصل یہ ہے کہ دجل وفریب، علما پر بہتان باندھنے، جماعت کے اجماعی موقف کے خلاف تحریک چلانے کے سبب مصباحی صاحب کو علی

الاعلان توبہ کرنی چاہئے، ساتھ ہی ایسے تمام افراد جو اس قسم کی انحرافی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں ان کو بھی توبہ ورجوع الی الحق کرنا چاہئے اور چلتی ٹرین میں نماز سے متعلق فتاویٰ رضویہ، بہار شریعت اور چلتی ٹرین پر فرض وواجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم، از حضور تاج الشریعہ فقیہ اسلام قاضی القضاۃ علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری مدظلہ العالی کا مطالعہ وعمل ضروری ہے۔

''کون ہے لائق امامت؟؟؟'' اس کا شافی وکافی جواب علامہ مفتی محمد ناظر اشرف صاحب نے ماہنامہ سنی آواز ناگپور شمارہ جولائی واگست ۲۰۱۴ء میں دے دیا ہے۔ لہٰذا مصباحی صاحب اور ان کی تحریک پر سوال کرنے والوں کو مذکورہ شمارہ کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

آپ حضرات کا بار بار فرعی اور غیر منصوص اور جدید کے اصرار کا بہت اچھا اور شاندار جواب مفتی ناظر اشرف صاحب نے آپ ہی کی کتاب امام احمد رضا ردّ بدعات ومنکرات سے دیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں: اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی ہدایت کی وجہ سے جن حضرات کو توبہ ورجوع کی سعادت میسر آئی اور برملا ان حضرات نے اس کا اظہار واعلان بھی کیا۔ وہ حضرات یہ ہیں:

(۱) بقیۃ السلف مولانا عبد الباری فرنگی محلی ۱۳۴۴ھ

(۲) مولانا عبد الماجد بدایونی م ۱۳۵۰ھ

(۳) مولانا محمد علی جوہر م ۱۹۳۱ء اور ان حضرات کی لغزشوں میں قربانی گاؤ کا بھی مسئلہ تھا، فتاویٰ رضویہ کو لیکر دیکھ لیجئے، اس میں بھی رجوع کا مطالبہ ہے، یہ فقہی فرعی مسئلہ ہے؟ یا جناب عالی کے نزدیک اصول دین؟

مصباحی صاحب اور ان کے ہمنواؤں سے چند سوالات

(۱) کھڑے ہو کر سلام پڑھنے کا منکر از روئے شرع کیا حکم رکھتا ہے؟

(۲) کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دلانا یا نہ دلانے کا جواز وعدم جواز مسئلۂ فرعیہ سے متعلق ہے یا اصول دین سے؟

(۳) اذان ثانی امام المنبر یا خارج مسجد مسئلۂ فرعی ہے یا اصول دین سے ہے؟

(۴) کھڑے ہوکر تکبیر سننا یا بیٹھ کر تکبیر سننا مسئلۂ فرعی ہے یا غیر فرعی؟

(۵) قوالی مع مزامیر یہ مسئلۂ فرعی ہے یا اصولی؟ قوالی مع مزامیر کے سننے والے کا کیا حکم ہے؟ اس کی اقتدا درست ہے یا نہیں؟

(۶) مسئلۂ دیت برائے عورت فرعی ہے یا اصول دین سے؟

ان مسائل میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت سے اختلاف کرنے والوں کا کیا حکم ہے؟ اس قسم کے مسائل میں پرچہ و مضمون وکتاب چھاپنا، شدت کے ساتھ کسی کی حمایت کسی کی مخالفت کا کیا حکم ہے؟

(۷) یہ اور ان جیسے دیگر مسائل فقط تحقیقی ہیں یا ان کے موافق ومخالف صواب وخطا کے مستحق قرار دیئے جائیں گے؟

(۸) جن علماء نے فتاویٰ حسام الحرمین کی جان بوجھ کر تصدیق نہیں کی صاف انکار کیا یا حیلہ بہانہ اختیار کیا، ان کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں، مسائل میں ان سے استدلال کہاں تک درست ہے؟

امید کہ مصباحی صاحب اولین فرصت میں ان سوالوں کا خود جواب مرحمت فرمائیں گے اور بصورت قلت علم ومطالعہ یا فقہ وافتا کے باب میں تہی دستی کے اپنے محبین و مخلصین جناب والا علامہ محمد احمد مصباحی صاحب اور علامہ مفتی نظام الدین صاحب کی مدد سے جواب عنایت فرمائیں۔ حالانکہ آجکل خیر الاذکیا علامہ مصباحی صاحب جامعہ اشرفیہ کے قدیم فارغ التحصیل، حافظ ملت کے چہیتے اور انہیں کے نامزد کردہ رکن مجلس شوریٰ اور عظیم ناقد وعروضی ڈاکٹر شرر مصباحی

صاحب کے سوالوں کے جوابات ڈھونڈنے میں پریشان ہیں۔

ڈاکٹر فضل الرحمٰن شرر مصباحی رکن مجلس شوریٰ اشرفیہ مبارکپور اور علامہ محمد احمد مصباحی سابق پرنسپل جامعہ اشرفیہ کے مابین علمی تحقیقی سوالات وجوابات کو پڑھنے اور حقائق سے آگاہ ہونے کے لئے اہل علم ''غمزۂ چشم ہمزہ'' کا ضرور مطالعہ کریں اور فیصلہ کریں کہ مولانا محمد احمد مصباحی صاحب اور ان کے حواری اشرفیہ کو کس ڈگر پہ چلانا چاہتے ہیں۔

واضح رہے کہ علامہ مفتی ناظر اشرف صاحب ناگپوری نے چلتی ٹرین میں فرض وواجب نمازوں کے عدم جواز سے متعلق جو تحقیقی فتویٰ دیا ہے، جس میں مجلس شرعی مبارکپور کے عاجلانہ تحقیق وفیصلہ کی خبر لی ہے۔ اس فتویٰ پر حضور تاج الشریعہ علامہ ازہری میاں صاحب اور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری صاحب سابق شیخ الحدیث وپرنسپل وصدر دارالافتا اشرفیہ مبارکپور کی تصدیق کے ساتھ دیگر علمائے مصدقین کی تعداد ۴۶۰ر ہے۔

مولانا مصباحی نے مفتی ناظر اشرف صاحب کے فتویٰ اور تصدیق کرنے والوں کی تضحیک واستہزاء کا کیا خوب انداز اختیار کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ''ان دو حضرات کے علاوہ سیکڑوں چھوٹے بڑے علما ومفتیان کرام واساتذہ ومدرسین وخطبا وواعظین ومعوذ ذین وائمہ ومؤذنین کے تصدیقی کلمات یا تصدیقی دستخط ہیں، جن کی مجموعی تعداد، چارسو ساٹھ (۴۶۰) ہے۔'' مفتی ناظر اشرف صاحب کے فتویٰ پر تصدیقی دستخط کرنے والوں سے پہلے مصباحی صاحب کو مجلس شرعی کے سیمیناروں میں شرکت کرنے والوں اور دستخط کرنے والوں کا حال بھی معلوم کرنا چاہئے تھا، جس مجلس شرعی کی سرپرستی اور قیادت ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہے، جن لوگوں کا دور دور تک فقہ وافتا سے کوئی تعلق نہیں اور مجلس شرعی کے روح رواں مفتیان ذوی الاحترام

شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کے بزرگوں کے شاگردوں میں آتے ہیں، بھلا ایسے لوگ استہزا کر رہے ہیں، حیرت ہے!

مجلس شرعی کے فیصلوں پر دستخط کرنے والوں کے ناموں پر بھی کبھی جناب نے غور کیا کہ جولوگ دوسری جگہ چپراسی بننے کے لائق نہ تھے، انہیں تملق وتعصب کے سبب مفتی ومدرس کا شرف بخشا گیا ہے۔

جس مجلس شرعی کے شرکا کا تعارف جناب والا بہت شان سے کراتے ہیں کبھی یہ بھی سوچا کہ ان میں اکثریت تملق پسندوں کی یا پھر مجبور وبے بس اساتذہ کی ہوتی ہے۔ کئی لوگ باہر کے ہوتے ہیں؟ کیا یہ ڈھکی چھپی بات ہے؟ ہٹلری حکم سے مجبور ہو کر اساتذہ محقق صاحب کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں، ورنہ محقق صاحب کو بھی معلوم ہے اور آپ کا قوت حافظہ اگر بالکل ہی مخبوط نہیں ہوا ہے تو آپ کو بھی یاد ہوگا کہ جب محقق صاحب نے مائک پر نماز کے جواز کی تحقیق فرمائی تھی، اس وقت ادارہ کے صدر مفتی نے کیا فرمایا تھا۔ سوپ تو سوپ چھلنی کیا بولے جس میں بہتر سو چھید

اور آج جس مفتی مطیع الرحمٰن پورنوی صاحب کے ذریعہ ڈوبتی نیّا کو پار گھاٹ لگانا چاہتے ہیں۔ مائک پر اقتداء کے بارے میں ان کی تحقیق کیا تھی؟

"کون ہے لائق امامت؟؟؟" کے صفحہ نمبر ۳ ر مصباحی صاحب فرماتے ہیں:

(۱) جدید فرعی فقہی مسئلہ میں مستند ومعتمد فقیہ ومفتی یا جماعت فقہا ومفتیان کرام کے اختیار کردہ کسی موقف کو "خرق اجماع" کہنا اور حرام وضلالت انجام، قرار دے کر توبہ ورجوع کا مطالبہ کرنا۔

(۲) جدید فرعی فقہی مسئلہ میں اپنے اختیار کردہ فقہی موقف کی وجہ سے کسی مستند ومعتمد فقیہ ومفتی یا جماعت فقہا ومفتیان کرام کو منصب امامت کے لئے نااہل قرار دینا، تاوقتیکہ وہ رجوع وتوبہ نہ کرے۔

مصباحی صاحب قبلہ جس مفتی صاحب کے استناد واعتماد اور فقاہت کا عَـلَـم اٹھائے پھر رہے ہیں، انہیں بھی معلوم ہے کہ یہ وہی مستند ومعتمد مفتی ہیں کہ لاؤڈ اسپیکر کے جواز کے مسئلہ پر انہیں نہ اپنے اساتذہ کا اعتماد حاصل تھا اور نہ شارح بخاری مفتی شریف الحق صاحب امجدی کا، اگر حاصل ہوا تو عوام وخواص کی جانب سے لعن طعن اور شارح بخاری کی جانب سے اظہار برأت۔

پہلے بھی میں کہتا رہا ہوں کہ اہل اشرفیہ صرف صاحب اقتدار پر اعتماد واستناد کرتے ہیں اور اسے اتفاق کہیئے کہ "بلّی کے بھاگو چھینکا ٹوٹا"

وہی مفتی متنازعہ فیہ جن سے کبھی اظہار برأت کیا جارہا تھا، اب وہ پرنسپل وصدر دارالافتا ہو چکے ہیں، پھر تو مستند بھی ہوئے، معتمد بھی ہوئے اور آگے آگے دیکھئے کیا کیا ہوتے ہیں! مجلس شرعی اور اشرفیہ کی وفادار ٹیم جس کو استناد واعتماد کی ڈگری جلی حرفوں میں لکھ کر دی جارہی ہے اگر کہیں کسی سبب سے یہ حضرات کسی دوسرے مدرسے کے مدرس یا مفتی یا مصدق ہوتے تو پھر یہ بھی مؤذنین یا معوّذین اور خطبا وواعظین میں شمار کرا کے استہزا کے قابل ٹھہرائے جاتے۔

بہر حال! مصباحی صاحب نے مفتی ناظر اشرف صاحب کے فتویٰ میں جن باتوں کو کوڈ کیا ہے وہ یہ کہ جدید فرعی فقہی مسئلہ میں جانبِ مخالف سے توبہ کا مطالبہ، اسے نا قابل امامت یا مخالف کے فیصلے کو حرام وضلالت کہنا ثابت ہے یا نہیں؟

حالانکہ ان اعتراضات کا جواب سنی آواز ناگپور شمارہ جولائی واگست ۲۰۱۴ء میں مفتی ناظر اشرف صاحب کے قلم سے شائع ہو چکا ہے۔ پھر بھی مصباحی صاحب کے اطمینان قلب یا اتمام حجت کے لئے فقہ وفتاویٰ کی کتابوں سے اقتباس پیش کررہا ہوں: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلۂ ذیل میں کہ: جامع مسجد کلول مہسانہ گجرات میں رمضان کی ۲۷/۲۸/۲۹ شب شبینہ ہوا، شبینہ میں

شب کو نیت کر کے نماز کی حالت میں کھڑے ہو گئے، پھر امام کے بغل سے ویڈیو کیسٹ اُتارا یعنی سب حالت نماز میں تھے اور تین چار آدمی ویڈیو کیسٹ اتار رہے تھے اور باقاعدہ ٹی وی پر شبینہ کا پروگرام دے رہے تھے، سب آدمی روڈ پر اور گھروں میں شبینہ کا پروگرام دیکھ رہے تھے، پھر عید کی نماز قائم ہوئی ویڈیو کیسٹ اتارنا چالو کر دیا، تو ایک شخص کھڑا ہوا اور امام سے پوچھا کہ مولانا کیا یہ جائز ہے؟ تو مولانا نے ہزاروں کے مجمع میں کہا کہ یہ جائز ہے، پھر ایک آدمی نے پوچھا کہ کیا یہ متفقہ فتویٰ ہے، تو مولانا نے جواب دیا جی ہاں یہ متفقہ فتویٰ ہے، اور مولانا اپنے آپ کو مفتی بھی کہتے ہیں اور مسجد کے روم میں باقاعدہ قوالی بجا رہے تھے اور مسجد اور روم میں کوئی فرق نہیں ہے، اور مولانا کے گھر میں خود ٹی وی ہے، تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اور نماز کی حالت میں ویڈیو کیسٹ اتارنا جائز ہے یا نہیں؟ اور بغیر نماز کی حالت میں تصویر کھنچوانا جائز ہے یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

مجاہد خان، حسن خان پٹھان،
متولی کوی دانس، گوری دانس گجرات

الجواب۔ تصویر کھینچنا، کھچوانا حرام ہے، ٹی وی آج کل بے حیائی اور فحش کاری کا آلہ ہے، اور حدیث شریف میں لہو ولعب حرام فرمایا: کل لھو لھا بہ المومن باطل (الدر المنثور ۳/۱۹۳) نہ یہ کہ فحاشی یہ بھی حرام ہے اور قوالی ساز باجے کے ساتھ بھی سننا ناجائز و حرام ہے، مزید یہ ہے کہ مسجد کے روم میں ایسا کیا جائے، ویڈیو سے صرف اس منظر کی نقل اتارنا جس کی اصل دیکھنا شرعاً جائز ہو، کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد کے ایک عالم صاحب جائز کہتے ہیں، اور بریلی شریف کے مولانا صاحب اس کو بھی تصویر قرار دیتے ہیں اور ناجائز و حرام کہتے ہیں اور جانبین کی تصدیق و تائید کرنے والے اور ایک دوسرے پر ردّ و انکار کرنے والے علما پورے ہندوستان

میں ہیں اور سب سنی ہیں تو آپ کے امام صاحب کو اس کو متفقہ فتویٰ کہنا بھی غلط ہے۔

پس بر تقدیر صدق مستفتی ایسے امام صاحب کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور ان کو بشرط استطاعت امامت سے علاحدہ کرنا ضروری اور ان کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز کا دوہرانا واجب۔ شامی میں ہے: ومشى فى شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم۔ (ج ۲/۲۵۵)

ہاں وہ اپنی حرکتوں سے جن کا ذکر اوپر ہوا، توبہ کرلیں تو ان کی اقتداء صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی

شمس العلوم گھوسی، ضلع مئو ۱۴/شوال ۱۴۱۸ھ

(فتاویٰ بحر العلوم۔ جلد خامس کتاب الحظر والاباحۃ۔ ص ۴۴۰/۴۴۱)

حضرت رئیس القلم علامہ یٰس اختر مصباحی صاحب نے اپنے مضمون ''کون ہے لائق امامت؟؟؟'' میں بار بار ''جدید، غیر منصوص اور فرعی فقہی مسئلہ'' کی چیخ پکار مچائی ہے اور بار بار یہ مطالبہ کیا ہے کہ جدید مسائل فرعیہ فقہیہ میں مخالفین سے توبہ کا مطالبہ اور اپنے مخالفین کو نا قابل امامت کہنے کی دلیل دی جائے۔

فتاویٰ بحر العلوم سے راقم نے جو سوال و جواب من وعن نقل کیا ہے، وہ تصویر ویڈیوگرافی اور قوالی مع مزامیر سے متعلق ہے۔ تصویر کا مسئلہ فی زماننا مختلف فیہ ہے، بہت سے علما موجودہ حالات میں اس کی ضرورت کے قائل ہیں، یہی وجہ ہے کہ عرب میں یہ عام بات ہے۔ تقریباً تمام علما ائمہ تصویر کشی کراتے ہیں، تصویر کشی کرانے والے اور نہ کرانے والے دونوں دلیل رکھتے ہیں۔ ویڈیوگرافی کا مسئلہ جدید بھی ہے، فرعی بھی ہے اور غیر منصوص بھی ہے۔ اسی طرح قوالی مع مزامیر یہ بھی مسئلۂ اصول دین سے متعلق نہیں۔ پھر بھی مصباحی صاحب اور مصباحی کے تمام ہمنواؤں کے استاذ گرامی بحر العلوم علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی صاحب نے اس کے قائل کی امامت کو مکروہ تحریمی

لکھا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اگر توبہ کر لے تو اس کی اقتداء درست ہے۔

مصباحی صاحب ویڈیو کے جواز کے قائلین بھی دلائل پیش کرتے ہیں، اسی طرح مزامیر کے قائلین بھی دلائل ہی کی بنیاد پر قوالی مع مزامیر کا اہتمام کرتے ہیں۔ پھر بھی آپ کے استاذ گرامی نے قوالی سننے والے اور ٹی وی دیکھنے والے اور اس کے جواز کا اعلان کرنے والے امام کی اقتداء کو مکروہ تحریمی فرمایا، اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ بشرط استطاعت ایسے امام کو امامت سے علاحدہ کرنا ضروری ہے اور اتنا ہی نہیں بلکہ جو نمازیں پڑھی جا چکی ہیں، ان کا دوہرانا واجب۔

اب بتائیں اگر آپ کے بقول کسی فرعی فقہی غیر منصوص مسئلہ میں آپ کے خود ساختہ معتمد و مستند فقیہ و مفتی کے غلط فیصلے اور تحقیق کی نشاندہی کرنے کے بعد مفتی ناظر اشرف صاحب نے توبہ ورجوع الی الحق کا مطالبہ کیا۔ نیز اعلیٰ حضرت اور دیگر علمائے اہلسنّت کے صریح اور واضح الفاظ کے برخلاف آپ کے معتمد فقیہ نے غلط مسئلہ بتایا اور لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے یہ کہا کہ یہ فیصلہ فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں کیا گیا۔ اگر اس قسم کی لغویات وخرافات اور اکابر مخالف تحقیق کو مفتی ناظر اشرف صاحب نے ضلالت و گمراہی کہا تو کیا برا کیا؟

آپ کی پریشانی یہ ہے کہ آپ فقہ و مسائل کی کتابوں کو پڑھے بغیر اظہار خیال فرماتے ہیں، ورنہ صرف فتاویٰ بحر العلوم ہی میں نہیں دیکھئے، فتاویٰ فیض الرسول ج اول ص ۲۶۰/۲۶۱، فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۲۵۱ ر میں فرعی فقہی اور جدید مسائل میں اختلاف کرنے والوں کی امامت کو مکروہ لکھا ہے۔

مجموعہ رسائل فضل رسول غالباً آپ نے بغیر پڑھے ہوئے اس پر تقدیم لکھی ہے، ورنہ آپ کو معلوم ہوتا کہ منتھی المقال فی شرح حدیث لاتشد الرحال میں مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی نے کس طرح ردّ فرمایا ہے، جس مسئلہ میں علامہ

بدایونی نے اپنے مخالفین کی تردید فرمائی ہے، وہ مسئلہ بھی فرعی ہے نہ کہ اصولی۔ لیکن زیارت روضۂ رسول کے منکرین کا کس شدومد کے ساتھ علمانے ردّ فرمایا ہے۔ دیکھ لیجئے علامہ بدایونی نے ملاّ بحرالعلوم عبدالعلی فرنگی محلی کی طویل عبارت ارکان اربعہ سے نقل فرمائی ہے، اس میں ایک جگہ فرماتے ہیں: "اس بات کی تصدیق کے بعد کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسولوں میں سب سے افضل ہیں، اس (زیارت قبرانور) کے حکم میں مزید کسی دلیل کی حاجت نہیں ہے۔ جس شخص نے بھی اس کا انکار کیا جیسے ابن تیمیہ اور ان کے متبعین کی طرف سے منقول ہے تو اس نے سفاہت سے کام لیا اور واضح اسلامی احکام کا انکار کیا، عظیم برکتوں کے حصول کے طریقے کو بند کردیا، خلاصہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبرانور کی زیارت فرائض کے بعد ان امور میں سب سے عظیم ہے، جن کے ذریعہ تقرب الی اللہ حاصل کیا جاتا ہے، یہ کہنا کہ اس میں کوئی فائدہ نہیں، یہ بڑی جہالت اور ایک بڑی خیر سے محرومی ہے اور یہ اسی شخص کا قول ہوسکتا ہے کہ جس کے پاس نہ عقل ہے نہ ادب۔

اب بتایئے کہ کیا ابن تیمیہ جاہل تھا، ان پڑھ تھا، بے عقل تھا، کیا بغیر دلیل کے اس نے اپنا موقف پیش کیا تھا یا وہ پہلے سے کافر ومرتد تھا؟ آخر کیوں اسے بے ادب، بے عقل، اور اس کی بات کو جہالت سے مولانا عبدالعلی نے تعبیر فرمایا؟ حالانکہ مسئلۂ زیارت روضۂ انور کا تعلق اصول دین سے نہیں بلکہ یہ باعث خیر وبرکت اور فعل مندوب ہے، نہ کہ اس کا منکر کافر۔

اب آپ ہی فرمایئے کہ ابن تیمیہ کے علم واستدلال کے مقابلہ میں مجلس شرعی کے ملازمین فقہا کی علمی فقہی اور استدلالی حیثیت کیا ہے؟ لائق امامت کے صفحہ نمبر ۴۴ پر مصباحی صاحب نے حسب عادت ایک جھوٹی بات لکھی، "(۳) مزدلفہ سے متعلق وادیٔ محسر میں وقوف کو صرف ایک فقیہ نے جائز کہا، جبکہ یہ دیگر فقہا کی

تصریحات اور احادیث صریحہ کے برخلاف ہے۔ کیا ماضی کے کسی فقیہ نے ان پر مخالفت اجماع واحادیث کا الزام لگایا؟ انہیں نا قابل امامت کہا؟ اور ان سے توبہ ورجوع کا مطالبہ کیا؟ اور آج جو لوگ بے حاجت شرعیہ اس قول شاذ کے متبع ہوئے کیا انہیں نا قابل امامت ماننا درست ہے؟ بینوا وتوجروا۔

فتاویٰ بحر العلوم اور دیگر حوالوں سے میں نے اوپر یہ ثابت کر دیا ہے کہ فقہائے کرام نے غلطی کرنے والوں سے توبہ ورجوع کا مطالبہ بھی کیا ہے اور اختلاف کرنے والوں کی اقتداء کو مکروہ تحریمی ہی نہیں بلکہ بشرط استطاعت ایسے لوگوں کو منصب امامت سے برطرف کرنے کا حکم بھی دیا ہے۔

نیز مولانا عبد العلی فرنگی محلی کی وہ عبارتیں بھی پیش کر دی ہیں، جن میں انہوں نے زیارت قبر انور کے منکر کو جاہل، بے ادب اور بے عقل کہا ہے، رہ گیا وہ آخری جملہ کہ اور آج جو لوگ بے حاجت شرعیہ الی آخرہ‘‘

یہ مصباحی صاحب کا جھوٹا الزام ہے، شرعی کونسل آف انڈیا کے علما فقہا پر۔ وہ تا قیام قیامت اسے نہیں ثابت کر پائیں گے کہ شرعی کونسل نے قول شاذ کا اتباع کیا ہے، جھوٹ اور بہتان تراشی سے مصباحی صاحب پر توبہ فرض ہے، ورنہ اس قدر جسے جھوٹ اور افترا کی لت لگی ہو وہ نا قابل اعتبار، مردود الشہادۃ ہے، جو جماعت کے اکابر علما فقہا اور جامعہ اشرفیہ کے مستند ومعتمد فقیہ کے استاذ اور وارث علوم اعلیٰ حضرت علامہ ازہری میاں صاحب پر تہمت باندھتا ہے، وہ شریعت کی نظر میں فتنہ پرور ہے۔ نفاق پسند اور کذابین دجالین کی فہرست میں شمار ہوگا۔ بہتر ہے کہ ایسا شخص رجوع الی الحق کے ساتھ تجدید ایمان وتجدید نکاح بھی کرے، اور اللہ توفیق دے تو کسی متبع سنت وشریعت پیر کے ہاتھ پر بیعت بھی ہو۔

سابق میں کسی فقیہ نے کسی بات کو حرام لکھا، بعد کے کسی فقیہ نے اسی بات کو

یا اسی طرح کی کسی اور بات کو ناجائز و حرام اور مخالف قرآن وسنت لکھا اور مرتکب کو توبہ استغفار کا حکم دیا تو کیا بعد کے فقیہ و مفتی سے یہ کہا جائے گا کہ آپ سے پہلے کسی نے مذکورہ فعل حرام کو صرف حرام لکھا، جبکہ آپ نے ناجائز بھی لکھا، قرآن وسنت کے خلاف بھی لکھا اور توبہ و رجوع کا مطالبہ کیا، لہٰذا اس پر دلیل لائیے؟ یہ جہالت و حماقت اور علم وعقل سے بے بہرہ ہونے کی دلیل نہیں تو اور کیا ہے؟ جناب والا بار بار لاؤڈ اسپیکر اور حج فرض کے لئے تصویر کشی کے مسئلہ کو ذکر کرتے ہیں کہ علامہ مفتی محمد افضل حسین مونگیری علیہ الرحمہ نے لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتداء کو جائز فرمایا تھا اور حج فرض کے لئے مفتی اجمل شاہ نعیمی نے تصویر کھچانے کو جائز لکھا تھا، جبکہ سرکار مفتی اعظم کا موقف ان دونوں مسئلے میں عدم جواز کا تھا اور دو چار علما کے علاوہ بیشتر لوگوں کا فتویٰ مفتی اعظم کے موافق تھا۔

اس سلسلے میں معلوم ہونا چاہئے کہ لاؤڈ اسپیکر کا مسئلہ واقعی فرعی فقہی اور جدید مسئلہ تھا، جبکہ چلتی ٹرین میں نماز کے مسئلہ کو جدید کہنا نادانی یا فریب ہے، اس لئے کہ ٹرین کو جدید کہہ سکتے ہیں، نہ کہ چلتی ٹرین کا مسئلہ من کل الوجوہ جدید ہے۔ چلتی ٹرین کو علما نے جب مرکب بری سے ملحق مانا تو یہ جدید کب رہا؟ اس کی تو اصل پہلے سے کتب فقہ میں موجود ہے۔

اسی طرح حج فرض کے لئے تصویر کو حکومت کا لازم قرار دینا بھی جدید عذر تھا، پھر بھی حج فرض جو نص قطعی سے ثابت ہے، استطاعت کے باوجود نہ کرنے والے کے لئے سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، تو کیا جو چلتی ٹرین پر فرض وواجب نہ ادا کرے اس کے لئے بھی وعیدیں آئی ہیں؟ رہ گیا بعض مستند علمائے بریلی شریف کی زبانی سنی ہوئی ایک ثقہ روایت، جسے مولانا مطیع الرحمٰن پورنوی نے بیان کیا ہے، اس کے بارے میں کیا کہوں، وہ تو آپ کے انداز تحریر ہی سے پتہ چل رہا ہے کہ ان کی

بات کتنی درست ہوگی؟ جن مستند علما سے انہوں نے سنا ان کا نام بتانے سے نہ پورنوی صاحب کا نکاح ٹوٹتا اور نہ آپ کا۔ لہٰذا اس طرح کی فضول باتوں کا ہم کیا جواب دیں، آئندہ جب کوئی بات آپ لکھیں تو مولانا الیاس امیر دعوت اسلامی کی طرح ایک، کوئی ایک، ثقہ اور مستند کے شروط وقیود کی بجائے صاحب معاملہ کا نام وپتہ لکھیں ورنہ ہم آپ کی باتوں کو مولانا الیاس اور طاہر القادری کے خواب سے زیادہ اہمیت نہیں دیں گے۔

مصباحی صاحب کا ایک اور مضمون محرّرہ ۱۲؍ستمبر ۲۰۱۴ء جس کی ہیڈنگ ہے: ''حضرت تاج الشریعہ کی خدمت میں چند معروضات'' اس مراسلہ میں مصباحی صاحب نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ حضور تاج الشریعہ یہ بتائیں کہ مجلس شرعی مبارکپور کے مستند، معتمد فقہا ومفتیان کرام نے ردالمحتار یا فتاویٰ رضویہ کی کون سی عبارت سنائی اور کونسی عبارت چھوڑی جس کے سبب اخذ نتیجہ وفیصلہ میں نقص وخلل واقع ہوا، اس سلسلے میں عرض ہے کہ مجملاً اس کا جواب راقم نے اس سے پہلے والے مراسلے میں دے دیا ہے، پھر بھی آپ کے تشفی قلب یا تذکیر کے لئے عرض ہے، مجلس شرعی والوں نے چلتی ٹرین کے مسئلہ پر محدث سورتی کی عبارت کو نقل کرنے میں آگے پیچھے کی عبارتوں کو چھوڑ دیا ہے، اس لئے کہ اگر پوری عبارت نقل کرتے تو پھر محدث سورتی کو دلیل نہیں بنا پاتے، دیکھئے اس کی پوری تفصیل حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری مدظلہ العالی کے اس مقالے میں جس کو کتابی شکل میں علامہ مفتی شمشاد احمد صاحب مفتی جامعہ امجدیہ گھوسی نے ترتیب دیا ہے۔ ''چلتی ٹرین پر فرض وواجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم'' یہ کتاب منظر عام پر آچکی ہے، غیر جانبدار ہوکر اس مقالے کو پڑھیں، مجلس شرعی کی غیر شرعی تحقیق کا پردہ فاش ہوجائے گا۔

اسی مراسلہ کے صفحہ نمبر ۵ پر آپ لکھتے ہیں: ''حیرت وافسوس کا مقام ہے کہ

گلی کوچے کے اندر ہی سارا زور ٹوٹ گیا۔ اسی میں ساری توانائی ضائع ہوگئی اور گلی کوچے سے آگے کوئی بات نہ بڑھ سکی۔''

یہ آپ کی خام خیالی ہے یا اندرونی بوکھلاہٹ، ورنہ کبھی آپ کہتے ہیں کہ طوفان اٹھا، کہیں لکھتے ہیں کہ باڑھ آئی وغیرہ وغیرہ، طوفان اور باڑھ کسی گلی کوچے میں نہیں آتے اور نہ بلا وجہ انسان آفت ارضی وسماوی کا شکار ہوتا ہے، بلکہ ظلم جب حد سے بڑھتا ہے تو کبھی سونامی آتی ہے تو کبھی طوفان آتا ہے۔ ہاں آپ خواب خرگوش میں نہ رہئے گا کہیں جمنا میں باڑھ نہ آجائے کہ شمسان کے لائق رہیے نہ قبرستان کے لائق۔

بریلی سے جب کوئی آواز اٹھتی ہے تو اس کا زور ٹوٹتا نہیں بلکہ اہل باطل کے پردۂ سماعت پر اس زور سے ٹکراتی ہے کہ انہیں صور اسرافیل کا گمان ہونے لگتا ہے۔ ظلم وجبر کی دنیا اس آواز سے سہم جاتی ہے اور مخالف بد بخت شقی القلب غبی ہلاکت کے دہانے پر پہنچ جاتا ہے۔

بریلی کی آواز نہ دبتی ہے، نہ اہل بریلی کا زور ٹوٹتا ہے، بلکہ بریلی کی آواز اکناف عالم میں پھیلتی ہے اور اس کا اثر بحر وبر میں ہوتا ہے۔

آپ ہی نے مطیع الرحمٰن صاحب کا بیان نقل کیا ہے، اس مراسلہ کا صفحہ نمبر ۷/ پڑھیے: ''میں مرشد آباد کی بات کر رہا ہوں، وہاں بتایا گیا ہے، وہاں تک یہ آواز پہنچی ہے کہ اشرفیہ گمراہ گردی کا اڈہ ہوگیا ہے۔'' اشرفیہ میں بچوں کو تعلیم کے لئے بھیجنا جائز نہیں ہے۔

اب آپ ہی بتائیے کہ مرشد آباد (بنگال) کیا محلّہ سوداگران کی گلی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ اگر مرشد آباد (بنگال) محلّہ سوداگران، بریلی میں ہوتا تو آپ کے مستند ومعتمد راوی مولانا مطیع الرحمٰن صاحب کا اردو کا لہجہ درست نہیں ہوا رہتا، زندگی گزر گئی، سب کچھ پڑھ کر ختم کر دیا، لیکن صحیح اردو بولنا نہیں آیا۔

اور تعلّی کا یہ عالم ہے کہ بریلی میں علامہ ازہری میاں کے علاوہ کسی کو قلم پکڑنے کا اہل نہیں سمجھتے، ظاہر ہے یہ جملہ وہی بول سکتا ہے جس کی دماغی کیفیت معتدل نہ ہو، بھلا سوچئے! علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ، علامہ قاضی عبدالرحیم بستوی علیہ الرحمہ، علامہ مفتی محمد اعظم صاحب نوری ٹانڈوی، علامہ نعیم اللہ خان وغیرہم۔ ان لوگوں کو قلم پکڑنے کا اہل نہیں سمجھتے، اسی بریلی میں علامہ بہاؤالمصطفیٰ صاحب، علامہ مفتی مطیع الرحمٰن مظفر پوری، علامہ مفتی محمد صالح صاحب، علامہ محمد حنیف خان بریلوی، مولانا شہاب الدین رضوی صاحب۔ مؤخرالذکر دونوں حضرات کی تو اتنی کتابیں اور تحریریں ہیں کہ آپ کے آخری عمر تک کے لئے کافی ہوجائیں، پھر بھی انہیں قلم پکڑنا نہیں آتا، شاید پورنیہ یا بنگال کے کسی تالاب میں مچھلی پکڑنے کی مشق کریں تو ممکن ہے کہ قلم پکڑنا آجائے۔ آپ بتایئے! فقہ وافتا میں وہ کونسا جناب کا کارنامہ ہے اسے اپنے عرس چہلم سے پہلے پہلے شائع کرادیں، اگر کبھی دوچار صفحہ لکھا بھی تو جھگڑے فساد ہی کے موقع پر وہ بھی لوجہ اللہ کا کوئی ثبوت نہیں۔

اس دور جدید میں وہ پرانے حربے اور داؤپیچ کام نہیں آئیں گے، جناب کو قلم پکڑنے کی اہلیت ہے نا تو بتایئے، اب تک آپ نے حدیث میں، فقہ میں، تفسیر میں، منطق میں، فلسفہ میں، ادب میں، سیاست میں، صحافت میں کتنے صفحات مجلدات لکھے اور کہیے تو میں بتاؤں کہ ابھی آپ کو باضابطہ تعمیر ادب اور نورانی تعلیم کے پانچ حصے کسی استاذ کی نگرانی میں پڑھنے کی ضرورت ہے، لوگوں کو حیرت ہوگی کہ کیوں؟ بریلی کی عداوت میں تھا اور ہے کا فرق تک آپ کو یاد نہ رہا یا پھر یہ چال بازی تاکہ عوام آپ کے فریب میں آجائے۔

''آج الحمدللہ جامعہ اشرفیہ ہی ہماری سنیت کی آبرو ہے۔''

بلا شبہ آپ کی سنیت آپ کو مبارک ہو، جیسے آپ ویسے آپ کی سنیت، اور پھر آبرو بھی تو ویسی ہی ہونی چاہئے، آپ کو تو کہنا چاہئے تھا کہ ہمارا قبلہ تو جامعہ اشرفیہ ہی ہے۔

ساتھ ہی اس موقع پر آپ کو اشرفیہ میں روبرو ہو کر سراج الفقہا سے لاؤڈ اسپیکر کے مسئلہ پر یہ طے کر لینا تھا کہ کیا صحیح اور کیا غلط ہے؟ اچھا موقع تھا لاؤڈ اسپیکر کے مسئلہ میں سابقہ موقف سے توبہ ورجوع کا اعلان کر دیتے تو نذرانہ بھی بڑھ جاتا اور کچھ اور دعوتیں مل جاتیں۔ لاؤڈ اسپیکر کے مسئلہ کو جوں کا توں چھوڑ کر نئے فتنوں کو جنم دینا اچھا نہ تھا۔

ملاحظہ فرمایئے! فرماتے ہیں: ''آج کے ماحول میں آج کی دنیا میں بلا شبہ بریلی شریف ہمارا مرکز ہے، مگر، مرکز کا معنی اعلیٰ حضرت سے مفتی اعظم ہند تک ہے۔''

اب کون سمجھائے! مضطر صاحب کو کہ اضطراری کیفیت سے باہر آیئے اور اردو تو کم سے کم درست کر لیجئے۔

یا تو یہ کہئے کہ بریلی مرکز تھا اعلیٰ حضرت سے مفتی اعظم ہند تک یا یہ کہئے کہ بریلی آج بھی مرکز ہے، لیکن ہمیں شرعی کونسل آف انڈیا بریلی والوں نے جہاز کا کرایہ دینا بند کر دیا، اس لئے ہم نہیں مانتے، مرکز سے ہمارا دانہ پانی بند ہو گیا، اس لئے ہم مرکز نہیں مانتے، سچ کہوں تو آپ جیسے لوگ تاج الشریعہ، مفتی اعظم، اعلیٰ حضرت کا کیا معنی امام اعظم کو بھی مرکز نہیں مانتے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم تک تو مفتی اعظم کا وصال ۱۹۸۱ء میں ہوا، ۳۳ رسال گذر گئے، اتنے دنوں بعد آپ نے منہ کھولا، اگر پہلے بتا دیا ہوتا تو لوگ ۳۳ رسال پہلے ہی قبلہ تبدیل کر دیئے ہوتے، آپ نے بتانے میں دیر شاید اس لئے کی چونکہ اہل اشرفیہ نے

دعوت دینے میں تاخیر کی۔آپ نے یہ بھی فرمایا کہ سرکار مفتی اعظم مظہر اسلام کے پوسٹر میں فلاں مدرسے کے لئے اپیل شائع کرتے تھے،اس طرح کے راز اتنے دن کیسے آپ چھپا کے رکھے، کیا کسی ایسے ہی موقع کی تلاش میں تھے کہ جب اہل اشرفیہ بھنور میں پھنسیں گے تو مناسب دام دیں گے پھر آپ ان کو راز بتائیں گے، حالانکہ اس سے آپ نے جو فائدہ حاصل کرلیا ہو کرلیا ہو، انہیں کوئی فائدہ پہنچے گا یا نہیں، مجھے نہیں معلوم، لیکن اس راز کو جسے کوئی دوسرا نہیں جانتا خود اہل اشرفیہ بھی جس راز سے بے خبر تھے یا پھر اسے کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے، بہر حال حقیقت جو ہو، لیکن آپ پر لازم تھا کہ وہ پوسٹر وہاں دکھاتے۔

آپ کے رنگ بدلنے سے شاید کچھ لوگوں کو سہارا ملے یا یہ احساس ہو کہ اس سے مرکز کا کوئی بڑا نقصان ہو گا تو شاید یہ بات احمقوں کی جنت میں سیر کرنے کی مثل ہے۔

اس وقت آپ کی حیثیت فیوز بلب کی طرح ہے یا پھر اس توپ کی طرح جسے بعض شہروں میں حکومت نے لوگوں کو توپ کی شکل دکھانے کے لئے رکھا ہے۔

آدمی کی زندگی گذارنے کے الگ الگ طریقے ہوتے ہیں، غالباً آپ کے مقدر میں یہی لکھا ہو جو آپ کے ساتھ ہو رہا ہے، لوگوں نے آپ کو بہت پڑھایا مگر ایک سبق کسی نے نہیں پڑھایا، وہ **مستقل مزاجی** کا جس کے سبب آپ کی یہ حالت ہوگئی کہ......... **گھر کا رہا نہ گھاٹ کا۔**

فقط والسلام

۹۔۱۱۔۲۰۱۴

فتنوں سے باز آؤ

علامہ سید اولاد رسول قدسی، نیویارک، امریکہ

عدو مسلکِ احمد رضا فتنوں سے باز آؤ ۔۔۔ کرو شرم نبی خوفِ خدا فتنوں سے باز آؤ

خس وخاشاک بن کر بہہ نہ جاؤ قہرِ خالق سے ۔۔۔ حسد کی یوں نہ پھیلاؤ ہوا فتنوں سے باز آؤ

زباں تم کھولنے سے پہلے اپنا علمی قد دیکھو ۔۔۔ کہاں تم اور کہاں علمِ رضا فتنوں سے باز آؤ

زباں تھکتی نہیں تھی اعلیٰ حضرت، اعلیٰ حضرت سے ۔۔۔ اچانک تم کو یہ کیا ہوگیا فتنوں سے باز آؤ

ابھی کچھ تو کبھی کچھ کیسی یہ عادت بنالی ہے ۔۔۔ اسی کو کہتے ہیں مکر ودغا فتنوں سے باز آؤ

تم اپنا ہاتھ پاؤں جتنا چاہو مارلو لیکن ۔۔۔ رہے گا حشر تک نامِ رضا فتنوں سے باز آؤ

دیا جس نے تمہیں سرمایہ حق کا، اس سے غداری ۔۔۔ تمہارا ہے یہی طرزِ وفا فتنوں سے باز آؤ

رضا کے مسلکِ حق پر رہو سختی سے تم قائم ۔۔۔ ذرا سوچو یہ کس کا ہے کہا، فتنوں سے باز آؤ

صدا یہ آرہی ہے حافظِ ملت کے روضے سے ۔۔۔ نہ ڈھاؤ مجھ پہ تم جور وجفا، فتنوں سے باز آؤ

میری مانو کرو جاکر بریلی توبہ خالص ۔۔۔ کھلا ہے اب بھی دربارِ رضا، فتنوں سے باز آؤ

سر اپنا پھوڑتے رہ جاؤگے دہلیز عداوت پر ۔۔۔ اٹل ہے ایسی تحقیقِ رضا، فتنوں سے باز آؤ

یہ صلح کلیت کی حرکتیں تم کو ڈبو دیں گی ۔۔۔ ہلاکت خیز ہے ایسی فضا فتنوں سے باز آؤ

ہے یہ قدسی کا تم سے مخلصانہ مشورہ پیہم
کرو وہ جس سے راضی ہو خدا فتنوں سے باز آؤ

IMAM AHMAD RAZA FOUNDATION
Lucknow

طالبِ دُعا

محمّد عرفان رضا قادری

تنظیم فیضانِ اعلیٰ حضرت

رضی اللّٰہ عنہ

سیونڈیہ آزادنگر بکارو اسٹیل سٹی

جھارکھنڈ

5:28 pm